سیرتِ غوثِ اعظم

تذکرہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

عالم فقری

شبیر برادرز، اردو بازار لاہور

E-Title by: SultanBahu.net

تذکرہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیرتِ غوثِ اعظمؒ

عالم فقری

ناشر

شبیر برادرز ۔ اردو بازار ۔ لاہور

جملہ حقوق بنام اللہ تعالیٰ آزاد ہیں

نام کتاب	حضرت غوث اعظم
موضوع	حالات و واقعات
اشاعت	۱۹۹۴ء
تعداد	۱۱۰۰
زیر نگرانی	جاوید فقری
مشاورت	جاوید رفیق
پروف ریڈنگ	محمد اعظم
تائید کنندہ	محمد افضال ۔ محمد راحت بھٹی
محرک	شیخ نعیم احمد ۔ طاہر ندیم بٹ
کتابت	محمد رفیق میلو منڈی بہاؤالدین
پریس	
قیمت	/۔ روپے

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اے اللہ! تیری ذات بے مثل و یکتا ہے اور اس جہاں میں تجھ سا عظیم کوئی نہیں۔ تیری عظمتوں کا ڈنکا اس جگ میں چار سو ہے۔ تُو نے حضرتِ انسان کو اس لیے بنایا تھا کہ یہ تادمِ آخر تیری عظمتوں کا بول بالا کرتا رہے۔ تیری عنایات کے گُن گاتا رہے۔ تیری محبت کا تاج ہر دم اپنے سر پہ سجائے پھرے۔ مگر یہ ہر کسی کو نصیب نہ ہوا کہ وہ دنیا میں تیرا بندہ کہلوائے بلکہ تیری نگاہِ عنایت کا اور تیرے جلال و اکرام کا وہی حقدار ہوا جو دُنیا کا سب کچھ لٹا کر تیری محبت کا طالب ہوا۔ اسے سوائے اس کے کچھ غرض ہی نہ تھی کہ نگاہِ باطن میں تو اسے ہر گھڑی نظر آتے۔ وہ سر جھکائے تو خود کو تیری محبت میں کھویا ہوا پائے۔ وہ سر اٹھائے تو نگاہِ باطن میں تو ہی اسے نظر آئے۔ وہ جس طرف بھی دیکھے اسے تیری ذات کے سوا اور کچھ بھی بھلا نہ لگے۔ غرضیکہ جنہوں نے تیری محبت کو اپنے تن من میں بسا لیا تو پھر تو ہی ان کی نگاہِ ناز پر ظاہر ہوا۔ تو ہی ان کی گفتار میں بولا۔ وہ جدھر چلے تیری عظمتوں کے چرچے کرتے گئے۔ انہی کو زندگی کا اصل راز ملا۔ وہ تیرے بندے بڑے قلیل ہیں۔ اگرچہ صدیاں گزر گئیں مگر آج بھی ان کے نشان تیری محبت کی خوشبو پھیلا رہے ہیں۔ وہ کون تھے کہاں سے آئے جن پر تو بے حجاب ہوا جو آج بھی تیری محبت کے آثار ہیں۔ وہ چند تیرے بندے ہیں جو تیرے بنے اور تو ان کا بنا انہی بندوں میں سے ایک تیرے عظیم ولی کا نام حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

آج دنیا میں ان کے نام کا چرچا خلقِ خدا کی زبان پر جاری ہے مگر کتنے لوگ ہیں جن کو یہ معلوم ہے کہ یہ عظیم ولی کہاں پیدا ہوا، کہاں کہاں سے علم کی پیاس بجھائی اور کہاں اللہ کی محبت میں زندگی کے شب و روز گزار گیا۔ وہ زندگی کے کون سے کٹھن مراحل تھے جنھیں وہ تیری محبت کی بنا پر بلا چون و چرا برداشت کرتا گیا۔ اسی مقصد کی خاطر یہ تیرے ایک برگزیدہ بندے کی وہ داستان ہے جو اہلِ دنیا کے سامنے ہے۔ ان کے حالات مختلف کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر میرے محترم دوست جناب عالم فقری کے دل میں ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی خواہش اس وقت پیدا ہوئی جب وہ ان کے مزار پر ۱۹۹۰ء میں حاضر ہوئے۔ وہ جتنے دن بھی وہاں رہے ان کے دل میں یہی خواہش کروٹیں لیتی رہی "اے اللہ! وطن واپس جا کر میں تیرے اس برگزیدہ ولی کی زندگی کے بارے میں اپنے قلم سے عقیدت کے پھول نچھاور کروں۔"

اللہ کی عطا کردہ توفیق سے انھوں نے اس کتاب کو تالیف کیا جو آج آپ کے سامنے ہے۔ اگرچہ اس کتاب کا مواد مختلف کتابوں سے جمع کیا گیا ہے مگر جمع کرنے میں صرف اسی لگن کو مدِنظر رکھا گیا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر اس گوشہ کو ان کے چاہنے والوں پر آشکار کیا جائے جس میں تیری محبت جلوہ گر ہے اور میرے خیال کے مطابق انھوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسے خوب نبھایا ہے۔

اے ہمارے رب! اپنی بارگاہ سے ہم پر رحمتیں نازل فرما اور کتاب کو جو کہ تیرے ولیٔ خاص کی سوانح حیات پر مشتمل ہے اسے اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما۔ آمین

احقر
ابو طیب محمد نواز

۹ مئی ۱۹۹۵ء
چاہ میراں۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
●	آباء و اجداد	۱۳	۴	اپنی ولایت کا علم ہونا	۲۸
۱	حضرت عبداللہ صومعی رح	۱۳	۵	نانا جان کا انتقال	۲۹
۲	سیدہ عائشہ رح	۱۴	۶	تحصیلِ علم کے لیے غیبی اشارہ	۲۹
۳	حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رح	۱۵	۷	تیاریٔ سفر	۳۰
۴	خاندانی عظمت	۱۸	۸	آپ کی بے مثل سچائی	۳۱
●	ابتدائی حالات	۱۹	۹	بغداد میں ورودِ مسعود	۳۳
۱	نام و کنیت	۱۹	۱۰	بغداد میں قیام	۳۴
۲	سلسلہ نسب	۱۹	●	دینی علوم کا حصول	۳۵
۳	اصلی وطن	۲۰	۱	شیخ حماد بن مسلم دباس	۳۶
۴	بشارت اولیاء قبل از پیدائش	۲۱	۲	آپ کے بارے میں شیخ حماد کی رائے	۳۶
۵	ولادت و بشارتِ ولادت	۲۴			
۶	حیرت انگیز واقعات	۲۵	۳	حضرت شیخ حماد رح	۳۷
۷	زمانۂ رضاعت	۲۶	۴	اذیت آمیز باتیں	۳۹
●	واقعاتِ تربیت	۲۷	۵	چشمِ باطن سے مشاہدہ	۳۹
۱	کھیل کود سے بے رغبتی	۲۷	۶	دورِ طالب علمی کے واقعات	۴۰
۲	شکمِ مادر میں علم	۲۸	۷	مسلسل بیس یوم تک فاقہ	۴۰
۳	مکتب میں داخلہ	۲۸	۸	شدتِ بھوک کا واقعہ	۴۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۹	پُراسرار آزمائش	۴۳
۱۰	شریف یعقوبی کی نصیحت	۴۳
۱۱	ادائیگیٔ قرض کا واقعہ	۴۴
●	**مجاہدہ و ریاضت**	۴۶
۱	ویرانوں میں پھرنا	۴۶
۲	فاقے میں مزید صبر کا واقعہ	۴۷
۳	حضرت غوث اعظمؓ کا مجاہدہ	۴۷
۴	دشت نوردی کا عجیب ماجرا	۴۸
۵	حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات	۴۹
۶	شیاطین سے جنگ	۵۰
۷	مختلف باتوں کا مشاہدہ	۵۲
۸	برج عجمی میں گیارہ سال	۵۳
۹	شیطان کے فریب سے بچنا	۵۴
۱۰	ایک عارفہ کا واقعہ	۵۴
۱۱	مجاہدوں میں صبر	۵۷
۱۲	عبادت کا معمول	۵۷
●	**خرقۂ خلافت و جانشینی**	۶۰
۱	بیعت	۶۰
۲	خرقۂ خلافت	۶۰
۳	شجرۂ طریقت	۶۱
۴	حضرت ابوسعید مبارک مخزومیؒ	۶۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
●	**وعظ و تبلیغ**	۶۴
۱	حکم وعظ	۶۴
۲	ہاتف غیبی سے اشارہ	۶۵
۳	وعظ و تبلیغ کا آغاز	۶۶
۴	مجلس وعظ میں ہجوم	۶۶
۵	مدرسہ کی تعمیر نو	۶۷
۶	شہرت عام	۶۷
۷	چالیس سال تک وعظ	۶۷
۸	وعظ کی اثر انگیزی	۶۸
۹	مواعظ حسنہ کا اثر	۶۹
۱۰	یہود و نصاریٰ کا قبول اسلام	۶۹
۱۱	عیسائی راہب کا مسلمان ہونا	۷۰
۱۲	تیرہ عیسائیوں کا قبول اسلام	۷۰
۱۳	بادشاہ اور امراء کی نیازمندی	۷۰
۱۴	اصلاح و تطہیر	۷۱
۱۵	آپ کے سمجھانے کا انداز	۷۲
●	**علمی شان**	۷۴
۱	آپ کے فرزندوں کا بیان	۷۵
۲	شیخ یوسف ہمدانی کا بیان	۷۵
۳	سو فقہاء کے سوالوں کا جواب	۷۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴	علامہ ابن جوزی کا اعتراف کمال	۷۶
۵	علمی وسعت	۷۸
۶	علم و فضل میں مرتبہ	۷۹
۷	تاریخ العارفین اور غوث الاعظمؓ	۸۰
۸	آپ کا لقب محی الدین ہونے کی وجہ	۸۱
۹	غوث اعظمؓ کا تبحر علمی	۸۲
۱۰	آپ کے سر مبارک پر تین چادروں کی توضیح	۸۲
●	**دینی خدمات**	۸۳
۱	درس و تدریس	۸۳
۲	طالب علموں کے ساتھ حضرت شیخ کا سلوک	۸۴
۳	آپ کے تلامذہ	۸۴
۴	فتویٰ نویسی	۸۵
۵	حضرت غوث اعظم کا مسلک	۸۶
۶	تربیت مریدین	۸۸
۷	اہل نسبت کے لیے بشارت	۸۹
۸	پانچ نسلوں تک خوشخبری	۸۹
۹	مریدوں کے لیے دعا	۹۰
۱۰	ہم نشینوں پر توجہ	۹۱
۱۱	مریدوں کے لیے ضمانت طلبی	۹۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲	مریدوں کے لیے توفیق توبہ کی دعا	۹۲
۱۳	مرید کی دلجوئی کا واقعہ	۹۳
●	**اقلیم ولایت کی بادشاہی**	۹۵
۱	شیخ عدی بن مسافر کا بیان	۹۶
۲	شیخ احمد رفاعی کا بیان	۹۶
۳	شیخ ابومدین مغربی کا بیان	۹۷
۴	شیخ ماجد الکردی کا بیان	۹۷
۵	شیخ ابوسعید قیلوی کا بیان	۹۷
۶	شیخ المفاخر عدی کا بیان	۹۸
۷	شیخ حیات بن قیس حرانی	۹۸
۸	اولیاء کی جماعت کی تائید	۹۹
۹	شیخ لولو ارمنی کا تائیدی بیان	۱۰۰
۱۰	شیخ مکارم کا بیان	۱۰۱
۱۱	شیخ خلیفہ اکبر کا بیان	۱۰۱
۱۲	اس فرمان کا مفہوم	۱۰۱
۱۳	حضرت خواجہ اویس قرنیؒ	۱۰۲
۱۴	حضرت جنید بغدادیؒ	۱۰۳
۱۵	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ	۱۰۳
۱۶	خواجہ معین الدین چشتیؒ	۱۰۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۷	حضرت بابا فرید گنج شکرؒ	۱۰۴	۶	آپ کا لباس	۱۳۶
۱۸	حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ	۱۰۴	۷	آپ کی ٹوپی	۱۳۸
۱۹	قدم کا مطلب	۱۰۵	۸	آپ کی قمیص کی برکت	۱۳۸
●	اخلاق غوث اعظمؒ	۱۰۸	۹	خوراک	۱۳۹
۱	استغناء	۱۱۱	۱۰	خوشبو کا استعمال	۱۳۹
۲	دریادلی	۱۱۲	۱۱	آپ کے معمولات کے متعلق	
۳	غریب پروری	۱۱۴		روایات	۱۳۹
۴	ایثار	۱۱۶	۱۲	عبادات	۱۴۰
۵	سخاوت اور فیاضی	۱۱۷	●	سلاسل طریقت میں حضرت	
۶	حق گوئی	۱۱۸		غوث اعظمؒ کا فیض	۱۴۳
۷	عفو و درگزر	۱۲۰	۱	حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ	۱۴۳
۸	عجز و انکساری	۱۲۱	۲	حضرت بہاء الدین نقشبندؒ	۱۴۴
۹	صبر و ثابت قدمی	۱۲۲	۳	حضرت شہاب الدین سہروردیؒ	۱۴۵
۱۰	نرمی اور شفقت	۱۲۵	۴	حضرت نظام الدین اولیاء	۱۴۶
۱۱	مخلوق خدا کی بھلائی	۱۲۸	●	کرامات غوث اعظمؒ	۱۴۷
۱۲	مہمان نوازی	۱۳۰	۱	لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی	۱۴۸
●	جمال غوث اعظمؒ	۱۳۲	۲	مخفی حالت کا علم	۱۴۸
۱	کمال گفتگو	۱۳۳	۳	آپ کا عطا کردہ نام	۱۴۹
۲	نگہ مبارک	۱۳۴	۴	لوگوں کا متوجہ ہونا	۱۴۹
۳	پسینہ کی خوشبو	۱۳۵	۵	باطن کا حال جان لیا	۱۵۰
۴	آپ کے ہاتھوں کا کمال	۱۳۵	۶	بادشاہ کی قربت کی خبر	۱۵۰
۵	آپ کی انگلی کے اثرات	۱۳۶	۷	عزت اور شہرت کی بشارت	۱۵۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸	دل کی بات کا علم	۱۵۱	۲۷	ایک جن کا اژدہا کی صورت	
۹	خیانت کرنے سے بچا لیا	۱۵۱		میں آنا	۱۶۳
۱۰	لڑکے کی ولادت کی خبر	۱۵۲	۲۸	مافی الضمیر ظاہر کر دیا	۱۶۴
۱۱	کھجوروں کی خواہش	۱۵۲	۲۹	غائبانہ تعارف	۱۶۴
۱۲	ہر موضوع پر تقریر	۱۵۳	۳۰	آپ کی خدمت میں جنوں کا	
۱۳	موت کی پیشگی اطلاع	۱۵۳		حاضر ہونا	۱۶۶
۱۴	بھوک اللہ کا خزانہ ہے	۱۵۴	۳۱	شانِ غوث اعظم کے متعلق	
۱۵	شیخ احمد رفاعی کی زیارت کا			خواب	۱۶۸
	خیال	۱۵۴	۳۲	حضرت غوث اعظمؒ کے	
۱۶	چھت گرنے کی خبر	۱۵۵		کلام کا اثر	۱۷۰
۱۷	مخفی حالات سے باخبری	۱۵۵	۳۳	گانے بجانے سے توبہ	۱۷۲
۱۸	پیشگوئی درست نکلی	۱۵۶	۳۴	نورانی مخلوق	۱۷۴
۱۹	دعا کے ذریعے مرید کی اصلاح	۱۵۸	۳۵	حضرت حماد کی قبر پر دعا	
۲۰	بیمار لڑکے کا تندرست ہونا	۱۵۹		کا اثر	۱۷۵
۲۱	بلغمی امراض سے دائمی نجات	۱۵۹	۳۶	خرقہ کی سند کا عطیہ	۱۷۷
۲۲	مفلوج بچے کا تندرست ہونا	۱۶۰	۳۷	حضرت معروف کرخی کا قبر سے	
۲۳	مرض استسقاء سے شفاء	۱۶۱		ہم کلام ہونا	۱۷۹
۲۴	جنات کی فرمانبرداری	۱۶۱	۳۸	عذاب قبر سے نجات کی دعا	۱۷۹
۲۵	ایک عورت کی جن سے رہائی	۱۶۲	۳۹	کرامت کی تصدیق کا واقعہ	۱۸۰
	کرانا		۴۰	مجلس میں غیبی مخلوق کا	
۲۶	جنات کی آپ سے			آنا	۱۸۱
	عقیدت مندی	۱۶۳	۴۱	مردانِ کوہ قاف	۱۸۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۲	کھجور کے درختوں کا سرسبز ہونا	۱۸۳
۴۳	کمزور اونٹنی کا تیز رفتار ہونا	۱۸۴
۴۴	مجلس میں خضر علیہ السلام کا آنا	۱۸۴
۴۵	آفتاب کا قبلہ رخ ہونا	۱۸۵
۴۶	آپ کی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا	۱۸۵
۴۷	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروا دی	۱۸۶
۴۸	مردانِ غیب	۱۸۷
۴۹	خرقہ غوث کی برکت	۱۸۷
۵۰	غلے میں بے پناہ برکت	۱۸۸
۵۱	حضرت غوث اعظم کا روحانی تصرف	۱۸۹
۵۲	فلسفے سے توبہ	۱۸۹
۵۳	آپ کے جلال کا اثر	۱۹۰
۵۴	روحانی طاقت پر غلبہ پانا	۱۹۱
۵۵	خانہ کعبہ دکھلانے کا واقعہ	۱۹۱
۵۶	ارواحِ انبیاءؑ	۱۹۲
۵۷	ایک تاجر کی غیبی مدد کا واقعہ	۱۹۳
۵۸	ستر گھروں میں بیک وقت حاضر ہونے کی کرامت	۱۹۴
۵۹	چور کو ابدال بنانے کی کرامت	۱۹۵
۶۰	جہاز کو ڈوبنے سے بچانے کا واقعہ	۱۹۵
۶۱	اولیاء پر حصولِ عظمت	۱۹۶
۶۲	چڑیا کے مرنے کا واقعہ	۱۹۶
۶۳	چوہیا کے گرنے کا واقعہ	۱۹۷
۶۴	بچھو کے ہلاک ہونے کا واقعہ	۱۹۷
۶۵	ایک پرندے کے مرنے کا واقعہ	۱۹۷
۶۶	واقعہ مرغ بریاں	۱۹۸
۶۷	کبوتری اور قمری کا واقعہ	۱۹۹
۶۸	سیلاب کا ٹل جانا	۱۹۹
۶۹	بارش کا رک جانا	۱۹۹
۷۰	قلعے کا پسپا ہونا	۲۰۰
۷۱	آپ کی دعا سے گمشدہ اونٹوں کا مل جانا	۲۰۰
۷۲	خیال میں ملاقات کروا دینا	۲۰۱
۷۳	بے موسم کے سیب	۲۰۱
۷۴	قافلے کی غیبی امداد	۲۰۲
۷۵	آپ کی دعا سے کتے کا شیر پر غالب آنا	۲۰۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۶	ہر ایک کی آرزو کا پورا ہونا	۲۰۳
۷۷	قرب اور بُعد پر تصرف	۲۰۵
۷۸	ابدالوں کی جماعت	۲۰۶
۷۹	واقعہ زغن	۲۰۷
۸۰	مال حرام سے باخبر ہونے کی کرامت	۲۰۸
۸۱	سینہ منور کرنے کا واقعہ	۲۰۸
۸۲	عصا مبارک کا روشن ہونا	۲۰۹
۸۳	روحانی تصرف کا واقعہ	۲۰۹
۸۴	مشاہدہ کرانے میں راہنمائی	۲۱۰
۸۵	حضرت غوث اعظم کی بات نہ ماننے کی سزا	۲۱۱
۸۶	شیخ جبلی	۲۱۴
۸۷	مخالفت کا انجام	۲۱۵
●	**ملفوظات**	
۱	توحید	۲۱۷
۲	یقین	۲۱۷
۳	ذکر	۲۱۸
۴	حسنِ خلق	۲۱۸
۵	واردات	۲۱۹
۶	محبت	۲۱۹
۷	نعمت	۲۱۹
۸	تصوف	۲۱۹
۹	توبہ	۲۲۰
۱۰	معرفت	۲۲۰
۱۱	شوق	۲۲۰
۱۲	حمد	۲۲۱
۱۳	صدق	۲۲۱
۱۴	فنا	۲۲۱
۱۵	بقا	۲۲۱
۱۶	وفا	۲۲۱
۱۷	مشاہدہ	۲۲۲
۱۸	ہمت	۲۲۲
۱۹	تجرید	۲۲۲
۲۰	انابت	۲۲۳
۲۱	تعویذ	۲۲۳
۲۲	کبر	۲۲۳
۲۳	حصول	۲۲۳
۲۴	حیا	۲۲۳
۲۵	صبر	۲۲۳
۲۶	شکر	۲۲۴
۲۷	توکل	۲۲۴
۲۸	رجا	۲۲۵
۲۹	خوف	۲۲۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۰	فقر	۲۲۵
۳۱	وجد	۲۲۷
۳۲	عمل صالح	۲۲۷
۳۳	اسم اعظم	۲۲۸
۳۴	علم	۲۳۰
۳۵	سچائی	۲۳۱
۳۶	مقام فنا	۲۳۲
۳۷	تنزیہ باری تعالیٰ	۲۳۳
۳۸	تخلیق انسانی	۲۳۷
۳۹	ورع	۲۳۸
●	**حضرت غوث اعظمؒ کا وصال**	۲۴۲
۱	وصیت	۲۴۲
۲	آثار وصال	۲۴۳
۳	آخری لمحات	۲۴۴
۴	پرواز روح	۲۴۵
۵	جنازہ و تدفین	۲۴۵
۶	تاریخ وصال	۲۴۶
●	**ازواج اور اولاد**	۲۴۷
۱	نکاح کے بارے میں ارشاد	۲۴۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲	ازواج کے اوصاف حسنہ	۲۴۷
۳	اولاد	۲۴۸
●	**تصانیف**	۲۵۵
۱	غنیۃ الطالبین	۲۵۶
۲	فتوح الغیب	۲۵۷
۳	فتح ربانی	۲۵۸
۴	مکتوبات	۲۵۹
۵	سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار	۲۵۹
۶	رسالہ غوث اعظم	۲۵۹
۷	جلاء الخواطر	۲۵۹
۸	متفرق کتب	۲۶۰
●	**اذکار سلسلہ قادریہ**	۲۶۱
●	**وظائف غوثیہ**	۲۶۹
●	**چہل کاف**	۲۷۶
●	**حضرت غوث اعظم کا خطبہ وعظ**	۲۸۲
●	**خطبات غوث اعظم**	۲۸۵
●	**قصیدہ غوثیہ**	

آباء و اجداد

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے آباء و اجداد سادات عظام سے تھے۔ گھرانہ سادات کی عظمت زمانے بھر میں مشہور ہے کیونکہ خاندانِ سادات کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس لیے سید معزز اور مکرم ہیں۔ آپ کے نانا جان حضرت عبداللہ صومعیؒ کا شمار اس دور کے عرفاء کاملین میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد سید ابو صالح بھی یکتائے زمانہ اولیاء کرام سے تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر فاطمہؒ اور آپ کی پھوپھی سیدہ عائشہؒ بھی عارفات اور صالحات سے تھیں۔ تعارف کے طور پر ان مقدس افراد کے بارے میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔

حضرت عبداللہ صومعیؒ

حضرت سید عبداللہ صومعیؒ جیلان کے مشائخ کرام اور اہل تقویٰ حضرات سے تھے آپ بڑے عابد و زاہد، منکسر المزاج اور صاحب فضل و کمال تھے۔ آپ کی سخاوت جیلان بھر میں مشہور تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ بڑے روشن باطن کے مالک تھے اس لیے آپ کی کرامات مشہور زمانہ تھیں۔ آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ اگر کسی پر غصہ آجاتا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے غصہ کی وجہ سے اس پر غضب فرماتا۔ اسی طرح اگر آپ کسی پر شفقت فرماتے اور اس کے لیے کلمۂ خیر فرماتے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر اس کو جزا عطا فرماتا۔ آپ ضعیفی اور کبر سنی کے باوجود بکثرت نوافل پڑھا کرتے تھے انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ ذکر میں مشغول رہتے تھے۔

آپ اکثر امور کے واقع ہونے سے پہلے ان کی خبر دے دیا کرتے تھے اور جس طرح آپ ان کے رونما ہونے کی اطلاع دیتے تھے اسی طرح ہی واقعات رونما پذیر

ہوتے تھے۔ (قلائد الجواہر)

کرامت

حضرت ابو عبداللہ قزوینیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ان کے کچھ ارادت مند ایک تجارتی قافلے کے ساتھ سمرقند جا رہے تھے جب ایک لق و دق صحرا میں پہنچے تو مسلح ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ حضرت کے مریدوں کے منہ سے بے اختیار "یا شیخ موسیٰ" نکل گیا۔ معاً دیکھا کہ شیخ عبداللہ موسیٰ ان کے پاس کھڑے ہیں اور با آواز بلند فرما رہے ہیں:

"سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰهُ تَفَرَّقِیْ یَا خَیْلُ عَنَّا"

(ہمارا اللہ پاک اور بے عیب ہے اے گھڑ سوارو! دور ہو جاؤ ہم سے)

شیخ کی آواز سنتے ہی ڈاکو بھاگ کھڑے ہوئے اور قافلہ بالکل محفوظ رہا۔ اہلِ قافلہ نے اب شیخ کو تلاش کرنا شروع کیا مگر وہ کہیں نظر نہ آئے۔ جب یہ قافلہ وطن واپس آیا اور لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو سب نے حلفاً بیان کیا کہ شیخ موسیٰؒ جیلان سے کہیں باہر نہیں گئے اور ہم انہیں یہیں دیکھتے رہے۔ اسی طرح شیخ موسیٰؒ کی متعدد کرامات لوگوں میں مشہور تھیں۔

سیّدہ عائشہؒ

سیدہ عائشہؒ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی پھوپھی جان تھیں۔ آپ کا نام مبارک عائشہ اور کنیت اُمِّ محمد تھی۔ آپ بہت بڑی عابدہ، عارفہ، پاکباز اور صالح خاتون تھیں مشکل کے وقت لوگ ان سے دعا کراتے تھے اور برکت حاصل کرتے تھے۔ ایک دفعہ جیلان میں سخت قحط سالی تھی۔ لوگ دعائیں مانگ مانگ کر عاجز آ گئے لیکن بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسا۔ نمازِ استسقاء بھی ادا کی مگر بارش نہ ہوئی۔ آخرکار سیدہ عائشہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بارگاہِ رب العزت میں بارش کے لیے دعا مانگنے کی درخواست کی۔ سیدہ عائشہؒ نے اسی وقت گھر کے صحن میں جھاڑو پھیری اور پھر نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگتے ہوئے عرض کی "بارالٰہی! جھاڑو تو تیری ناچیز

بندی نے پھیر دی ہے اب چھڑکاؤ تو کر دے"۔ ابھی یہ الفاظ ان کے منہ میں ہی تھے کہ بادل چھانے لگے اور آناً فاناً اس زور کی بارش ہوئی کہ لوگ بھیگتے ہوئے گھروں سے نکلے۔

حضرت سیدہ عائشہؒ کا وصال جیلان میں ہی ہوا اور انہیں وہیں سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ جنگی دوست

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے والد محترم کا اسم گرامی حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ہے۔ آپ کے جنگی دوست مشہور ہونے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کو جنگ و جہاد سے بہت اُنس تھا اس لیے لوگ آپ کو جنگی دوست کہنے لگے مگر ریاحین الحیات میں لکھا ہے کہ آپ اپنے نفس سے ہمیشہ جہاد فرماتے تھے اور نفس کشی کو تزکیہ نفس کا مدار سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس مجاہدۂ نفس میں آپ نے مکمل ایک سال تک قطعی کھانا پینا ترک فرما دیا تھا ایک سال گزر جانے کے بعد جب ذرا خواہش محسوس ہوئی تو ایک شخص نے عمدہ غذا اور ٹھنڈا پانی لا کر پیش کیا آپ نے اس ہدیہ کو قبول فرما لیا لیکن اسی وقت فقراء کو بلا کر انہیں تقسیم کر دیا۔ اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تیرے اندر ابھی غذا کی خواہش پائی جاتی ہے۔ تیرے واسطے تو نانِ جو اور گرم پانی بھی بہت ہے۔ اسی کیفیت میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمایا آپ پر سلام ہو خدائے قدیر نے آپ کے قلب کو جنگی اور آپ کو اپنا دوست بنا لیا ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ افطار کروں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ جس قدر کھانا تھا اس کو آپ نے تناول فرمایا۔ تبھی سے آپ کا لقب "جنگی دوست" ہو گیا۔ موسیٰ اسم شریف ہے، ابو صالح کنیت ہے۔ آپ کا چہرۂ مبارک آئینۂ انوارِ ربانی کا مرقع تھا۔

جس محفل میں آپ رونق افروز ہوتے وہ محفل منور ہو جاتی تھی۔ زبان میں بلا کی

فصاحت اور شیرینی تھی۔ جب تک آپ وعظ کا سلسلہ جاری رکھتے حاضرین سوائے انتہائی مجبوری کے مجلسِ وعظ سے جنبش نہیں کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر آپ فرمایا کرتے تھے:

میں خدا کا بندہ ہوں اللہ کے بندوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ رب تبارک و تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ خلافِ شریعت امور سے احتراز کرو۔ جب کسی محفل میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی آجائے تو درود شریف کا نذرانہ پیش کرو کسی وقت اللہ تعالیٰ کو نہ بھولو۔ ہر آن پروردگارِ عالم کو سمیع و بصیر جانو۔

نکاح کا واقعہ

جوانی کے عالم میں آپ کا نکاح سیدہ فاطمہؓ سے ہوا۔ نکاح کی روایت یوں بیان کی جاتی ہے کہ عنفوانِ شباب میں سید ابو صالح اکثر ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دفعہ دریا کے کنارے عبادت کر رہے تھے۔ کھانا کھائے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔ ناگہانی ایک سیب دریا میں بہتا ہوا دکھائی دیا۔ بسم اللہ کہہ کر اسے پکڑ لیا۔ سیب کھانے کے بعد دل نے آواز دی اے ابو صالح! معلوم نہیں اس سیب کا مالک کون ہے تو نے بغیر اجازت اسے کھا کر امانت میں خیانت کی ہے

یہ خیال آتے ہی کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دریا کے کنارے کنارے پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل دیے۔ کئی دن کے سفر کے بعد آپ کو لبِ دریا ایک وسیع باغ نظر آیا۔ اس میں سیب کا ایک تناور درخت تھا۔ جس کی شاخوں سے پکے ہوئے سیب پانی میں گر رہے تھے۔ سید ابو صالحؒ کے دل نے شہادت دی کہ جو سیب میں نے کھایا ہے وہ اسی درخت کا ہے۔ لوگوں سے اس باغ کے مالک کا پتہ دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ اس کے مالک حضرت سید عبداللہ صومعیؒ رئیس جیلان ہیں۔ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا ماجرا بیان کیا اور بصد ادب بلا اجازت سیب کھا لینے کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے۔

سید عبداللہؒ خاصانِ خدا میں سے تھے۔ سمجھ گئے کہ یہ نوجوان بھی اللہ کا خاص

بندہ ہے۔ دل میں تڑپ اٹھی کہ اسے اپنے سایۂ عاطفت میں قربِ الٰہی کے مدارج طے کراؤں۔ فرمایا دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور مجاہدۂ نفس کرو پھر سیب معاف کرنے کے متعلق سوچوں گا۔ حضرت ابو صالحؒ نے رضائے الٰہی کی خاطر فوراً یہ شرط منظور کر لی اور دس سال بعد سید عبداللہ صومعیؒ کی خدمت میں عفوِ خطا کے لیے حاضر ہوئے انھوں نے فرمایا نہیں ابھی اور دو سال میری خدمت میں رہو پھر تمھارے متعلق سوچیں گے۔ سید ابو صالح نے یہ دو برس بھی نہایت خوشی سے گزار دیے کہ شیخ عبداللہ کی صورت میں انھیں ایک رہبرِ کامل میسر آگیا تھا۔ بارہ سال کی طویل مدت ختم ہوئی تو حضرت عبداللہ صومعیؒ نے انھیں بلا کر فرمایا اے فرزند تو آزمائش کی کسوٹی پر پورا اترا ہے لیکن ابھی ایک اور خدمت باقی ہے۔ وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے جو پاؤں سے لنگڑی ہاتھوں سے لُنجی اور کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے اس بے چاری کو اپنے نکاح میں قبول کر لو تو میں سیب تمھیں بخش دوں گا

حضرت ابو صالحؒ نے سید عبداللہؒ کی یہ بات بھی بسر و چشم منظور کر لی اور اس طرح سیدہ فاطمہؒ بنت سید عبداللہ صومعیؒ سے ان کا نکاح ہو گیا۔ شادی کے بعد جب سیدہ فاطمہؒ کا سامنا ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے تمام اعضا صحیح و سالم ہیں اور اللہ نے انھیں کمال درجہ کے حسنِ ظاہری سے متصف فرمایا ہے۔ دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید کوئی اور لڑکی ہے۔ اسی وقت باہر نکل گئے۔ صبح شیخ عبداللہؒ کی خدمت میں بحالِ پریشان حاضر ہوئے۔ وہ اپنی فراستِ باطنی سے سب کچھ جان گئے تھے۔ فرمایا اے بیٹے! جو صفات میں نے اپنی بچی کی تم سے بیان کی تھیں وہ سب صحیح ہیں آج تک اس نے کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی اس لیے اندھی ہے۔ آج تک اس نے خلافِ حق کوئی بات نہیں سنی اس لیے بہری ہے۔ آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا اس لیے لنگڑی ہے اور آج تک خلافِ شرع اس نے کوئی کام نہیں کیا اس لیے لُنجی ہے۔ شیخ ابو صالح بھی سمجھ گئے اور ان کے دل میں اپنی بیوی کے لیے کمال درجہ کی محبت و عزت پیدا ہو گئی اس طرح بخیر و خوبی ان دو نورانی پاکباز ہستیوں کی رفاقتِ حیات کا آغاز ہوا۔

آپ کے عہدِ حیات میں القادر باللہ ابوالعباس اور القائم بامر اللہ ابوجعفر عباسی خلفائے بغداد میں سے تختِ خلافت پر متمکن ہوئے۔

خاندانی عظمت

سیرت غوث اعظم میں لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم شیخ جیلانیؒ کے والد بزرگوار کتنے بڑے جلیل القدر رہنما اور مرشد کامل تھے۔ جان سبھی کو عزیز ہوتی ہے لیکن وقت کا وہ مردِ حق پرست جان جیسی عزیز چیز کو حق کی راہ میں قربان کر دینے کا عزم مُحکم کر چکا تھا اس کی خدا و رسول دوستی اور مذہب سے سچی محبت کا عملاً اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

جہاں ایک طرف سرکار غوث اعظمؒ کے والد بزرگوار خاصانِ خدا میں سے تھے وہیں آپ کی والدہ ماجدہ وقت کی انتہائی پاک سیرت خاتون اور تقویٰ و طہارت کی بے نظیر مجسمہ تھیں جن کا نام فاطمہ اور کنیت ام الخیر تھی۔ یہ نام ہی اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ تمامی اقسام خیر کی مکمل تفسیر تھیں اور بھلا کیونکر نہ ہوتیں جبکہ انھوں نے اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ صومعیؒ جیسے زاہد وقت سے فضائل و محاسن اور فیوض و برکات کی گرانمایہ دولت کے حصول میں پورے حوصلہ سے کام لیا تھا جو ایک طرف اگر رئیسانِ جیلان میں شمار کیے جاتے تھے تو دوسری جانب ان کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، فیض ظاہری و باطنی کی جیلان کے ہر نگر اور ہر شہر میں دھوم مچی تھی۔

ابتدائی حالات

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نجیب الطرفین سید ہیں جیسا کہ پہلے بیان کر دیا گیا ہے کہ آپ کے والد کا نام سید ابو صالح موسیٰؒ اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام الخیر فاطمہ ہے اور ان کا لقب امۃ الجبار تھا۔

نام و کنیت

حضرت غوث اعظمؒ کا اصل نام حضرت سید عبدالقادر جیلانی ہے۔ کنیت ابو محمد ہے۔ لقب محی الدین ہے مگر عامۃ المسلمین میں آپ محبوب سبحانی، غوث الثقلین اور غوث الاعظم کے نام سے مشہور ہیں۔

سلسلہ نسب

آپ کا سلسلہ نسب والد ماجد کی طرف سے گیارہ واسطوں سے اور بواسطہ مادر محترمہ چودہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ آپ والد ماجد کی نسبت سے حسنی ہیں اور سلسلہ نسب یوں ہے:

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد شمس الدین زکریا بن سید ابوبکر داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سیدنا علیؓ، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ والدہ ماجدہ کی نسبت سے حسینی ہیں اور سلسلہ نسب یوں ہے:

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن امۃ الجبار بنت سید عبداللہ صومعی بن سید ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابوالعطا عبداللہ بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابو علاء الدین محمد جواد بن امام سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر ابن زین العابدین بن امام ابو عبداللہ حسین بن امیر المومنین علی المرتضیٰؓ، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولانا جامیؒ جناب غوثِ اعظمؒ کے عالی مرتبت نسب کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

آں شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است
در اصل صحیح النسبین از طرفین است
از سوئے پدر تا بحسنؒ سلسلۂ اوست
وز جانب مادر دُردریائے حسین است

(وہ بڑے مرتبے والے بادشاہ جو غوث الثقلین کے نام سے مشہور ہیں درحقیقت میں نسب کے لحاظ سے نجیب الطرفین سید ہیں۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔)

اصلی وطن آپ کا اصل وطن قصبہ نیف علاقہ گیلان بلاد فارس ہے عرب کے لوگ اسی کو جیل اور جیلان کہتے ہیں۔ کیونکہ عربی میں گیلان کے گ کو بدل کر جیلان لکھا جاتا ہے اس طرح آپ کو گیلانی یا جیلانی جو کچھ بھی کہا جائے درست ہے یہ طبرستان کے پاس ہے۔ کیونکہ علاقہ جیل کے باشندوں کو عام طور پہ جیلی کہا جاتا، مشہور عالم فاضل حضرت ابوالفضل احمد بن صالح جیلی اسی علاقہ جیل کے رہنے والے تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظمؒ نے بھی قصیدہ غوثیہ میں اپنے آپ کو جیلی فرمایا ہے۔

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیُ الدِّیْنِ اِسْمِیْ ❊ وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

(یعنی میں جیل کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں پر گڑے ہوئے ہیں)

معلوم ہوتا ہے کہ جیل، گیل، کیل، گیلان، جیلان سب ایک ہی علاقہ کے نام ہیں اس لیے حضرت کو کسی نام سے بھی منسوب کیا جائے، غلط نہ ہوگا۔ دنیائے اسلام میں عام طور پر آپ کو گیلانی یا جیلانی ہی کہا جاتا ہے۔

بشاراتِ اولیاء قبل از پیدائش

آپ کی ولادت سے بہت عرصہ پہلے اولیائے کبار نے آپ کی پیدائش بلند شان اور ممتاز مقام کی بشارات دی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ شیخ المشائخ حضرت جنید بغدادیؒ جو حضرت غوث الاعظمؒ سے دو سو سال پہلے گزرے ہیں ایک دن مراقبہ میں تھے کہ یکایک انھوں نے سر اٹھایا اور فرمایا مجھے عالم غیب سے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے وسط میں سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اولاد اطہار میں سے ایک قطب عالم ہوگا جن کا لقب محی الدین اور اسم مبارک سید عبدالقادر ہے اور وہ غوث اعظم ہوگا اور گیلان میں پیدائش ہوگی ان کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اطہار میں سے ائمہ کرام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ اولین و آخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر میرا قدم ہے، کہنے کا حکم ہوگا۔ (تفریح الخاطر)

حضرت حسن عسکریؒ شیخ ابو محمد بطائحیؒ کا بیان ہے کہ امام حسن عسکریؒ نے بوقتِ وصال اپنا جبہ مبارک حضرت شیخ معروف کرخیؒ کے سپرد کرکے وصیت کی کہ یہ امانت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچا دینا کہ میرے بعد آخر صدی پنجم میں ایک بزرگ ہوں گے۔ شیخ معروف کرخیؒ نے یہ جبہ حضرت جنید بغدادیؒ تک پہنچایا۔ انھوں نے شیخ دنوریؒ کے سپرد کیا۔ اس طرح یہ مقدس امانت منتقل ہوتے ہوتے ایک عارف باللہ کے ذریعے شوال ۴۹۶ھ میں حضرت غوث اعظمؒ تک پہنچ گئی یعنی حق بحقدار رسید۔ (مخزن القادریہ)

شیخ محمد شبنکیؒ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد سے سُنا کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں۔ حضرت معروف کرخیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ حضرت بشر حافیؒ۔ حضرت منصور بن عمارؒ۔ حضرت جنید بغدادیؒ۔ حضرت سری سقطیؒ۔ حضرت

سہل بن عبداللہ تستریؒ ۔ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ ۔
میں نے آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ عبدالقادر ایک عجمی صالح مرد ہوگا اس کا ظہور پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ہوگا اور اس کا قیام بغداد میں ہوگا۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ محمد مسلم بن نعمت السروجیؒ

آپ سے کسی نے پوچھا کہ اس وقت قطبِ وقت کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قطبِ وقت اس وقت مکہ مکرمہ میں ہیں اور ابھی وہ لوگوں پر مخفی ہیں۔ انھیں صالحین کے سوا دوسرا کوئی نہیں پہچانتا۔ نیز عراق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ عنقریب ایک عجمی شخص جن کا نام نامی اسم گرامی عبدالقادر ہوگا، ظاہر ہوگا جن سے کرامات اور خوارقِ عادات بکثرت ظاہر ہوں گے اور یہی وہ غوث اور قطب ہوں گے جو مجمع عام میں "قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" فرمائیں گے اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے۔ تمام اولیاءِ وقت آپ کے قدم کے نیچے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ذات بابرکات اور ان کی کرامات کی تصدیق کرنے کی وجہ سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا۔
(قلائد الجواہر)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

محمد بن احمد سعید بن زریع الزنجانی قدس سرہ النورانی نے اپنی کتاب روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر کے باب ششم میں ان مشائخ کا جنھوں نے حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کے قطبیت کے مرتبہ کی شہادت دینے کا تذکرہ فرمایا ہے، ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ سے پہلے اولیاء الرحمٰن میں سے کوئی بھی حضرت کا منکر نہ تھا بلکہ انھوں نے آپ کی آمد کی بشارت دی۔ حضرت حسن بصریؒ نے اپنے زمانۂ مبارک سے لے کر حضرت سید محی الدین قطب سید عبدالقادر جیلانیؒ کے زمانۂ مبارک تک باوضاحت آگاہ فرما دیا ہے کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خبر دی ہے
(تفریح الخاطر)

حضرت شیخ خلیل بلخیؒ

آپ ایک صاحبِ کشف بزرگ ہو گزرے ہیں۔ ایک دن مجلس میں درس دے رہے تھے کہ یکایک ان پر کشفی حالت طاری ہوئی اور فرمایا کہ اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ سرزمینِ عراق میں پانچویں صدی کے آخر میں ظاہر ہوگا۔ دینِ حق کو اس کے دم سے فروغ ہوگا۔ وہ اپنے وقت کا غوث ہوگا۔ خلقِ خدا اس کا اتباع کرے گی اور وہ جملہ اولیاء و اقطاب کا سردار ہوگا۔
حضرت شیخ خلیل بلخیؒ نے حضرت غوث الاعظمؒ سے بہت مدت پہلے وفات پائی۔ (اذکار الابرار)

حضرت ابو عبداللہ علیؒ

حضرت امام یعقوب ہمدانیؒ سے روایت ہے کہ میرے مرشد نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت سے کئی سال پہلے انھوں نے شیخ المشائخ ابو عبداللہ علیؒ سے سنا کہ زمانۂ قریب میں ایک بزرگ کا ظہور سرزمینِ عراق میں ہوگا جو اللہ کا خاص بندہ ہوگا۔ اور اس کا نام عبدالقادر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام اولیاء اللہ کا سرتاج بنایا ہے
(اسرار المعانی)

حضرت ابوبکر ہوارؒ

شیخ ابو محمد بطائحیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظمؒ کی ولادتِ مسعود سے تینتیس سال پہلے رمضان المبارک ۴۳۸ھ میں شیخِ زمانہ حضرت ابوبکر ہوارؒ ایک مجلس میں وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک ان پر حالتِ کشف طاری ہوئی اور انھوں نے فرمایا کہ لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ وہ زمانہ بہت قریب ہے جب عراق میں ایک عارفِ کامل پیدا ہوگا۔ اس کا اسم گرامی عبدالقادر ہوگا اور لقب محی الدین ہوگا۔ ایک دن وہ حکمِ الٰہی سے فرمائے گا۔
"قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" (یعنی میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ (اذکار الابرار)

شیخ ابو احمد عبداللہ الجونیؒ

شیخ ابو احمد عبداللہ الجونی الملقب بالحقیؒ نے ۴۶۸ھ میں کوہ حرد میں اپنی خلوت میں ارشاد فرمایا

کہ عنقریب بلادِ عجم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی کرامات اور خوارق کی وجہ سے بہت شہرت ہوگی۔ اس کو تمام اولیاء الرحمٰن کے نزدیک مقبولیتِ تامہ حاصل ہوگی۔ اس کے وجود باجود سے اہلِ زمانہ شرف حاصل کریں گے اور جو اس کی زیارت کرے گا، نفع اٹھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار)

ولادت و بشاراتِ ولادت

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ قصبہ جیلان میں یکم رمضان بروز جمعۃ المبارک ٤٧٠ھ مطابق ١٠٧٧ء کو پیدا ہوئے۔ مناقب معراجیہ کی روایت ہے کہ سیدنا عبدالقادرؒ کا چہرہ مبارک بوقتِ ولادت مہرِ درخشاں کی طرح روشن تھا۔

امام حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی تصنیف البدایہ والنہایہ میں حضرت غوث اعظمؒ کا سنِ ولادت ٤٧١ھ لکھتے ہیں اور امام یافعیؒ اپنی تصنیف مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظمؒ سے جب کسی نے آپ کے سالِ ولادت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ مجھ کو صحیح طور پر تو یاد نہیں البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا تھا اسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب تمیمی کا وصال ہوا اور یہ ٤٨٨ھ تھا اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی اس حساب سے آپ کا سنِ ولادت ٤٧٠ھ ہوا۔

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ نے نفحات الانس کے اندر حضرت غوث اعظمؒ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے امام یافعیؒ کی کتاب سے لیا ہے اور بعد کے جملہ سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر نفحات ہی سے ماخوذ ہیں اسی وجہ سے عام لوگوں کی رائے یہی ہوگئی کہ حضرت غوث اعظمؒ کا سنِ ولادت ٤٧١ھ ہے۔ بعض مورخین نے اس سے اختلاف کیا ہے مگر بیشتر اہلِ تحقیق نے اسے ہی تاریخ ولادت قرار دیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

حیرت انگیز واقعات

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت مسعود کے وقت بہت سے حیرت انگیز واقعات ظہور پذیر ہوئے سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جب آپ رونق افروزِ عالم ہوئے اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر فاطمہؒ کی عمر ساٹھ سال کی تھی جو عام طور پر عورتوں کا سنِ یاس ہوتا ہے اور ان کو اولاد سے ناامیدی ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ اس عمر میں حضرت غوث اعظمؒ ان کے بطن مبارک سے ظاہر ہوئے۔

مناقب غوثیہ میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے منقول ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت کے وقت غیب سے پانچ عظیم الشان کرامتوں کا ظہور ہوا۔

(۱) جس رات آپ پیدا ہوئے اس رات آپ کے والد ماجد حضرت سید ابو صالح نے خواب میں دیکھا کہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، منبعِ کمالات، باعثِ تخلیقِ کائنات احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات بمعہ صحابہ کرام، ائمۃ الہدیٰ اور اولیاء عظام علیہم الرضوان ان کے گھر جلوہ افروز ہیں اور ان الفاظ مبارکہ سے ان کو خطاب فرمایا اور بشارات سے نوازا "اے ابو صالح! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو ولی ہے۔ وہ میرا بیٹا ہے۔ وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور عنقریب اس کی اولیاء اللہ اور اقطاب میں وہ شان ہوگی جو انبیاء و مرسلین میں میری شان ہے۔"

غوث اعظمؒ درمیانِ اولیاء ۔۔۔ چوں محمدؐ درمیانِ انبیاءؑ

(۲) حضرت غوث اعظمؒ پیدا ہوئے تو آپ کے شانہ مبارک پر نبی اکرمؐ کے قدم مبارک کا نقش موجود تھا جو آپ کے ولی کامل ہونے کی دلیل تھا۔

(۳) آپ کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے عالمِ خواب میں بشارت دی کہ جو لڑکا تمہارے ہاں پیدا ہوگا سلطان الاولیاء ہوگا اس کا مخالف گمراہ اور بددین ہوگا۔

(۴) جس رات حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت ہوئی۔ اس رات جیلان شریف کی جن عورتوں کے ہاں بچہ پیدا ہوا ان سب کو اللہ کریم نے لڑکا ہی عطا فرمایا اور وہ ہر نومولود لڑکا اللہ کا ولی بنا۔

(۵) آپ کی ولادت ماہ رمضان المبارک میں ہوئی اور پہلے دن ہی سے روزہ رکھا سحری سے لے کر افطاری تک آپ والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ المعروف غوث اعظم کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزند ارجمند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان شریف میں دن بھر دودھ نہ پیتا تھا۔ ولادت کے دوسرے سال موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رمضان شریف کا چاند دکھائی نہ دیا اس لیے لوگوں نے میرے پاس آکر سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق دریافت کیا کہ انھوں نے دودھ پیا ہے کہ نہیں؟ تو میں نے ان کو بتایا۔ میرے فرزند نے آج دودھ نہیں پیا۔ بعدازیں تحقیقات کرنے پر اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ اس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی یعنی اس دن روزہ تھا۔

زمانۂ رضاعت

آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ پورے زمانہ رضاعت میں آپ کا یہ حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپ دودھ پیتے رہتے تھے لیکن جونہی رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ دن کو دودھ کی بالکل رغبت نہ فرماتے تھے اور رمضان شریف کا پورا مہینہ آپ کا یہ معمول رہتا تھا کہ طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک قطعاً دودھ نہیں پیتے تھے۔ خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی تھی رمضان شریف کا پورا مہینہ آپ دن میں روزہ سے رہتے تھے اور جب مغرب کے وقت اذان ہوتی اور لوگ افطار کرتے تو آپ دودھ پیتے تھے۔

واقعاتِ تربیت

حضرت غوث الاعظمؒ نے ابھی ہوش نہیں سنبھالا تھا کہ انھیں ایک صدمۂ جانکاہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یعنی ان کے والد ماجد حضرت شیخ ابو صالحؒ نے اچانک پیک اجل کو لبیک کہا۔ اور اس طرح آپ اپنے ہادی و آقا جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند بالکل کم سنی میں دریتیم بن گئے۔

اس وقت آپ کے نانا حضرت سید عبداللہ صومعیؒ زندہ تھے انھوں نے یتیم نواسے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ اپنے وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ تھے یہ انہی کا فیضان تھا کہ حضرت غوث الاعظمؒ کی والدہ ماجدہ اور والد ماجد نے علم و عرفان کی انتہائی بلندیوں کو چھو لیا تھا۔ اب حضرت غوث الاعظمؒ کا ان کے سایۂ عاطفت میں آنا کسی سرِ الٰہی کی غمازی کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ کا کوئی فرزند نہیں تھا انھوں نے اپنی تمام تر بے پایاں شفقت نواسے کے لیے وقف کر دی ان کی فراستِ باطنی نے معلوم کر لیا تھا کہ اس نونہال کی جبینِ سعادت میں نورِ ولایت چمک رہا ہے اس لیے فیضانِ باطنی سے انھوں نے ننھے عبدالقادرؒ کو خوب خوب سیراب کیا۔ گویا حضرت غوث الاعظمؒ کے استاد اور مرشد اول حضرت سید عبداللہ صومعیؒ جیسے جلیل القدر عارفِ زمانہ تھے۔

کھیل کود سے بے رغبتی

بچپن ہی سے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کو کھیل کود سے کوئی رغبت نہ تھی۔ نہایت صاف ستھرے رہتے اور زبانِ مبارک سے کبھی کوئی کم عقلی کی بات نہ نکلتی تھی۔ اپنے لڑکپن کے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہو و لعب سے باز رہو۔ جسے سن کر میں رک جایا کرتا تھا۔

اور اپنے گرد و پیش جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا نہ دکھائی دیتا تھا جس سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوش میں چھپ جاتا تھا۔ اب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سنا کرتا ہوں اگر مجھ کو کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آکر مجھے متنبہ کر دیتی ہے کہ تم کو اس لیے نہیں پیدا کیا ہے کہ تم سویا کرو۔ (خلاصۃ المفاخر)

شکم مادر میں علم

روایت ہے کہ جب آپ پڑھنے کے لائق ہو گئے تو آپ کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے ایک مدرسے میں لے جایا گیا کہ قرآن پڑھنے کے لیے وہاں آپ کو داخل کروا دیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ استاد کے سامنے آپ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ استاد نے کہا پڑھو بیٹے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آپ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ الم سے لے کر مکمل اٹھارہ پارے زبانی پڑھ ڈالے۔ استاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ فرمایا والدہ ماجدہ اٹھارہ پاروں کی حافظہ ہیں جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں۔ جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ پارے سنتے سنتے مجھے یاد ہو گئے تھے۔

مکتب میں داخلہ

ایک اور روایت میں ہے کہ جیلان میں ایک مقامی مکتب تھا۔ جب حضرت غوث اعظمؓ کی عمر پانچ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو اس مکتب میں بٹھا دیا۔ حضرت کی ابتدائی تعلیم اسی مکتب مبارک میں ہوئی۔ اس مکتب میں آپ کے اساتذہ یا استاد کون تھے کتب تاریخ و سیر اس بارے میں خاموش ہیں۔ دس برس کی عمر تک آپ کو ابتدائی تعلیم میں کافی دسترس ہو گئی۔

اپنی ولایت کا علم ہونا

حضور غوث اعظمؓ فرماتے ہیں کہ جب میں صغر سنی کے عالم میں مدرسہ کو جایا کرتا تھا تو روزانہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا اور مجھے مدرسہ لے جاتا۔ خود بھی میرے پاس بیٹھا رہتا۔ میں اس کو مطلقاً نہ پہچانتا تھا کہ یہ فرشتہ ہے۔ ایک دن میں نے اس سے

پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں مدرسہ میں آپ کے ساتھ رہا کروں (قلائد الجواہر)

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ایک روز میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس کو میں بالکل نہ جانتا تھا اس نے جب فرشتوں کو یہ کہتے سنا کہ کشادہ ہو جاؤ تاکہ اللہ کا ولی بیٹھ جائے تو اس نے فرشتوں میں سے ایک کو پوچھا کہ یہ لڑکا کس کا ہے؟ تو فرشتے نے جواب دیا کہ یہ سادات کے گھرانے کا لڑکا ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ عنقریب بہت بڑی شان والا ہو گا۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث اعظمؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور اپنے شہر کے مکتب میں جایا کرتا تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اور اردگرد چلتے دیکھتا اور جب مکتب میں پہنچ جاتا تو وہ بار بار یہ کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔ اسی واقعہ کو بار بار دیکھ کر میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درجۂ ولایت پر فائز کیا ہے۔

نانا جان کا انتقال

حضرت غوث الاعظمؓ ابھی جیلان کے مکتب میں زیر تعلیم تھے کہ آپ کے نانا جان حضرت سید عبداللہ صومعیؒ کو منعم حقیقی کا بلاوا آ گیا۔ اور وہ عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ اب ان کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا سارا بوجھ والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہؒ پر آ پڑا۔ اس عارفۂ پاک باطن نے کمال صبر و استقامت سے اپنے فرزند جلیل القدر کی نگرانی جاری رکھی اور انہی کی زیر نگرانی آپ سن رشد کو پہنچے آپ کا عنفوان شباب بھی پاکبازی اور برکات جلیلہ کو اپنے دامن میں لیے ہوئے تھا۔

تحصیل علم کے لیے غیبی اشارہ

آپ کی عمر تقریباً اٹھارہ برس کی تھی کہ ایک دن گھر سے باہر سیر کے لیے نکلے یہ یوم عرفہ تھا

راستے میں کسی کسان کا بیل جا رہا تھا آپ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے کہ یکایک بیل نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا اور بزبانِ انسانی یوں گویا ہوا:

مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا اُمِرْتَ۔ (اے عبدالقادر! تو اس لیے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے)

حضرت اس پُراسرار بیل کے ذریعے یہ اشارہ غیبی پا کر حیران رہ گئے۔ عشقِ الٰہی کے جذبے نے جوش مارا۔ سیدھے گھر جا کر والدہ ماجدہ کو یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا اور بصد ادب عرض کی کہ تحصیل و تکمیل علم کے لیے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہاں کے مدارس و مکاتب کا ایک عالم میں شہرہ ہے۔ سیدہ فاطمہؒ چشم زدن میں سب کچھ سمجھ گئیں۔

تیاری سفر

تذکرہ غوث اعظم میں لکھا ہے کہ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا۔ سیدہ فاطمہؒ کی عمر اٹھتر برس کے قریب تھی۔ مشفق باپ سید عبداللہ صومعیؒ اور شوہر سید ابو صالحؒ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ ضعیف العمری کے اس عالم میں ان کی امیدوں کا مرکز سیدنا عبدالقادر ہی تھے۔ دوسرے فرزند سید ابو احمد عبداللہؒ ابھی خورد سال تھے۔ جوان فرزند کا ایک لمحہ کے لیے آنکھوں سے اوجھل ہونا گوارا نہ تھا۔ اور پھر بغداد کا سفر کوئی معمولی سفر نہیں تھا۔ دورِ حاضرہ کے ذرائع آمد و رفت کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لوگ قافلوں کی صورت میں پیدل یا اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ بغداد جیلان سے کم و بیش ساڑھے چھ سو کلو میٹر کی دوری پر تھا۔ سفر میں ہزار ہا صعوبتیں اور خطرات پنہاں تھے لیکن جس مقصد بلند کے لیے سیدنا عبدالقادرؒ نے بغداد جانے کا اظہار کیا تھا اس سے ام الخیر امۃ الجبار سیدہ فاطمہؒ جیسی پاک باطن ماں بھلا اپنے فرزند کو کیسے روک سکتی تھیں۔ با چشم پُرنم لخت جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میری آنکھوں کے نور تیری جدائی تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ لیکن جس مبارک مقصد کے لیے تم بغداد جانا چاہتے ہو، میں اس کے راستے میں حائل نہیں ہوں گی۔ حصول و تکمیل علم ایک مقدس فریضہ ہے۔ میری دعا ہے کہ

تم ہر قسم کے علوم ظاہری و باطنی میں درجہ کمال حاصل کرو۔ میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی لیکن میری دعائیں ہر حال میں تیرے ساتھ رہیں گی۔

پھر فرمایا تیرے والد مرحومؒ کے ترکے سے اسّی دینار میرے پاس ہیں۔ چالیس دینار تیرے بھائی کے لیے رکھتی ہوں اور چالیس زادِ راہ کے لیے تیرے سپرد کرتی ہوں۔ سیدہ فاطمہؒ نے یہ چالیس دینار سید عبدالقادرؒ کی بغل کے نیچے آپ کی گدڑی میں سی دیے۔ اور پھر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

جب گھر سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو سیدنا غوث اعظمؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا! "اے میرے لختِ جگر عبدالقادر! میری ایک نصیحت کو حرزِ جان بنا لو۔ ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا"۔

سیدنا غوث اعظمؒ نے با دیدۂ گریاں عرض کیا۔ مادرِ محترمہ! میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔ پھر آپ کی والدہ نے آپ کو اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

آپ کی بے مثل سچائی

حضرت سید عبدالقادرؒ جیلانی والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے آپ کا قافلہ ہمدان کے مشہور شہر تک تو بخیریت پہنچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے ترتنگ کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ اس جتھے کا سردار ایک طاقتور قزاق احمد بدوی تھا۔ قافلے کے لوگوں میں ان خونخوار قزاقوں کے مقابلہ کی سکت نہیں تھی۔ قزاقوں نے قافلہ کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور اسے تقسیم کرنے کے لیے ایک جگہ ڈھیر کر دیا۔ حضرت غوث الاعظمؒ اطمینان سے ایک طرف کھڑے رہے۔ لڑکا سمجھ کر کسی نے آپ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ اتفاقاً ایک ڈاکو کی نظر ان پر پڑی اس نے آپ سے پوچھا کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے! حضرت نے بلا خوف و ہراس کے اطمینان سے جواب دیا۔ ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ پر

ایک نگاہِ استہزا ڈالتا ہوا چلا گیا۔

پھر ایک دوسرے قزاق نے بھی آپ سے دریافت کیا، لڑکے تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس قزاق نے بھی آپ کی بات کو ہنسی میں اڑا دیا اور اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ پہلا قزاق بھی وہاں پہلے ہی موجود تھا اور لوٹ کے مال کی تقسیم ہو رہی تھی۔ ان دونوں قزاقوں نے سرسری طور پر اس لڑکے کا واقعہ اپنے سردار کو سنایا۔ سردار نے کہا اس لڑکے کو ذرا میرے سامنے لاؤ۔ دونوں ڈاکو بھاگتے ہوئے گئے اور سیدنا غوث اعظمؒ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے جو ایک ٹیلے پر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ لوٹا ہوا مال تقسیم کرنے کے لیے بیٹھا تھا۔

ڈاکوؤں کے سردار نے اس فقیر منش نوجوان لڑکے کو دیکھ کر پوچھا۔ لڑکے سچ بتلا تیرے پاس کیا ہے؟ حضرت غوث اعظمؒ نے جواب دیا کہ میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے کہا۔ کہاں ہیں؟ نکال کر دکھاؤ۔ آپ نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجرا دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔ قزاقوں کے قائد احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں کہا۔ لڑکے! تمہیں معلوم ہے کہ ہم رہزن ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں پھر بھی تم ہم سے مطلق نہیں ڈرے اور ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا اس کی کیا وجہ ہے؟

سیدنا غوث اعظمؒ نے فرمایا کہ میری پاکباز اور ضعیف العمر والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا والدہ کی نصیحت کیں چالیس دیناروں کی خاطر کیونکر فراموش کر سکتا ہوں۔

یہ الفاظ نہیں تھے۔ حق و صداقت کے ترکش سے نکلا ہوا ایک تیر تھا۔ جو احمد بدوی کے سینہ میں پیوست ہو گیا۔ اس پر رقت طاری ہو گئی۔ اشکہائے ندامت

نے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی۔ روتے ہوئے بولا آہ اے بچے! تم نے اپنی ماں کے عہد کا اتنا پاس رکھا۔ حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اتنا رویا کہ گھگی بندھ گئی۔ پھر بے اختیار سیدنا غوث اعظمؒ کے قدموں پر گر پڑا اور رہزنی کے پیشہ سے توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کے دل بھی پگھل گئے اور سب نے بیک زبان کہا اے سردار! تو رہزنی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی تو ہمارا پیشرو ہے۔

غرض ان سب نے بھی سیدنا غوث اعظمؒ کے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹا ہوا تمام مال قافلے کو واپس کر دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ سب قزاق اس توبہ کی بدولت درجۂ ولایت کو پہنچے۔ سیدنا غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ یہ پہلی توبہ تھی جو گمراہ لوگوں نے میرے ہاتھ پہ کی۔

بغداد میں ورودِ مسعود

قزاقوں کے واقعہ کے بعد سارے راستے میں قافلے کو کوئی خطرہ پیش نہ آیا اور وہ بخیر و عافیت بغداد پہنچ گیا۔ اس طرح ۴۸۸ھ میں بغداد شہر میں پہنچے۔ جب آپ بغداد مقدس کی سرحد پر جلوہ افروز ہوئے تو بارش ہو رہی تھی اور رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا آپ سیدھے حضرت حماد بن مسلمؒ کی خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ خانقاہ کا دروازہ بند پایا۔ اور باہر کے حصہ میں ہی فروکش ہو گئے۔ صبح ہوتے ہی آپ خانقاہ میں داخل ہوئے۔

حضرت حمادؒ جیسے آپ ہی کے منتظر تھے۔ بڑھ کر فوراً ہی آپ کا خیر مقدم کیا اور محبت و رحمت کے ملے جلے انداز میں معانقہ کیا۔ نیز خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا۔ فرزند عبدالقادر فقر و تصوف کا خزانہ آج میرے پاس ہے۔ کل یہ دولت گرانمایہ تمہارے ہاتھوں میں سونپی جائے گی۔ ذرا احتیاط سے اسے خرچ کرنا اور اے سرزمین عراق! تیرے اوپر ایک مقدس ہستی کا آنا مبارک ہو۔ اب تجھ پر رحمت کی بدلیاں سایہ فگن ہوں گی اور علم و عرفان کی گھٹا بن کر برسیں گی جس سے ساری دنیا کے قلوب و ارواح ہمیشہ کے لیے سرسبز و شاداب ہو جائیں گے اب تیری سرزمین سے نفس و شیطان کی قہرمانی طاقتوں کا تختہ الٹ جائے گا اور ہزاروں جاہ و جلال، عظمت و وقار کے

سالکہ دین کی رحمت و کرم کا تخت بچھے گا۔ مرحبا مرحبا اے سعید و صالح فرزند مرحبا!

بغداد میں قیام

حضرت حماد بن مسلمؒ سے ملاقات کے بعد بغداد میں آپ جس مقصد کے لیے آئے تھے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ظاہری علوم کے حصول کے لیے سرگرم ہو گئے۔ قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ کو جب یہ معلوم ہوا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور حصولِ علم جہل کی تاریکیوں کو دور کر کے نورانیت عطا کرتا ہے۔ اور یہی بیمار دلوں کی دوا، متقین کے لیے واضح راستہ، جنتوں تک پہنچنے کا ذریعہ اور معراج یقین کی رفعتوں تک پہنچا کر متقین کے مدارج کی بلندیوں کا ذریعہ بنتا ہے۔

یہ وہ خیالات تھے جنہوں نے آپ کو حصولِ علم کی طرف متوجہ کیا اور آپ نے اکابر مشائخ وقت کی جانب رجوع کیا۔

دینی علوم کا حصول

بغداد میں پہنچنے کے چند روز بعد حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ نے بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے اساتذہ سے دینی علم حاصل کرنا شروع کر دیا۔ بغداد اس وقت بڑے نامور اساتذہ اور مختلف فنون کے ائمہ کا گہوارہ تھا۔ آپ نے ان سے بڑی لگن کے ساتھ علم حاصل کیا۔

آپ کے اساتذہ میں ابوالوفا علی بن عقیلؒ، ابو غالب محمد بن حسن باقلانیؒ، ابو زکریا یحییٰ بن علی تبریزیؒ، ابو سعید بن عبد الکریمؒ، ابو الغنائم محمد بن علی بن محمدؒ، ابو سعید ابن مبارک مخرمی (یا مخزومی)، اور ابوالخیر حماد بن مسلم الدباسؒ جیسے نامور علماء اور مشائخ عظام کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم لغت، علم شریعت، علم طریقت، غرض کوئی ایسا علم نہ تھا جو آپ نے اس دور کے باکمال اساتذہ و ائمہ سے حاصل نہ کیا ہو۔ اور صرف حاصل ہی نہیں کیا بلکہ ہر علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ تمام علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے۔

علم و ادب میں آپ کے استاد علامہ ابو زکریا تبریزیؒ تھے جو اپنے وقت کے یگانۂ روزگار عالم تھے اور بے شمار کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات میں تفسیر القرآن والاعراب، الکافی فی علم العروض والقوافی، تہذیب الاصلاح، شرح المفضلیات، شرح قصائد العشر، شرح دیوان حماسہ، شرح دیوان متنبی، شرح دیوان ابی تمام اور شرح الدریدیہ بہت مشہور ہیں۔

علم فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم آپ نے حضرت شیخ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلیؒ، ابوالحسن محمد بن قاضی ابو یعلیٰؒ، شیخ ابوالخطاب محفوظ الکلوذانی حنبلیؒ، اور قاضی ابو سعید مبارک بن علی مخرمی حنبلیؒ سے مکمل کی۔

علم حدیث آپ نے اس دور کے مشہور محدثین سے حاصل کیا جن میں ابوالبرکات طلحہ العاقولیؒ، ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسیؒ، ابوعثمان اسمٰعیل بن محمد الاصبہانیؒ، ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمدؒ، ابوغالب محمد بن حسن الباقلانیؒ، ابومحمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراجؒ، ابوالعز محمد بن مختار الہاشمیؒ، ابومنصور عبدالرحمٰن القزازؒ، ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخیؒ، ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسفؒ کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔

غرض آٹھ سال کی طویل مدت میں آپ تمام علوم کے امام بن چکے تھے اور جب آپ نے ماہ ذی الحجہ ۵۲۱ھ میں ان علوم میں تکمیل کی سند حاصل کی تو کرۂ ارض پر کوئی ایسا عالم نہیں تھا جو آپ کی ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔

شیخ حماد بن مسلم الدباسؒ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کو علوم باطنی کا بیشتر حصہ آپ ہی سے ملا۔ شیخ حمادؒ بغداد کے نامور مشائخ میں سے تھے اور بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ اس دور کے بے شمار مشائخ اور صوفیائے علم طریقت میں ان کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ عام لوگوں میں شیخ دباس (شیرہ فروخت کرنے والے شیخ) کے لقب سے مشہور تھے۔ کہتے ہیں آپ کا شیرہ نہایت پاک و صاف ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ کی برکت کی وجہ سے مکھی اس کے نزدیک نہ پھٹکتی تھی۔

آپ کے بارے میں شیخ حمادؒ کی رائے

شام کے علماء میں سے ایک عالم جن کا نام عبداللہ تھا بیان کرتے ہیں کہ میں طلب علم میں بغداد گیا اس وقت ابن سقا میرے رفیق تھے مدرسہ نظامیہ بغداد میں ہم عبادت میں مصروف و مشغول رہتے تھے اور بزرگوں کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اس وقت بغداد میں ایک بزرگ ہستی موجود تھی۔ لوگ ان کو غوث وقت کہتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ جب وہ چاہتے ہیں پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ایک روز میں ابن سقا اور شیخ عبدالقادرؒ (جو اُس

وقت جواں سال تھے) انکی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابن سقا نے کہا کہ میں ان سے ایک ایسا سوال دریافت کروں گا کہ وہ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ میں نے کہا کہ میں بھی ان سے ایک مسئلہ دریافت کروں گا۔ دیکھوں وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ شیخ عبدالقادرؒ نے کہا معاذ اللہ کہ میں ان سے کچھ پوچھوں! میں تو ان کے پاس اس لیے جا رہا ہوں کہ ان کی زیارت کی برکات حاصل کروں۔

الغرض ہم تینوں جب ان کے مکان پر پہنچے تو ان کو ان کی جگہ پر نہ پایا (جہاں وہ بیٹھتے تھے وہاں موجود نہ تھے) کچھ دیر کے بعد دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر موجود تھے تب انھوں نے ابن سقا کی طرف غضب کی نظروں سے دیکھا اور کہا ابن سقا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتے ہو جس کا مجھے جواب نہیں آتا۔ حالانکہ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے کفر کی آگ شعلہ زن ہوگی۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عبداللہ! مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہو اور جاننا چاہتے ہو کہ میں کیا جواب دیتا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ تجھ کو بہت جلد دنیا تیرے دونوں کانوں تک گھیر لے گی (تو سراپا دنیا میں غرق ہو جائے گا) اس کے بعد شیخ عبدالقادرؒ کی طرف دیکھا ان کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور بہت توقیر سے پیش آئے اور فرمایا اے عبدالقادرؒ! تم نے اپنے ادب سے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوش کیا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بغداد میں منبر پر کھڑے ہو اور کہتے ہو کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے) اور تمھارے وقت کے تمام اولیاء کو دیکھتا ہوں کہ سب نے اپنی گردنیں تمھاری بزرگی کی وجہ سے جھکا لی ہیں۔ بس یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔ اس کے بعد ہم نے پھر ان کو نہیں دیکھا اور جیسا کہ انھوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ (نفحات الانس)

حضرت شیخ حمادؒ

سیدنا غوث اعظمؒ کے نامور خلیفہ اور شاگرد حضرت عبداللہ جبائیؒ سے روایت ہے کہ میرے شیخ حضرت سید عبدالقادر

جیلانیؒ نے مجھے بتایا ہے کہ میرے طالب علمی کے زمانہ میں ایک دفعہ بغداد فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن گیا۔ میں فطری طور پر ہنگاموں سے متنفر تھا اس لیے نت نئے جھگڑوں اور فسادوں کو دیکھ کر بغداد کا قیام مجھ پر گراں گزرنے لگا۔ چنانچہ ایک دن بغداد چھوڑنے کا ارادہ کیا اور قرآن کریم بغل میں دبا کر باب حلبہ کی طرف چلا کہ وہاں سے صحرا کو راستہ جاتا تھا۔ یکایک کسی غیبی طاقت نے مجھے اس زور سے دھکا دیا کہ میں گر پڑا۔ پھر غیب سے آواز آئی "یہاں سے مت جاؤ۔ خلق خدا کو تم سے فیض پہنچے گا۔" میں نے کہا کہ "مجھے خلق خدا سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی سلامتی مطلوب ہے۔" آواز آئی نہیں نہیں تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے۔ تمہارے دین کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق میں نے بغداد چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

دوسرے دن میں بغداد کے ایک محلہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے دروازہ کھول کر اپنا سر باہر نکالا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کیوں عبدالقادر! کل تو تے اپنے رب سے کیا مانگا تھا۔ میں یہ اچانک سوال سن کر حیران رہ گیا اور میری قوت گویائی جواب دے گئی۔ اس شخص نے اب نہایت غصہ سے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور میں وہاں سے چل دیا۔

جب میرے ہوش بجا ہوئے تو میری سمجھ میں آگیا کہ یہ شخص تو اولیاء اللہ میں سے ہے جسے کل کے واقعہ کا علم ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اس دروازہ کی تلاش شروع کر دی لیکن ہزار کوشش کے باوجود ناکام رہا۔ اب میں ہر وقت اس شخص کی تلاش میں رہنے لگا۔ آخر ایک دن میں نے انھیں پا لیا۔ یہ بزرگ حماد دباسؒ تھے۔ میں نے ان سے علم طریقت حاصل کیا اور اپنے اشکالات و شکوک رفع کرائے۔

شیخ حمادؒ شام کے رہنے والے تھے ان کی پیدائش دمشق کے قریب ایک گاؤں رحبہ میں ہوئی۔ بیشمار مجاہدات و ریاضات کے بعد ولایت کے درجہ تک پہنچے اور بغداد کے محلہ مظفریہ میں آ کر مقیم ہوئے۔ ۵۲۵ھ میں آپ کا وصال ہوا آپ کا مدفن مقبرہ شونیزیہ میں ہے۔

اذیت آمیز باتیں

آپ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم جب میں کبھی شیخ حماد کے پاس ہوتا تو آپ مجھے فرماتے۔ فقیہہ! تو یہاں کیوں آتا ہے کہیں اہل فقہ کے پاس جایا کر اور جب میں خاموش رہتا تو میرے نفس کو باتوں کے ذریعے اذیت دیتے تاکہ میرا نفس پاک ہو جائے۔ لیکن جب ان کے پاس دوبارہ جاتا تو فرماتے کہ آج ہمارے پاس بہت سی روٹیاں آئیں لیکن ہم نے سب کھالیں۔ تمہارے لیے کچھ نہیں بچا میری یہ حالت دیکھ کر شیخ کے وابستگان بھی مجھے تکلیفیں پہنچانے لگے اور مجھ سے بار بار کہتے کہ تم تو فقیہہ ہو۔ تمہارا ہمارے پاس کیا کام۔ تم یہاں مت آیا کرو۔ لیکن جب شیخ حماد کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے خدام سے فرمایا کہ اے کتو! تم اس کو تکلیف کیوں پہنچاتے ہو۔ تم میں کسی ایک فرد کو بھی یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ میں تو محض امتحاناً اس کو اذیت دیتا ہوں لیکن یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں ذرہ برابر بھی جنبش نہیں ہوتی۔

چشم باطن سے مشاہدہ

ابو نجیب سہروردیؒ بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ میں ایک مرتبہ میں شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا تو اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی موجود تھے اور شیخ حمادؒ سے بہت ہی عجیب گفتگو فرما رہے تھے۔ جس پر شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ اے عبدالقادرؒ! تم تو نہایت عجیب کلام کرتے ہو۔ کیا تمہیں اس کا خوف نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مکر میں مبتلا کر دے۔ یہ سن کر شیخ عبدالقادرؒ نے اپنا ہاتھ شیخ حماد کے سینہ پر رکھ کر فرمایا کہ اپنی چشم باطن سے مشاہدہ فرمالیجیے کہ میری ہتھیلی میں کیا تحریر ہے۔

یہ سن کر شیخ حماد پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے ان کے سینہ پر سے ہاتھ ہٹا لیا تو انھوں نے بتایا کہ میں نے تمہاری ہتھیلی پر خدا سے کیے ہوئے ستر معاہدوں کا مشاہدہ کر لیا ہے اور ان میں سے ایک معاہدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مکر و فریب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ لہٰذا تم اس وعدہ کے بعد چاہے جیسا بھی کلام کرو تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جس کو چاہے

مرتبہ عطا کرے وہ بڑا فضل والا ہے۔

دورِ طالب علمی کے واقعات

طالب علمی کے دور میں آپ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بے پناہ مصائب آپ نے برداشت کیے مگر ہمت نہ ہاری۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسی ہولناک سختیاں جھیلی ہیں کہ اگر وہ پہاڑ پر گرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔ جب مصائب اور شدائد کی ہر طرف سے مجھ پر یلغار ہو جاتی تھی تو میں تنگ آکر زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیت کریمہ کا ورد شروع کر دیتا:

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ (بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے)

اس آیت مبارکہ کی تکرار سے مجھے تسکین حاصل ہو جاتی اور جب میں زمین سے اٹھتا تو سب رنج و کرب دور ہو جاتا۔

تحصیل علم کے زمانہ میں سبق سے فارغ ہو کر آپ جنگل یا بیابان کی طرف نکل جاتے اور شہر کی بجائے انہی ویرانوں میں رات گزارتے تھے۔ زمین آپ کا بستر ہوتی تھی اور اینٹ یا پتھر تکیہ۔ مینہ، آندھی، جھکڑ، طوفان، سردی، گرمی آپ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر برہنہ پا رات کی تنہائیوں اور تاریکیوں میں دشت نوردی کرتے رہتے تھے۔ سر اقدس پر ایک چھوٹا سا عمامہ ہوتا تھا۔ اور صوف کا ایک جبہ زیبِ تن ہوتا تھا۔ خودرو بوٹیاں اور سبزیاں جو عام طور پر دریائے دجلہ کے کنارے مل جاتی تھیں آپ کی خوراک ہوتی تھیں۔ یہ سب جانکاہ مصائب آپ کو اس لذت کے مقابلے میں ہیچ معلوم ہوتے تھے جو آپ کو تحصیل علم میں حاصل ہوتی تھی۔

مسلسل بیس یوم تک فاقہ

شیخ طلحہ بن مظفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ قیام بغداد کے دوران مجھے بیس یوم تک کھانے پینے کے لیے کوئی مباح شے میسر نہ آئی تو میں ایوانِ کسریٰ کی جانب چل پڑا۔ وہاں دیکھا چالیس اولیاء اللہ پہلے ہی مباح چیزوں کی تلاش میں ان کھنڈرات

میں موجود ہیں۔ آپ نے ان مردانِ خدا کے راستے میں مزاحم ہونا مناسب نہ سمجھا۔ اور واپس شہر تشریف لے گئے۔ راستے میں جیلان کے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو آپ ہی کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اس نے آپ کو سونے کا ایک ٹکڑا دیا اور کہا اے عبدالقادرؒ! خدا کا شکر ہے کہ تم مل گئے اور میں بارِ امانت سے سبکدوش ہوا۔ یہ سونے کا ٹکڑا تیری والدہ سیدہ فاطمہؒ نے تیرے لیے بھیجا ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور سونے کا یہ ٹکڑا لے کر فوراً ایوانِ کسریٰ کے کھنڈروں میں پہنچے جہاں ستر اولیاء اللہ کو رزقِ طیب کی تلاش میں دیکھ آئے تھے۔

سونے کا تھوڑا سا حصہ اپنے پاس رکھ کر باقی سب ان مردانِ خدا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انھوں نے پوچھا کہاں سے لائے ہو؟ آپ نے فرمایا میری والدہ ماجدہ نے میرے لیے بھیجا ہے۔ میری غیرت نے یہ برداشت نہ کیا کہ آپ قوتِ لایموت کی تلاش میں مارے مارے پھریں اور میں آسودہ حالی سے دن گزاروں اس لیے یہ سونا آپ کے لیے لے آیا ہوں۔

پھر آپ بغداد تشریف لائے۔ اپنے حصے کے سونے سے کھانا خریدا اور باآوازِ بلند فقراء کو کھانے کی دعوت دی۔ اس طرح بہت سے فقراء آگئے اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔ (قلائد الجواہر)

شدت بھوک کا ایک واقعہ

ابوبکر تمیمی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے کئی دن فاقے سے گزر گئے۔ آخر بھوک سے نڈھال ہو کر ایک دن کسی مباح چیز کی تلاش کر رہے تھے سوق الریحانین (بغداد کی ایک منڈی) کی مسجد کے قریب پہنچے تو اضمحلال قوار انتہا کو پہنچ گیا۔ شدت گرسنگی سے دماغ چکرا گیا اور آپ لڑکھڑاتے ہوئے مسجد کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے ابھی آپ کو بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک عجمی نوجوان بھنا ہوا گوشت اور روٹی لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ حضرت غوث

اعظم کا اپنا بیان ہے کہ بھوک کی شدت سے میرا یہ حال تھا کہ اس شخص کے ہر
کے ساتھ بے اختیار میرا منہ بھی کھل جاتا اور میرا جی چاہتا کہ کاش اس وقت مجھے
کچھ کھانا میسر ہو جاتا لیکن آخر میں نے اپنے نفس کو ملامت کی کہ بے صبر مت بن
توکل اور بھروسہ بھی تو کوئی چیز ہے۔ غرض آپ کا نفس مطمئن ہو گیا اور آپ اس شخص
طرف سے بے نیاز ہو گئے۔ اتنے میں خود ہی اس کی نظر آپ پر پڑی اور اس نے
آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ حضرت نے انکار کیا لیکن اس نے شدید اصرار کیا
آپ اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ آپ کے حالات
دریافت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا میں جیلان کا باشندہ ہوں۔ اور یہاں حصول
کی غرض سے مقیم ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ بہت مسرور ہوا اور کہنے لگا۔

میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں۔ کیا تم جیلان کے رہنے والے ایک نوجوان
عبدالقادرؒ کو جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ عبدالقادر جیلانیؒ میں ہی ہوں۔

یہ سنتے ہی وہ شخص بے چین ہو گیا اور اس کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ پھر رقت آمیز
لہجے میں کہنے لگا بھائی میں نے تمہاری امانت میں خیانت کی ہے۔ خدا کے لیے
مجھے بخش دو۔

آپ کو اس شخص کی باتوں سے حیرت ہوئی اور فرمایا بھائی کیسی امانت اور کیسی
خیانت۔ اپنی بات کی وضاحت کرو۔

اس شخص نے جواب دیا بھائی آپ کی والدہ نے آپ کے لیے میرے ہاتھ آٹھ دینار
بھیجے تھے۔ میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا تھا کہ تمہاری امانت کے بار سے
سبکدوش ہو جاؤں لیکن تمہارا کچھ پتہ نہ چلتا تھا اور اسی وجہ سے بغداد میں میرا
قیام طول پکڑ گیا حتیٰ کہ میرا ذاتی خرچ کم ہو گیا اور فاقوں تک نوبت آ پہنچی۔
دو تین دن تک تو میں نے صبر کیا آخر بھوک کی شدت نے مجبور کر دیا کہ تمہاری
سے کھانا خرید کر پیٹ کے دوزخ کی آگ ٹھنڈی کروں۔ بھائی یہ کھانا جو تم کھا
ہیں دراصل تمہارا ہی ہے کیونکہ تمہاری امانت سے خریدا گیا ہے اور تم میرے

بلکہ میں تمہارا مہمان ہوں۔ خدا کے لیے مجھے اس گناہ عظیم کے لیے بخش دو۔

آپ نے اس شخص کو گلے لگا لیا اور اس کے حسنِ نیت کی تعریف کی اور تسلی دی۔ پھر کچھ دینار اور بچا ہوا کھانا دے کر نہایت محبت سے اسے رخصت کیا۔

(قلائد الجواہر)

پُر اسرار آزمائش

شیخ عبداللہ سلمیؒ سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک دفعہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ایک عجیب واقعہ سنا۔ آپ نے فرمایا کہ زمانۂ تعلیم میں ایک مرتبہ مجھے کئی دن تک کھانے کے لیے کچھ میسر نہ ہوا اسی حالت میں ایک دن محلہ قطیعہ شرقیہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں دے کر کہا کہ نانبائی کی دکان پر جاؤ۔ میں یہ کاغذ لے کر نانبائی کی دکان پر پہنچا اس نے یہ کاغذ رکھ لیا اور مجھے میدہ کی روٹی اور حلوا دیا۔ میں یہ حلوا اور روٹی لے کر اس بے آباد مسجد میں گیا جہاں میں اپنے اسباق تنہائی میں دہرایا کرتا کرتا تھا۔ ابھی اس سوچ میں تھا کہ یہ روٹی اور حلوا کھاؤں یا نہ کھاؤں کہ ناگاہ ایک کاغذ پر نظر پڑی جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے اسے اٹھا کر پڑھا تو اس پر یہ عبارت لکھی تھی "اللہ تعالیٰ نے کتبِ سابقہ میں سے ایک کتاب میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شیروں کو لذاتِ دنیوی سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ خواہشات اور لذات تو کمزوروں اور ضعیفوں کے لیے ہیں تاکہ وہ ان کے ذریعہ عبادتِ الٰہی پر قادر ہوں"

یہ پڑھ کر میرے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ ہر موئے بدن خوفِ الٰہی سے کھڑا ہو گیا۔ روٹی اور حلوا کھانے کا خیال ترک کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے وہاں سے چلا آیا۔ (قلائد الجواہر)

شریف یعقوبی کی نصیحت

بغداد کے کچھ طلبا کا دستور تھا کہ فصل کٹنے کے بعد یہ لوگ ایک گاؤں یعقوبا میں چلے جاتے اور وہاں سے اناج مانگ کر لاتے۔ اس زمانے میں لوگ طلبا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے

تھے اس لیے صاحبِ استطاعت لوگ خوشی سے کچھ غلہ ان طلبا کو دے دیتے۔ ایک دفعہ ان طلبا نے سیدنا غوث اعظمؒ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا آپ ان کے اصرار کی وجہ سے انکار نہ کر سکے۔ اور ان کے ساتھ یعقوبا جا پہنچے۔ اس گاؤں میں ایک مردِ صالح رہتے تھے ان کا نام شریف یعقوبی تھا۔ حضرت غوث اعظمؒ اس مردِ پاک باطن کی زیارت کے لیے گئے۔ انھوں نے آپ کی جبینِ سعادت آثار سے اندازہ لگا لیا کہ قطبِ زمانہ ہیں۔ فرمایا:

"بیٹے طالبانِ حق اللہ کے سوا کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔ تم خاصانِ خدا سے معلوم ہوتے ہو اس طرح غلہ مانگنا تمھارے شایانِ شان نہیں"۔

حضرت غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد نہ میں کبھی اس قسم کے کام کے لیے کسی جگہ گیا اور نہ کسی سے سوال کیا۔ (قلائد الجواہر، ص ۴۲)

ادائیگی قرض کا واقعہ

شیخ ابو محمد عبد اللہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں ایک دن جنگل میں بیٹھا ہوا فقہ کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا تو ایک ہاتفِ غیبی نے مجھ سے کہا کہ حصولِ علم فقہ اور دیگر علوم کی طلب کے لیے کچھ رقم لے کر کام چلاؤ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تنگی کی حالت میں کس طرح قرض لے سکتا ہوں جبکہ میرے پاس ادائیگی کی کوئی صورت نہیں۔ تو اس پر ہاتفِ غیبی سے جواب ملا کہ تم کہیں سے قرضہ لے لو۔ اس کی ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں۔

یہ سن کر میں نے کھانا فروخت کرنے والے سے جا کر کہا کہ میں تم سے اس شرط پر معاملہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب مجھے خداوند تعالیٰ سہولت عطا فرمائے تو میں تمھاری رقم ادا کر دوں گا۔ یہ سن کر اس نے رو کر کہا کہ میرے آقا میں ہر وہ شے پیش کرنے کو تیار ہوں جو آپ طلب فرمائیں۔ چنانچہ میں اس سے ایک مدت تک ایک ڈیڑھ روٹی اور کچھ سالن لیتا رہا لیکن مجھے یہ شدید پریشانی ہر وقت لاحق رہتی کہ جب میرے اندر استطاعت ہی نہیں تو میں یہ رقم کہاں سے ادا کروں گا۔

اس پریشانی کے عالم میں مجھ سے ہاتفِ غیبی نے کہا کہ فلاں مقام پر چلے جاؤ۔ اور وہاں جو کچھ ریت میں پڑا ہوا مل جائے اس کو لے کر کھانے والے کا قرض ادا کر دو اور اپنی ضروریات کی بھی تکمیل کرتے رہو۔ چنانچہ جب میں بتائے ہوئے مقام پر پہنچا تو وہاں مجھے ریت پر پڑا ہوا سونے کا ایک بہت بڑا ٹکڑا ملا جس کو میں نے لے کر ہوٹل والے کا تمام حساب بے باق کر دیا۔

آپ نے ایک اور واقعہ بیان کیا کہ ایک رات جنگل میں میرے اوپر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں چیخ مار کر زمین پر گر پڑا اور میری آواز سن کر علاقہ کے مسلح ڈاکو گھبرائے ہوئے آئے۔ میرے پاس کھڑے ہوئے اور مجھے پہچان کر کہنے لگے یہ تو عبد القادرؒ دیوانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر فضل فرمائے۔

مُجاہدہ وریاضت

شرعی طور پر کامل عبور حاصل کرنے کے بعد حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ مجاہدات میں مشغول ہوگئے کیونکہ تزکیہ اور علوم باطن، ریاضت ومجاہدہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بڑے طویل عرصہ تک بڑے بڑے سخت مجاہدے کیے بے پناہ سختیاں اور مصائب برداشت کیے۔ علائقِ دنیوی سے قطع تعلق کرکے خدا سے لو لگائی اور کثرتِ عبادت وریاضت سے فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی منازل طے کیں۔ رگ رگ میں عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول موجزن ہوگیا۔ ان مجاہدات نے انھیں عزیمت واستقامت اور اتباعِ کامل کا بے مثل مردِ آہن بنا دیا۔ آپ کے قول وفعل میں اتباعِ سنت کا جذبہ گھر کر گیا تاکہ کوئی قدم بھی شرع سے باہر نہ جا سکے۔ آپ کا یہ مجاہدہ اصحابِ صفہ کے طرزِ عمل پر تھا۔ آپ کے مجاہدات کی کہانی بڑی طویل ہے لہٰذا ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ البتہ مجاہدات کے چند واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

ویرانوں میں پھرنا

آپ پر بالکل جوانی کا عالم تھا جب آپ نے ریاضت اور مجاہدات میں قدم رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی تلاش میں عراق کے وسیع وعریض بیابانوں میں رہنے لگے۔ دن رات پُرخطر مقامات پر پھرتے رہتے۔ اگر آج یہاں ہیں تو کل کہیں اور ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے خود فرمایا کہ میں پچیس سال تک عراق کے ویرانوں اور جنگلوں میں پھرتا رہا ہوں۔ اور چالیس سال تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشا کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہوکر صبح تک قرآن حکیم ختم کرتا رہا ہوں۔ میں نے بسا اوقات تین سے چالیس دن تک بغیر کچھ کھائے پیے گزارے ہیں۔

فاقے میں مزید صبر کا واقعہ

عبد اللہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھے اپنا ایک واقعہ اس طرح سنایا کہ جس وقت میں شہر کے ایک محلہ قطیعہ شرقی میں مقیم تھا تو میرے اوپر چند یوم ایسے گزرے کہ نہ تو میرے پاس کھانے کی کوئی چیز تھی اور نہ کچھ خریدنے کی استطاعت۔ اسی حالت میں ایک شخص اچانک میرے ہاتھ میں کاغذ کی بندھی ہوئی پڑیا دے کر چل دیا اور میں اس کے اندر بندھی ہوئی رقم سے حلوا پراٹھا خرید کر مسجد میں پہنچ گیا اور رو بقبلہ ہو کر اس فکر میں غرق ہوگیا کہ اس کو کھاؤں یا نہ کھاؤں۔ اسی حالت میں مسجد کی دیوار میں رکھے ہوئے کاغذ پر میری نظر پڑی تو میں نے اٹھ کر اس کو پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ "ہم نے کمزور مومنین کے لیے رزق کی خواہش پیدا کی تاکہ وہ بندگی کے لیے اس کے ذریعہ قوت حاصل کر سکیں"۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس تحریر کو دیکھ کر میں نے اپنا رومال اٹھایا اور کھانا وہیں چھوڑ کر دو رکعت نماز ادا کرکے مسجد سے نکل آیا۔۔۔

(قلائد الجواہر)

حضرت غوث اعظم کا مجاہدہ

شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیدی شیخ عبد القادرؒ کو فرماتے سنا کہ میں پچیس برس تک عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں گھومتا رہا۔ نہ میں خلق کو پہچانتا تھا اور نہ لوگ مجھے جانتے تھے۔ مردانِ غیب اور جنات کے گروہ میرے پاس آتے تھے میں انھیں اللہ کا راستہ بتاتا تھا۔ پہلے پہل جب میں عراق میں داخل ہوا تھا تو خضر علیہ السلام مجھ سے ملے۔ اور کہنے لگے کہ میری بات پر عمل کرنا۔ پھر مجھے ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کرکے غائب ہوگئے۔ تین سال تک ہر سال ایک بار آتے اور مجھے کہہ جاتے کہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا یہاں تک کہ میں واپس آؤں۔ اس دوران دنیا کی خواہشات اور زیب وزینت کی اشیاء کئی صورتوں میں میرے پاس آئیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے مجھے بچائے رکھا۔ شیاطین خوف ناک صورتیں بنا کر میرے مقابلہ کے لیے آتے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب کر دیتا۔ بعض

اوقات میرا نفس متشکل ہو کر میرے سامنے آجاتا۔ کبھی اپنی پسندیدہ چیز کے حصول کے لیے عاجزی وزاری کا راستہ اختیار کرتا اور کبھی مجھ سے مقابلہ کرتا مگر ہر دفعہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر غلبہ عطا فرما دیتا۔ میں نے اپنے نفس کو ابتدائے حال میں صرف مجاہدوں سے ہی قابو نہیں کیا بلکہ میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں اسے دبوچ لیا۔ میں ایک زمانہ تک کھنڈرات میں اپنے نفس کو تابع کرنے کے مجاہدات کرتا رہا اس دوران ایک سال بیکار اور ردی چیزیں کھا کر گزارہ کرتا رہا اور دوسرے سال کچھ کھاتا نہ پیتا اور نہ ہی آرام کرتا۔

ایک دفعہ میں سخت سردی کے ایام میں ایوانِ کسریٰ میں سو رہا تھا کہ مجھے احتلام ہو گیا۔ میں اٹھ کر دریا پر گیا اور غسل کیا۔ پھر آکر سویا تو دوبارہ احتلام ہو گیا۔ الغرض اس رات چالیس بار مجھے احتلام ہوا اور چالیس بار ہی میں نے دریا پر طہارت کی۔ آخر میں نیند کے ڈر سے ایوان کے اوپر چڑھ گیا۔ کئی برس تک میں کرخ کے ویرانوں میں کچھ کھائے پیئے بغیر مقیم رہا۔ اس دوران میں قوتِ لایموت کے طور پر بروی نام گھاس پر گزارہ کرتا رہا۔ ان دنوں ہر سال میرے پاس ایک شخص اونی جبہ لایا کرتا تھا۔ میں نے ہزار طریقوں سے تمہاری دنیا سے راحت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وقت میری پہچان ہی گونگا پن، بیوقوفی اور دیوانگی تھی۔ میں کانٹوں میں ننگے پاؤں چلا کرتا تھا۔ جس راہ سے مجھے ڈرایا جاتا میں ہمیشہ وہی راہ اختیار کرتا۔ میرا نفس اپنے ارادے میں کبھی مجھ پر غالب نہ ہوا اور نہ ہی کبھی کسی دنیاوی زینت نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ راوی نے عرض کی کہ جب آپ چھوٹے تھے تب بھی! آپ نے فرمایا ہاں تب بھی۔

(خلاصۃ المفاخر)

دشت نوردی کا عجیب ماجرا

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مجاہدات وریاضات کے آغاز میں میری دشت نوردی کا عجیب ماجرا تھا۔ کئی دفعہ میں اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کہاں پھر رہا ہوں۔ جب ہوش آتا تو اپنے آپ کو کسی دور دراز جگہ پر پاتا۔ ایک دفعہ

بغداد کے قریب ایک صحرا میں مجھ پر اسی قسم کی کیفیت طاری ہوئی اور میں بے خبری کے عالم میں ایک عرصہ تک تیز دوڑتا رہا۔ جب ہوش میں آیا تو اپنے آپ کو نواحِ شستر میں پایا جو بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر ہے۔ میں اپنی حالت پر تعجب کر رہا تھا کہ ایک عورت میرے پاس سے گزری اور کہنے لگی کہ تم شیخ عبدالقادر ہو کر اپنی حالت پر متعجب ہو۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب پہلے پہل میں نے عراق کے بیابانوں میں قدم رکھا تو میری ملاقات ایک نورانی صورت شخص سے ہوئی جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس شخص میں ایک عجیب طرح کی کشش تھی اور میری فراستِ باطنی کہتی تھی کہ یہ شخص رجال الغیب سے ہے۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ کیا تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ تو اس شخص نے کہا کہ پھر عہد کرو کہ میری مخالفت نہیں کرو گے اور جو میں کہوں گا اس پر عمل کرو گے۔ یعنی ہر معاملے میں بلا سوچے سمجھے میری اطاعت کرو گے۔ میں نے کہا بہتر! میں تمہاری مخالفت نہ کرنے اور تیرا کہا ماننے کا عہد کرتا ہوں۔

اب اس شخص نے کہا کہ اچھا تو پھر اسی جگہ بیٹھا رہ جب تک میں تمہارے پاس واپس نہ آؤں تم یہاں سے کہیں نہ جانا۔

یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں وہاں بیٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ ایک برس گزر گیا۔ اب وہ شخص پھر آیا۔ ایک ساعت میرے پاس بیٹھا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جب تک میں پھر تیرے پاس نہ آؤں یہیں بیٹھا رہ۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں وہیں بیٹھ گیا۔ ایک سال بعد وہ پھر آیا، تھوڑی دیر بیٹھا اور پھر مجھے وہیں بیٹھے رہنے کی تلقین کر کے چلا گیا۔ جب تیسرا برس بھی گزر گیا تو وہ شخص پھر نمودار ہوا اس کے پاس روٹی اور دودھ تھا۔ اب اس نے کہا کہ تم تو اپنے مدرسے کے بڑے پکے نکلے میں تجھے داد دیتا ہوں۔ میرا نام خضرؑ ہے۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ روٹی اور دودھ تیرے ساتھ

کھاؤں۔ چنانچہ ہم دونوں نے مل کر روٹی اور دودھ کھایا۔

جن لوگوں میں آپ نے یہ واقعہ بیان کیا انھوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ ان تین سالوں میں کیا کھاتے تھے؛ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ میں مباح چیزوں سے اپنی گزر اوقات کر لیتا تھا۔

شیاطین سے جنگ

شیخ عارف ابو عمرو حریفینی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیدی عبدالقادر جیلانیؒ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں رات دن ویرانوں میں مقیم رہتا اور بغداد میں مستقل رہائش اختیار نہیں کرتا تھا۔ شیاطین خوفناک صورتوں میں مختلف قسم کے ہتھیار لے کر میرے پاس آتے۔ یہ گروہ در گروہ پیادہ اور سوار ہوتے۔ میرے ساتھ مقابلہ کرتے اور مجھ پر آگ کے شعلے پھینکتے۔ میں اپنے دل میں اطمینان اور سکون محسوس کرتا۔ کسی قسم کی بے چینی نہ ہوتی۔ مجھے اپنے باطن سے آواز آتی اے عبدالقادر! ہم نے تجھے ثابت قدم کر دیا ہے اور اپنی امداد تیرے شامل حال کر دی ہے۔ یہ لوگ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرے اٹھنے کی دیر ہوتی کہ یہ سارے شیاطین دائیں بائیں بھاگ جاتے البتہ ایک شیطان اکیلا میرے پاس آتا اور مجھے کہتا یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا۔ القرین وہ مجھے ڈراتا۔ میں اسے طمانچہ مارتا اور وہ بھاگ جاتا۔ میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ میرے سامنے جل جاتا۔

ایک دفعہ ایک نہایت بدصورت شخص میرے پاس آیا اس سے بدبو آ رہی تھی اور کہنے لگا میں ابلیس ہوں تیری خدمت کے لیے تیرے پاس آیا ہوں۔ تو نے مجھے تھکا دیا اور میرے چیلے چپاٹوں کو عاجز کر دیا۔ میں نے اسے کہا تو چلا جا مگر اس نے میری بات نہ مانی۔ وہیں تھا اوپر سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جو اس کے بھیجے پر پڑا اور وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر وہ بارہ آگ کا شعلہ لیے ہوئے میرے پاس آیا اور میرا مقابلہ کرنے لگا۔ اچانک ایک مرد ڈھاٹا لگائے ہوئے کمیت رنگ کے گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا اس نے مجھے ایک تلوار دی اور ایڑیوں کے بل پہ

پیچھے ہٹ گیا۔ اب کے میں نے اس شیطان کو دیکھا کہ دور بیٹھا رو رہا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے اے عبدالقادر! میں تجھ سے ناامید ہو چکا ہوں۔ میں نے کہا او لعین! دور ہو۔ میں ہمیشہ تجھ سے ہوشیار رہتا ہوں۔ اس نے کہا میرے لیے یہ زیادہ سختی ہے۔ پھر مجھ پر منکشف ہوا کہ میرے ارد گرد مجھے پھنسانے کے لیے کئی رسیاں اور جال ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؛ بتایا گیا کہ یہ دنیا کے جال ہیں جو تم جیسے لوگوں کو پھنسانے کے لیے بچھائے جاتے ہیں۔ میں ایک سال تک ان کے پیچھے لگا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ کئی قسم کی رسیاں ہیں جو میرے ساتھ وابستہ ہو رہی ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؛ مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگوں کے اسباب ہیں جو تجھ سے وابستہ ہیں۔ میں نے سال بھر اس کام میں توجہ دی۔ وہ ساری رسیاں کٹ گئیں۔ پھر مجھے اپنے باطن کا کشف عطا کیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا دل کئی علائق سے متعلق ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے مجھے بتایا گیا کہ یہ تیرے ارادے اور اختیارات ہیں۔ میں نے سال بھر ان کے سلسلے میں مجاہدہ کیا تو وہ سب ختم ہو گئے اور میرا قلب ان سے آزاد ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے اپنے نفس کا کشف ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس کی بیماریاں باقی ہیں اور اس کی ہوا و ہوس زندہ ہے اور اس کا شیطان باغی اور سرکش ہے۔ ایک برس تک میں نے اس سلسلے میں کوشش کی تو نفس کی بیماریاں زائل ہو گئیں۔ خواہشات مر گئیں اور اس کا شیطان مطیع ہو گیا۔ اب سارا امر اللہ کے لیے ہو گیا اور میں تنہا باقی رہ گیا سارا وجود میرے پیچھے ہے اور میری رسائی ابھی تک مطلوب تک نہیں ہوئی۔ اس کے بعد میں توکل کے دروازے پر گیا تاکہ اس راہ سے اپنے مطلوب کا پتہ حاصل کروں۔ وہاں میں نے ہجوم دیکھا۔ تو آگے گزر گیا۔ پھر میں شکر کے دروازے پر گیا کہ شاید یہاں سے محبوب کا کوئی نشان ملے تو یہاں بھی بھیڑ تھی۔ اب میں باب غنا کی طرف چلا مگر وہاں بھی اژدہام تھا۔ اس کے بعد میں قرب کی دہلیز پر پہنچا کہ شاید یہاں محبوب حقیقی کا وصل ملے مگر وہی صورت۔ پھر میں باب مشاہدہ پر گیا تاکہ

یہاں سے اپنا مطلوب حاصل کروں مگر ہجوم کی وجہ سے نا امیدی ہوئی بالآخر میں پھر باب فقر پر پہنچا۔ حسن اتفاق سے وہ خالی تھا۔ چنانچہ اس راہ سے میں اپنے مطلوب کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں میں نے ہر وہ خوشی دیکھی جو چھوڑ آیا تھا۔ یہاں میرے لیے غیبی خزانوں کے دروازے کھول دیے گئے۔ مجھے عظیم اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔ غنائے سرمدی اور آزادیٔ کامل کی نعمتیں عطا کی گئیں۔ اپنے بقا کے تصور کو مٹا دیا گیا۔ بشری صفات منسوخ ہو گئیں اور وجود حقیقی عطا ہوا۔ (خلاصۃ المفاخر)

مختلف باتوں کا مشاہدہ

شیخ عثمان حیری کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مجھے بتایا کہ مجاہدات کے دوران مجھ پر عجیب و غریب کیفیات طاری ہوئیں۔ کبھی مجھے میرے باطن اور نفس کا مشاہدہ کرایا گیا اور کبھی مجھے فقر و غنا اور شکر و توکل کے دروازوں سے گزارا گیا جب مجھے باطن کا مشاہدہ کرایا گیا تو اس کو بہت سے علائق سے ملوث پایا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ میرے اعتقادات اور ارادے ہیں۔ میں نے ایک سال تک ان کے خلاف مجاہدہ کیا۔ حتی کہ یہ سب علائق منقطع ہو گئے۔ پھر مجھے اپنے نفس کا مشاہدہ کرایا گیا۔ میں نے اس میں بھی کئی امراض دیکھے۔ سال بھر تک میں نے ان کے خلاف جنگ کی حتی کہ یہ امراض جڑ سے اکھڑ گئے۔ اور میرا نفس تابع الٰہی ہو گیا۔

اس کے بعد میں توکل کے دروازہ پر آیا تو وہاں بہت بڑا ہجوم دیکھا۔ میں اس ہجوم کو چیر کر نکل گیا پھر شکر کے دروازے پر آیا تو وہاں بھی یہی حال تھا۔ میں اس میں سے بھی گزر گیا۔ پھر غنا و مشاہدہ کے دروازوں پر آیا تو انھیں بالکل خالی پایا۔ اندر داخل ہوا تو وہاں روحانی خزائن کی انتہا نہیں تھی۔ ان میں مجھے حقیقی غنا، عزت اور مسرت میسر ہوئی میری ہستی میں انقلاب پیدا ہو گیا اور مجھے وجود ثانی عطا ہوا۔

ایک دفعہ مجھ پر ایک عجیب وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے بے اختیار ایک ہولناک چیخ ماری۔ کچھ صحرائی رہزن میرے قریب خیمہ زن تھے۔ وہ گھبرا گئے کہ شاید حکومت کی فوج آ گئی ہے۔ بھاگتے ہوئے میرے پاس سے گزرے تو مجھے بیہوش

پڑا پایا۔ کہنے لگے۔ او ہو! یہ تو عبدالقادر دیوانہ ہے اس اللہ کے بندے نے ہمیں خواہ مخواہ ڈرا دیا۔ (قلائد الجواہر)

برج عجمی میں گیارہ سال

ایک مرتبہ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں گیارہ سال تک برج میں مقیم رہا ہوں اور میرے اس طویل قیام کے باعث ہی لوگ اسے عجمی برج کہنے لگے۔ میں اس برج میں ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا اور میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ جب تک وہ لقمہ میرے منہ میں نہیں دے گا میں نہیں کھاؤں گا اور جب تک خود نہ پلائے گا نہیں پیوں گا۔ ایک بار چالیس روز تک میں نے کچھ نہیں کھایا پیا اور چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور تھوڑا سا کھانا میرے پاس رکھ کر چلا گیا۔ قریب تھا کہ میرا نفس اس پر گر پڑے (یعنی وہ کھانا کھاؤں) کیونکہ نا قابل برداشت بھوک تھی۔ میں نے کہا کہ واللہ! میں نے خدا سے جو عہد کیا ہے میں اس سے نہیں پھروں گا اس وقت میں نے سنا کہ میرے اندر سے کوئی فریاد کر رہا ہے اور بلند آواز سے کہہ رہا ہے

الجوع! الجوع! (بھوک! بھوک!)

اسی وقت شیخ ابوسعید مخزومیؒ میرے پاس تشریف لائے اور انھوں نے یہ آواز سنی اور فرمایا اے عبدالقادر! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے کہا یہ نفس کا قلق اور اضطراب ہے مگر روح مشاہدۂ حق میں اپنے اقرار پر ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے گھر چلو۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور میں نے دل میں کہا کہ میں یہاں سے باہر نہیں جاؤں گا۔ اتفاقاً اسی وقت ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھو اور ابوسعیدؒ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد کی۔ جب میں ان کے مکان پر پہنچا تو شیخ ابوسعیدؒ میرے انتظار میں دروازے پر کھڑے تھے۔ فرمانے لگے اے عبدالقادر! کیا میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کے کہنے کی ضرورت پڑی۔ یہ کہہ کر مجھے گھر کے اندر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے مجھے روٹی کھلائی حتی کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ (نفحات الانس)

شیطان کے فریب سے بچنا

آپ کے صاحبزادے شیخ ضیاء الدین ابو نصر فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں ایک بے آب و گیاہ بیابان میں پھر رہا تھا۔ پیاس سے زبان پر کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا میرے سر پر نمودار ہوا اور اس میں سے ٹپ ٹپ بوندیں گرنے لگیں۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ باران رحمت ہے۔ چنانچہ بارش کے اس پانی سے میں نے اپنی پیاس بجھائی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان روشنی نمودار ہوئی جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے۔ اس میں ایک صورت نمودار ہوئی اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اے عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں۔ میں نے تیرے لیے سب چیزیں حلال کر دی ہیں۔

میں نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر اسے دھتکار دیا۔ وہ روشنی فوراً ظلمت سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی۔ اس دھوئیں سے میں نے یہ آواز سنی: اے عبدالقادر! خدا نے تم کو تمہارے علم و تفقہ کی بدولت میرے مکر سے بچا لیا ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صوفیہ کو گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا بے شک میرے مولا کریم کا کرم ہے جو میرے شامل حال ہے۔

سیدنا غوث اعظمؒ سے پوچھا گیا۔ یا حضرت! آپ نے کیسے جانا کہ وہ شیطان ہے؟ فرمایا اس کے یہ کہنے سے کہ اے عبدالقادر! میں نے حرام چیزیں تیرے لیے حلال کر دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ (قلائد الجواہر)

ایک عارفہ کا واقعہ

اذکار الابرار میں روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ کے سفر پر روانہ ہو کر جب مینار ام القرون کے پاس پہنچا تو میری ملاقات شیخ عدی بن مسافر سے ہوئی۔ (شیخ عدی بن مسافر امویؒ اس دور کے مشہور اولیاء میں سے تھے۔ ان کی متعدد کرامات مشہور ہیں۔ ۵۵۶ھ میں شام کے ایک گاؤں بیت فار میں

پیدا ہوئے۔ طویل مجاہدات کے بعد کوہ ہکار میں گوشہ نشین ہو گئے۔ نوے سال کی عمر میں ۵۵۷ھ میں واصل بحق ہوئے) آپ سے ملاقات کے وقت آپ جوانی کے عالم میں تھے۔ انھوں نے آپ سے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ آپ نے جواب میں کہا کہ حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ جا رہا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ کیا میں بھی اس مقدس سفر میں آپ کی ہمراہی اختیار کر سکتا ہوں۔ آپ نے کہا ہاں آپ میرے ساتھ چلیں۔

آخر ہم دونوں اکٹھے سفر کرنے لگے۔ کچھ دور گئے تھے کہ ہمیں ایک نقاب پوش حبشیہ لڑکی ملی۔ وہ میرے سامنے کھڑی ہو گئی اور غور سے مجھے دیکھتے ہوئے کہنے لگی اے خوبرو نوجوان! تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں نے کہا ارض گیلان کا باشندہ ہوں جو بلاد ایران میں ہے۔ کہنے لگی اے مرد خدا! آج تو نے مجھے بہت تھکایا ہے۔ میں نے کہا۔ کیوں؟ اس نے کہا کہ میں حبش میں تھی کہ مجھے حالت کشفی میں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کو اپنے نور سے بھر دیا ہے اور اپنے فضل و کرم سے تجھے وہ کچھ عطا کیا ہے جو کسی دوسرے (ولی اللہ) کو نہیں دیا۔ اس مشاہدہ کے بعد میرے دل نے کہا کہ تیری زیارت کروں۔ چنانچہ تیری تلاش نے مجھے تھکا دیا ہے۔ اب میں نے تجھے دیکھا ہے تو جی چاہتا ہے کہ آج تمہارے ساتھ رہوں اور شام کو روزہ تمہارے ساتھ افطار کروں۔

یہ بات کہہ کر وہ راستہ کے ایک طرف چلنے لگی اور ہم دوسری طرف چلنے لگے۔ جب شام ہوئی تو ہمارے پاس آسمان سے ایک طباق نازل ہوا۔ اس طباق میں چھ روٹیاں، سرکہ اور سبزی تھی۔ یہ دیکھ کر اس حبشیہ نے کہا:

الحمد للہ الذی اکرمنی واکرم ضیفی انہ لذلک اھلٌ فی کل لیلۃ ینزل علی رغیفان واللیلۃ ستۃ اکراماً لاضیافی

اللہ کا شکر ہے جس نے میری اور میرے مہمان کی عزت کی۔ میرے لیے ہر رات دو روٹیاں اترا کرتی ہیں آج میرے مہمانوں کی عزت کے لیے چھ نازل ہوئیں)

چنانچہ ہم نے دو روٹیاں اس سرکہ اور سبزی کے ساتھ کھا لیں۔ پھر ہم پر تین کوزے پانی کے نازل ہوئے ان کا پانی ایسا لذیذ اور شیریں تھا کہ زمین کے پانی کو اس سے کچھ نسبت ہی نہ تھی۔

پھر وہ عارفہ حبشیہ ہم سے رخصت ہو گئی اور ہم منزلوں پہ منزلیں طے کرتے مکہ معظمہ جا پہنچے۔ ایک دن ہم طواف کر رہے تھے کہ عدی پر انوارِ الٰہی کا نزول ہوا وہ غش کھا کر گر پڑے اور ایسے بیہوش ہوئے کہ ان پر مُردہ کا گمان ہوتا تھا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ وہی عارفہ حبشیہ شیخ عدیؒ کے سر پہ کھڑی ہے اور انھیں ہلا ہلا کر کہہ رہی ہے "جس اللہ نے تجھے مارا ہے وہی تجھے زندہ کرے گا۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کے نورِ جلال کے سامنے کسی شے کے ٹھہرنے کی مجال نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ خود اسے قائم رکھے اور کائنات اس کے ظہورِ صفات کے وقت قائم نہیں رہتی بجز اس کے کہ وہ مدد کرے۔ اس ربِ ذوالجلال کے انوارِ مقدس نے ذہن و دماغ کو منجمد کر دیا ہے اور اہلِ عقل و علم کی آنکھیں چندھیا دی ہیں"۔

عارفہ حبشیہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی حضرت عدیؒ کو ہوش آگیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حالتِ طواف میں مجھ پر اپنے انوارِ مقدس نازل فرمائے اور میں نے ہاتفِ غیبی کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"اے عبدالقادر! تجریدِ ظاہر ترک کر اور تفرید توحید اور تجرید تفرید اختیار کر ہم تجھے اپنے نشانات سے عجائبات دکھائیں گے۔ پس اپنی مراد کو ہماری مراد سے مت ملا۔ ثابت قدم رہ۔ میری رضا کے سوا کسی کی رضا نہ مانگ تیرے لیے ہمارا شہود دائمی ہے۔ خلقِ خدا کی فیض رسانی کے لیے بیٹھ جا۔ کیونکہ ہمارے کچھ خاص بندے ہیں جنھیں ہم تیرے وسیلہ سے اپنا مقرب بنائیں گے"۔

اس وقت مجھے اس عارفہ حبشیہ کی آواز آئی۔ کہہ رہی تھی:

"اے جوانِ صالح! آج تیرا عجب رتبہ ہے میں دیکھتی ہوں کہ تیرے سر پر

ایک نورانی شامیانہ ہے اور اس کے ارد گرد آسمان تک فرشتوں کا ہجوم ہے اور تمام اولیاء اللہ کی نظریں تجھ پر لگی ہوئی ہیں"۔

یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور اس کے بعد میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ عارفہ حبشیہ کون تھی؟ اس کے متعلق تمام سیرت نگار خاموش ہیں۔ اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ یہ عارفہ خاص الخاص مقربینِ الٰہی سے تھی اور سیدنا غوث اعظمؒ کے شوقِ دید نے اسے ہزارہا میل کے سفر پر مجبور کر دیا تھا۔

مجاہدوں میں صبر

شیخ ابو عبداللہ نجارؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخؒ نے مجھ سے اپنے واقعات اس طرح بیان فرمائے کہ میں جس قدر مشقتیں برداشت کرتا تھا اگر وہ کسی پہاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔ اور جب وہ مشقتیں میری قوتِ برداشت سے باہر ہو جاتیں تو میں زمین پر لیٹ کر کہتا کہ "ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے"۔

یہ کہہ کر اپنے سر کو زمین سے اٹھا لیتا تو میری کیفیت بدل ہوتی اور مجھے سکون مل جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں علم فقہ حاصل کر رہا تھا تو شہر کے بجائے صحراؤں اور ویرانوں میں راتیں گزارتا تھا۔ اونی لباس پہن کر ننگے پاؤں کانٹوں پر چلا کرتا تھا اور نہر کے کنارے لگے ہوئے درختوں کے پتوں اور گھاس پھوس سے اپنا پیٹ بھر لیا کرتا۔ غرضیکہ میرے مجاہدات میں کوئی سخت سے سخت چیز بھی حائل نہ ہوتی جس سے میں وحشت زدہ ہو جاتا۔ اس طرح شب و روز میرے اوپر گزرتے اور میں چیخ مار کر منہ کے بل گرتا یہاں تک کہ لوگ مجھے دیوانہ اور مریض سمجھ کر شفاخانوں میں پہنچا دیتے۔ کبھی میری یہ حالت ہوتی جیسے کہ مُردہ ہو گیا ہوں۔ اور نہلانے والے مجھے غسل دینے آچکے ہیں لیکن پھر یہ کیفیت بھی مجھ سے دور کر دی جاتی۔

عبادت کا معمول

شیخ ابوالحسن علی قرشی اور فقیہہ محمد بن عبادہ انصاری کا بیان ہے کہ ۵۵۳ھ میں ہماری موجودگی میں سیدی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مجاہدہ کے آغاز اور

انجام میں آپ کو جو جو حالات درپیش آئے ان میں سے کچھ ہمیں بیان فرمائیں تاکہ ہم آپ کی پیروی کر سکیں۔

آپ نے یہ اشعار پڑھے ؎

انا راغب فیمن تقرب وصفہ
ومناسب لفتی تلاطف لطفہ

(میں تو اس کا جویا ہوں جو نادر اوصاف کا مالک ہے اور میری نسبت اس شخص سے ہے جو لطف و کرم کا مالک ہے)

ومعارض العشاق فی اسرارھم
من کل معنی لم یسعنی کشفی

(میں عشاق کے ساتھ ان کے اسرار و رموز میں ہر معنی میں مدِمقابل ہوں مگر مجھے ان کے بیان کرنے کی تاب نہیں)

قد کان یسکرنی مزاج شرابہ
والیوم یصحینی لدیہ صرفتی

(پہلے تو محبوب کی پانی ملی ہوئی شراب بھی مجھے مدہوش کر دیتی تھی مگر آج اس کے پاس رہ کر بھی میں باہوش ہوں)

واغیب عن رشدی بادل نظرۃ
والیوم استجلیہ ثم ازفہ

(اس سے قبل اس کی ایک نگاہ سے میں ہوش و حواس کھو بیٹھتا تھا اور اب میں اس کا جلوہ حاصل کرتا ہوں اور پھر اسے رخصت بھی کرتا ہوں)

اس پر لوگوں نے عرض کیا حضور! ہم آپ کی طرح روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور آپ کی طرح عبادت میں جد و جہد کرتے ہیں مگر ہمیں آپ کے احوال کا قطرہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اعمال میں تو مجھ سے برابری کر لی کیا عنایتِ الٰہی میں بھی برابری کرنا چاہتے ہو۔ بخدا میں نے اس وقت تک نہیں

کھایا جب تک مجھے اللہ نے اپنے حق کی قسم دے کر کھانے کے لیے نہیں فرمایا، میں نے اس وقت تک نہیں پیا جب تک مجھے اپنی عزت کی قسم دے کر پینے کا امر نہیں فرمایا گیا اور میں نے کوئی کام نہیں کیا یہاں تک کہ مجھے اس کا حکم نہیں ہوا۔

ابو حفص کا بیان ہے کہ شیخ عبدالرحیم عسکری یہ اشعار بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ (خلاصۃ المفاخر)

خرقۂ خلافت و جانشینی

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے طریقت کی تعلیم اور منازلِ سلوک حضرت حماد بن مسلم دباسؒ کی زیرِ نگرانی طے کیں۔ ان کے علاوہ آپ نے قاضی حضرت ابو سعید مبارک مخزومیؒ سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ یہ دونوں بزرگ اپنے دور کے اولیائے کاملین سے تھے۔ آپ نے ان دونوں بزرگوں کی صحبت اور نظرِ عنایت سے بے شمار فیوض و برکات حاصل کیے مگر ابھی تک آپ نے باضابطہ کسی کے دستِ حق پرست پر بیعت نہ کی تھی اگرچہ آپ کو پوری طرح تزکیۂ نفس اور علمِ باطن حاصل ہو چکا تھا۔

بیعت آخر آپ نے صوفیاء کے دستور کے مطابق ظاہری طور پر بیعت ہونے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق آپ حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔ شیخ ابو سعید مبارکؒ کو اپنے اس عظیم المرتبت مرید پر بے حد ناز تھا اللہ تعالیٰ نے خود انھیں اس شاگردِ رشید کے مرتبہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ ایک دن حضرت غوثِ اعظمؒ ان کے پاس مسافر خانے میں بیٹھے تھے۔ کسی کام کے لیے اٹھ کر باہر گئے تو قاضی ابو سعید مبارکؒ نے فرمایا:

"اس جوان کے قدم ایک دن تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے
اور اس کے زمانے کے تمام اولیاء اس کے آگے انکساری کریں گے۔"

خرقۂ خلافت بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومیؒ نے جب آپ کو اپنی بیعت میں لے لیا تو اس کے بعد آپ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ میرے شیخِ طریقت جو لقمہ میرے منہ میں ڈالتے تھے وہ میرے سینہ کو نورِ معرفت سے بھر دیتا تھا۔ پھر

حضرت شیخ ابو سعید مبارکؒ نے آپ کو خرقۂ ولایت پہنایا اور فرمایا:

"اے عبدالقادر! یہ خرقہ جناب سرورِ کائنات رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو عطا فرمایا انھوں نے خواجہ حسن بصریؒ کو عطا فرمایا۔ اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا۔"

یہ خرقہ زیبِ تن کر کے حضرت غوثِ اعظمؒ پر بیش از بیش انوارِ الٰہی کا نزول ہوا۔

شجرۂ طریقت شیخ جیلانیؒ نے خرقۂ ارادت و جانشینی اپنے پیر و مرشد عارف باللہ شیخ ابو سعید مخزومی مبارک مخزومیؒ سے حاصل کیا اور انھوں نے اپنے شیخ ابو الحسن علی بن یوسف القرشی الہنکاری سے اور انھوں نے عارف باللہ شیخ ابو الفرح طوسی سے اور انھوں نے شیخ ابو بکر شبلی سے اور انھوں نے شیخ ابو القاسم جنید بغدادیؒ سے اور انھوں نے شیخ سری سقطی سے اور انھوں نے شیخ معروف کرخی سے اور انھوں نے شیخ داؤد طائی سے اور انھوں نے شیخ حبیب عجمیؒ سے اور انھوں نے سیدنا شیخ حضرت حسن بصریؒ سے اور ان کو امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے پہنایا تھا اور علی مرتضیٰؓ کو سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خرقہ مبارک عطا فرمایا تھا۔ اس طرح بارہ واسطوں کے ذریعہ شیخ جیلانی محبوبِ سبحانیؒ کو وہ خرقۂ ارادت حاصل ہوا۔

حضرت ابو سعید مبارک مخزومیؒ

حصولِ علم آپ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں ہوئی۔ آپ کا نام نامی مبارک ابن علی بن حسین بن بندار البغدادی المخزومی ہے اور کنیت ابو سعید ہے آپ نے اپنے وقت کے ممتاز علماء و مشائخ سے علوم وغیرہ کا اکتساب فرمایا یہاں تک کہ فقہ، حدیث اور علم معقولات و منقولات میں مہارتِ تامہ حاصل فرمائی اور حدیث شریف کی روایت قاضی ابی یعلیٰ اور ایک جماعتِ ائمہ سے کی اور فقہ شیخ ابی جعفر ابن ابی موسیٰ سے پڑھی۔

خلافت

آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی ہکاری رح کے ہیں اور آپ کے خرقہ مبارک کا شجرہ اس ترتیب سے ہے :

حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رح کو خرقہ عطا فرمایا حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی ہکاری رح نے اور ان کو شیخ ابوالفرح طرطوسی نے اور ان کو شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز رح نے اور ان کو شیخ ابوبکر شبلی رح نے۔

عام حالات

سلطان الاولیاء، برہان الاصفیاء، قطبِ عارفاں، قبلۂ سالکاں، واقفِ حقیقت، جامع علوم معرفت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رح آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے سولھویں شیخ طریقت ہیں۔ آپ عہدہ قضا پر بھی مامور ہوئے پھر آپ نے اس کو ترک کر دیا۔ آپ ہمیشہ یادِ الٰہی اور عبادتِ مولیٰ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی توجہ غیبی و معانقہ میں یہ تاثیر تھی کہ جس پر توجہ خاص ڈال دی یا جس سے معانقہ فرما لیا تو وہ دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ اپنے وقت کے ممتاز ترین فقیہ اور بزرگ ترین امام تھے۔ اور علوم ظاہری و باطنی کے منبع تھے آپ علم مناظرہ میں مہارتِ تام رکھتے تھے۔ مذاہب اربعہ میں سے حنبلی مذہب کے مقلد اور متبع تھے۔ باب الازج بغداد شریف کا تاریخ ساز مدرسہ آپ ہی نے قائم فرمایا اور اسی کو تعمیر فرمایا اور اپنی حیات ہی میں اس کو حضرت غوثیت مآب کے سپرد کر دیا تھا جس میں آپ نے مدۃ العمر درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اور صاحبزادوں نے بھی آپ کی وفات کے بعد اس مدرسہ میں پڑھایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رح نے خرقہ مجھ سے پہنا اور میں نے ان سے اور ہر ایک نے ایک دوسرے سے تبرک لیا اور آپ حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحب میں تھے۔ صبر و رضا و توکل و تفویض میں قدم راسخ رکھتے تھے اور تجرید و تفرید میں یگانۂ وقت تھے اور صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند تھے۔

خلفائے کرام

آپ کے خلفاء، و اولاد و امجاد کی فہرست سے اکثر مورخین نے سکوت اختیار کیا ہے۔ خلفاء میں صرف ایک سیدنا محی الدین

محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رح کے نام نامی ہی پر اکثر مورخین نے اکتفا کیا ہے۔

تاریخِ وصال

آپ کا وصال مبارک ۲۷ شعبان المعظم بروز دوشنبہ ۵۱۳ھ میں بغداد شریف میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر بعض نے ۴ شعبان، دس محرم الحرام اور سات شعبان المعظم ۵۰۸ھ بھی تحریر کیا ہے۔

بوسعید آل اسعد دور زمن	جلوہ گر شد در جناں چوں ماہِ عید
متقی قلعہ سالار "سالش ہست نیز"	عابد طیب مبارک بوسعید
شمس حق گویا ز قطب عارفاں	سال وصلش طرفہ گفت و شنید

مزارِ مقدس

آپ کا مزار مقدس ۵۱۳ھ بغداد شریف میں آپ کے قائم کردہ مدرسہ باب الازج میں مرجع خلائق ہے۔

وعظ و تبلیغ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے ۵۲۱ھ میں وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سے پہلے آپ چونکہ ۲۵ سال تک مجاہدات میں مصروف رہے اس لیے اس دور کے دوران آپ وعظ سے علیحدہ رہے مگر جونہی آپ ہر لحاظ سے علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہوگئے تو آپ کو حکم دیا گیا کہ مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوں۔ اس حکم کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔

حکمِ وعظ

حضرت شیخ کا بیان ہے کہ ۱۶ شوال ۵۲۱ھ بروز منگل نماز ظہر سے قبل دن کے وقت آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں اے عبدالقادر! تم لوگوں کو راہ حق بتلانے کے لیے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے تاکہ لوگ گمراہی سے بچیں۔ اس کے جواب میں آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں التجا کی کہ یا رسول اللہ! میں ایک عجمی ہوں۔ عرب کے فصحاء کے سامنے لب کشائی کیسے کروں؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو۔ تو آپ نے تعمیل ارشاد فرماتے ہوئے منہ کھولا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن آپ کے منہ میں ڈال دیا۔ اس طرح سرکار دو عالمؐ نے سات مرتبہ آپ کے منہ میں اپنا لعاب لگایا اور بعدازاں حکم دیا کہ اب جاؤ وعظ و نصیحت کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دو۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ خواب سے بیدار ہو کر آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی اور اس کے بعد آپ کو جو حکم ملا تھا اس کی تعمیل کے لیے بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ کے اردگرد کافی لوگ موجود تھے آپ نے سوچا کہ کچھ کہوں مگر یکدم حالتِ استغراق کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل شروع کردیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت گھبرایا ہوا تھا کہ کیا کہوں، آخر آپ نے بھی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فیض یاب فرمایا اور میرے منہ میں چھ مرتبہ اپنا لعابِ دہن ڈالا اور یکدم حضرت علیؓ تشریف لے گئے اور اس کے بعد آپ صحیح حالت میں آگئے اور وعظ کہنا شروع کردیا۔ لوگ آپ کی فصاحت اور بلاغت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس روز کے بعد آپ نے مخلوق خدا میں رشد و ہدایت کے وعظ کا سلسلہ شروع کردیا۔

ہاتفِ غیبی سے اشارہ

آپ کے سوانح نگاروں نے مندرجہ بالا حکم کو بعض کتب میں یوں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہاتفِ غیبی سے اشارہ ہوا کہ اے عبدالقادر جیلانیؒ! بغداد میں داخل ہو کر لوگوں میں وعظ کرو۔ چنانچہ جب میں نے بغداد واپسی کے بعد لوگوں کو پہلی ہی جیسی حالت پر پایا، تو پھر واپسی کا قصد کرلیا لیکن ہاتفِ غیبی نے مجھ سے دوبارہ کہا اے عبدالقادر! بغداد میں لوگوں کو نصیحت کرو۔ کیونکہ تمہاری ذات سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچنے والا ہے مگر میں نے جواب دیا کہ مجھے لوگوں سے کیا غرض، میں تو اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہوں۔ اس پر مجھے جواب ملا کہ واپس جا تیرا ایمان سلامت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے ستر عہد لیے جن میں سے ایک یہ تھا کہ مجھے کبھی مکر میں مبتلا نہ کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ میرا کوئی مرید بغیر توبہ کرنے کے مرنے نہ پائے۔

اس کے بعد میں نے بغداد واپس آکر لوگوں کو پند و نصائح شروع کردیے جس کے بعد میں نے مشاہدہ کیا کہ حجابات اٹھے اور انوار میری جانب متوجہ ہیں۔ جب میں نے پوچھا کہ یہ کونسی حالت ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ ان فتوحات پر مبارکباد دینے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ پھر ان انوار میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا اور مجھ پر خوشی کی کیفیت طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما

سے ہیں اور عبدالقادر کہہ کر مجھے آواز دے رہے ہیں۔ چنانچہ میں فرطِ مسرت سے سات قدم ہوا میں اُڑتا ہوا آپ کی جانب بڑھا۔ تب آپ نے سات مرتبہ میرے منہ میں لعابِ دہن لگایا اور آپ کے بعد تین مرتبہ حضرت علی رض نے لعاب لگایا۔ اور جب میں نے حضرت علی رض سے سوال کیا کہ آپ نے حضور علیہ السلام کی طرح کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ حضور کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خلعت پہناتے ہوئے فرمایا یہ تیری ولایت کی خلعت ہے جو اولیاء و اقطاب کے لیے مخصوص ہے۔

اس کے بعد میرے لیے تقریر کرنا آسان ہوگیا اور میں نے خطبہ دینا شروع کر دیا۔

بعد میں حضرت خضر علیہ السلام میرے امتحان کے لیے تشریف لائے (جیسے کہ وہ دوسرے اولیاء کا امتحان لیتے رہے تھے) تو میں نے ان سے کہا کہ میں بھی آپ سے ایسے ہی کہوں گا جیسے کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ کے اندر میرے جیسے صبر و تحمل کی طاقت نہیں۔ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ خبردار ہو جائیں میں بھی ہوں اور آپ بھی۔ یہ گیند ہے اور یہ میدان۔ یہ محمدؐ ہیں اور یہ رحمان۔ یہ میرا زین کسا ہوا گھوڑا بھی ہے اور میری کمان کا چلہ بھی چڑھا ہوا ہے اور میری کاٹ دینے والی تلوار بھی ہے۔ (قلائد الجواہر)

وعظ و تبلیغ کا آغاز

آپ کے وعظ و تبلیغ کا آغاز اپنے شیخ طریقت جناب ابو سعید مخرمی کے مدرسے سے ہوا کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخرمی رح کا بغداد مقدس میں ایک بہت بڑا مدرسہ بھی تھا جس میں وہ وعظ و ارشاد کے علاوہ تشنگانِ علوم دینیہ کو درس بھی دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کو جب آپ کے روحانی فضل و کمال اور علمی استعداد و صلاحیت اور فہم و فراست کا اندازہ وافر ہوگیا تو ۵۲۱ھ میں آپ نے اپنا مدرسہ آپ ہی کے حوالے کر دیا۔

مجلس وعظ میں ہجوم

شیخ عبداللہ لبانی رح فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا غوث اعظم رض نے بتایا کہ ابتدا میں میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا

کرتے تھے۔ پھر جب شہرت ہوئی تو میرے پاس خلقت کا ہجوم آنے لگا۔ اس وقت میں بغداد شریف کے محلہ حلبہ کی عیدگاہ میں بیٹھا کرتا تھا۔ لوگ رات کو مشعلیں اور لالٹینیں لے کر آتے۔ پھر اتنا اجتماع ہونے لگا کہ یہ عیدگاہ بھی لوگوں کے لیے ناکافی ہوگئی اس وجہ سے باہر بڑی عیدگاہ میں منبر رکھا گیا۔ لوگ دور دراز سے کثیر تعداد میں گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے۔ تقریباً ستر ہزار کا اجتماع ہوتا تھا۔

مدرسہ کی تعمیر نو

عوام کے کثیر تعداد میں حاضر ہونے کی وجہ سے مدرسہ کی عمارت کی وسعت ناکافی تھی۔ لوگ باہر فصیل کے نزدیک سرائے کے دروازے کے قریب سڑک پر بیٹھ جاتے۔ روز بروز کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر قرب و جوار کے مکانات شامل کر کے مدرسہ عالیہ کی عمارت کو وسیع کر دیا گیا امراء نے مدرسہ کی وسیع ترین عمارت بنوا دینے میں زرِ کثیر خرچ کیا۔ فقراء اور صوفیاء نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا۔ یہ عظیم الشان مدرسہ آپ کے اسم گرامی کی نسبت سے مدرسہ قادریہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔

شہرت عام

آپ کے مواعظ حسنہ کی شہرت بہت جلد قریب و نزدیک پھیل گئی۔ جب مدرسہ کی وسیع و عریض عمارت بھی لوگوں کے بے پناہ ہجوم کا احاطہ نہ کر سکتی تھی اور آپ کا منبر شہر سے باہر عیدگاہ کے وسیع میدان میں رکھا جاتا تھا۔ حاضرین مجلس کی تعداد بسا اوقات ستر ہزار بلکہ اس سے بھی بڑھ جاتی تھی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رض کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم دوات لے کر بیٹھتے تھے اور جو کچھ آپ سے سنتے تھے املا کرتے تھے یعنی آپ کے ارشادات کو نوٹ کیا کرتے تھے۔

چالیس سال تک وعظ

شہباز لامکانی قدس سرہ النورانی کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالوہاب رح فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رض نے ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک چالیس سال مخلوق کو وعظ و نصیحت فرمایا (اخبار الاخیار) شاہ جیلان رح نے ہفتہ میں تین دن (جمعہ، منگل اور بدھ) کو وعظ و نصیحت فرمانے

کے لیے متعین فرمایا تھا۔

ابراہیم بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے شیخ حضرت غوث اعظمؒ علماء کا لباس پہن کر اونچے مقام پر جلوہ افروز ہو کر وعظ فرماتے تو لوگ آپ کے کلام مبارک کو غور سے سنتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے۔

عماد الدین ابن کثیرؒ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ آپ نیک بات کی تلقین فرماتے اور برائی کو روکتے اور اس سے بچنے کی تاکید فرماتے۔ امراء، سلاطین، خاص و عام کے منبر پر رونق افروز ہو کر ان کے سامنے نیک بات بتاتے۔ جو کوئی ظالم شخص کسی حاکم کو مقرر کرتا تو اس کو اس سے منع فرماتے۔ آپ کو برائی سے روکنے پر کسی سے قطعاً خوف و خطر نہ ہوتا۔ (قلائد الجواہر ص)

وعظ کی اثر انگیزی

سیدنا غوث اعظمؒ کا وعظ حکمت و دانش کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا اس کی تاثیر کا یہ عالم ہوتا تھا کہ لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ بعض لوگ جوش میں آ کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے تھے۔ بعض بے ہوش ہو جاتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مجلس وعظ میں ایک دو آدمی غشی کی حالت میں واصل بحق ہو گئے۔ اکثر اوقات غیر مسلم بھی آپ کی مجالس وعظ میں شرکت کرنے لگتے آپ کا وعظ سن کر انھیں کلمۂ شہادت پڑھ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ ہر گمراہ مسلمان آپ کا وعظ سن لیتا صراط مستقیم اختیار کر لیتا۔ مشہور ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں بکثرت رجال (جن و ملائکہ) بھی شرکت کرتے تھے آپ کے وعظ کی اثر انگیزی سے ان کے لباس اور ٹوپیاں شعلہ فروزاں بن جاتیں اور شدت جذبات سے ان میں اضطراب بپا ہو جاتا۔

آپ کی آواز نہایت کڑک دار تھی جسے دور و نزدیک بیٹھنے والے تمام لوگ یکساں سنتے تھے۔ ہیبت کا یہ عالم تھا کہ دوران وعظ کسی کی مجال نہ تھی کہ بات کرے، ناک صاف کرے، تھوکے یا ادھر ادھر اٹھ کر جائے۔ وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے کیونکہ الہامات ربانی کی بے پناہ آمد ہوتی تھی۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ آپ کی

مجالس وعظ میں بالالتزام شریک ہوتے تھے۔ مجالس وعظ میں بکثرت کرامات آپ سے سرزد ہو جاتیں۔

آپ کے مواعظ دلوں پر بجلی کا اثر کرتے تھے ان میں بیک وقت شوکت و عظمت بھی تھی اور دلآویزی اور حلاوت بھی۔ رسول اکرم ﷺ کے نائب خاص تھے۔ عارف کامل تھے اس لیے ہر وعظ سامعین کے حالات و ضروریات کے مطابق ہوتا تھا۔ لوگ جیب بغیر پوچھے اپنے شبہات اور قلبی امراض کا جواب پاتے تھے تو ان کو روحانی سکون حاصل ہو جاتا تھا۔ آپ کے مواعظ حسنہ کے الفاظ آج بھی دلوں میں حرارت پیدا کر دیتے ہیں اور ان میں بے مثال تازگی اور زندگی محسوس ہوتی ہے۔

مواعظ حسنہ کا اثر

آپ کے شاگرد شیخ عبداللہ جبائیؒ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر ایک لاکھ سے زائد فساق و فجار اور بد اعتقاد لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور ہزارہا یہودی اور عیسائی دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے ایک مرتبہ خود ارشاد فرمایا کہ میری آرزو ہوتی ہے کہ ہمیشہ خلوت گزین رہوں دشت و بیابان میرا مسکن ہوں۔ نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں اس کو دیکھوں لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی بھلائی منظور ہے۔ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد عیسائی اور یہودی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ بدکار اور فسق و فجور میں مبتلا لوگ توبہ کر چکے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و انعام ہے۔

(اخبار الاخیار)

یہود و نصاریٰ کا قبول اسلام

بغداد کے باشندوں کا بڑا حصہ حضرت کے ہاتھ پر توبہ سے مشرف ہوا اور نہایت کثرت سے عیسائی، یہودی اور دوسرے غیر مذاہب کے لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ شیخ عمر الکیمانی کا کہنا ہے کہ آپ کی مجالس شریفہ میں سے کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں یہود اور نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔ یا ڈاکو، قزاق، قاتل النفس مفسد

اور بد اعتقاد لوگ آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ نہ کرتے ہوں۔ (اخبار الاخیار)

عیسائی راہب کا مسلمان ہونا

اسی طرح ایک دفعہ ایک عیسائی را آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا سنان تھا۔ صحائفِ قدیمہ کا زبردست عالم تھا اس نے حضرت کے دستِ حق پرست اسلام قبول کیا اور پھر مجمع عام میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام کو قبول کر لوں اور اس پر پختہ عزم ارادہ ہو گیا یمن میں سب سے اعلیٰ و افضل شخصیت کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔

اسی سوچ بچار میں تھا کہ مجھے نیند آئی اور میں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد فرمایا اے سنان! بغداد شریف جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کرو۔ کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء)

تیرہ عیسائیوں کا قبولِ اسلام

شیخ عمر الکیمانی رح فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کی خدمتِ اقدس میں تیرہ اشخاص اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ عرب کے عیسائی ہیں۔ ہم نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ سوچ رہے تھے کہ کسی مردِ کامل کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کریں۔

اسی اثنا میں ہاتفِ غیب نے آواز دی کہ بغداد شریف جاؤ۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے مبارک ہاتھوں پر اسلام قبول کرو کیونکہ جس قدر ایمان ان کی برکت سے تمہارے دلوں میں جاگزیں ہوگا اس قدر ایمان اس زمانہ میں کسی دوسری جگہ سے ناممکن ہے چنانچہ ہم اس غیبی اشارہ کے ماتحت بغداد آئے اور الحمد للہ کہ ہمارے سینے نورِ ہدایت سے معمور ہو گئے۔ (قلائد الجواہر)

بادشاہ اور اُمراء کی نیازمندی

شیخ موفق الدین ابن قدامہ صاحب مغنی بیان ہے کہ میں نے کسی شخص کی آپ سے

بڑھ کر تعظیم و تکریم ہوتے نہیں دیکھی۔ آپ کی مجالسِ وعظ میں بادشاہ، وزراء اور امراء نیاز مندانہ حاضر ہوتے تھے۔ اور عام لوگوں کے ساتھ مؤدبانہ اور خاموش بیٹھ جاتے تھے۔ علماء اور فقہاء کا تو کچھ شمار ہی نہ تھا۔

اپنے وعظ میں مطلق کسی کی رو رعایت نہیں کرتے تھے اور جو بات حق ہوتی برملا کہہ دیتے تھے خواہ اس کی زد کسی بڑے سے بڑے آدمی پر پڑتی۔ آپ کی اسی بے باکی اور اعلائے کلمۃ الحق میں بے مثال جرأت کی وجہ سے آپ کے مواعظ ایسی شمشیرِ بُرّاں بن گئے تھے جو معصیت و طغیان کے جھاڑ جھنکار کو ایک ہی وار میں قطع کر دیتے۔

حکایت

ایک دفعہ خلیفہ کے محلات کا ناظم عزیز الدین آپ کی مجلس میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ آیا۔ یہ شخص خلیفہ کا معتمدِ خاص اور مقرب تھا اور بڑا صاحبِ اثر امیر تھا۔ اس کے آتے ہی آپ نے اپنی تقریر کا موضوع بدل دیا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، تم سب کی یہ حالت ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی بندگی کرتا ہے۔ اللہ کی بندگی کون کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کھڑا ہو، اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دے تاکہ اس فانی گھر یعنی دنیا سے بھاگ کر رب العالمین کی طرف پہنچیں۔ اعمال کی رسی کو تھام لیں۔ عنقریب تجھ کو خدا کی طرف لوٹنا ہوگا اور وہ تیرے اعمال کا محاسبہ کرے گا۔

اصلاح و تطہیر

غرض وعظ و نصیحت میں آپ کی بے باکی بے مثال تھی بعض اوقات اس میں نہایت تیزی اور تندی پیدا ہو جاتی تھی آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے جب تک اسے زور سے رگڑا نہیں جائے گا دور نہ ہوگا۔ میری سخت کلامی انشاء اللہ ان کے لیے آبِ حیات ثابت ہوگی۔ ایک دفعہ اپنے وعظ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ میرا وعظ کے منبر پر بیٹھنا تمہارے قلوب کی اصلاح و تطہیر کے لیے ہے نہ کہ الفاظ کے الٹ پھیر اور تقریر کی خوشنمائی کے لیے ہے۔ میری سخت کلامی سے مت بھاگو۔ کیونکہ میری تربیت اسی نے کی ہے۔

جو دینِ خداوندی میں سخت تھا۔ میری تقریر بھی سخت ہے اور کھانا بھی سخت اور
ہے۔ بس جو مجھ سے اور میرے جیسے لوگوں سے بھاگے گا اس کو فلاح نصیب نہیں ہو
جن باتوں کا تعلق دین سے ہے ان کے متعلق جب تو بے ادب ہے تو میں تجھ کو
چھوڑوں گا نہیں اور نہ یہ کہوں گا کہ اس کو کیے جا۔ تو میرے پاس آئے یا نہ آئے
پروا نہ کروں گا۔ میں قوت کا خواہاں خدا سے ہوں نہ کہ تم سے۔ میں تمھاری تحسین اور
سے بے نیاز ہوں۔

آپ کے سمجھانے کا انداز

آپ کے سمجھانے کا انداز یہ تھا کہ جب کوئی آپ کی مجلس میں شریعت کے خلاف کام کرنے والا حاضر ہوتا یا کوئی تائب ہو کر توبہ توڑ دیتا تو آپ فرماتے کہ اے شخص ہم نے تجھ کو پکارا لیکن تو نے جواب نہیں دیا۔ ہم نے تجھے روکنا چاہا لیکن تو نہیں رکا۔ ہم نے تجھے ہلاکت سے بچانا چاہا لیکن تو شرمندہ نہیں ہوا۔ ہم نے تیری برائیوں کو واضح کیا اور تو جانتا تھا کہ ہمیں تیرے عیوب کا علم بھی ہے۔ ہم نے تجھے دنوں اور مہینوں کی مہلت عطا کی۔ ہم نے برسوں تجھے بشارتیں سنائیں لیکن تیری نفرت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور ہم تجھے زمانے سے زائد فسق و فجور میں مبتلا پاتے رہے۔

اے شخص اگر تو نے عہد کرنے کے بعد عہد شکنی کر کے خود کر اپنے پہلے عہد کی طرف رجوع کر لیا تو پھر یہ بتا کہ اگر ہم تیری جانب متوجہ نہ ہوں پھر تو کس طرح سیدھی راہ پر آئے گا کیا تجھے یہ علم ہے کہ اگر ہم تجھ سے درگزر کر کے تجھے نہ ڈرائیں تو پھر تو کب تک سیدھا ہو جائے گا اگر ہم تجھے دفع کر کے فراموش کر دیں اور تیرے رجوع ہونے کو قبول کریں تو تیرا کیا حشر ہوگا۔ کیا تجھے یاد نہیں کہ تو ہمارے پاس خوفزدہ ہو کر آیا تھا اور عاجزی کے ساتھ ہمارے دروازے پر پڑا رہا۔ پھر ہم سے منحرف ہو کر لوٹ گیا۔ حالانکہ تو ہماری محبت کا دعویدار تھا۔ کس قدر حیران کن بات ہے کہ تو نے ہمارا قرب حاصل کر کے بھی اشکِ محبت کا فائدہ چکھا لیکن اس کے باوجود بھی ہماری جماعت سے کٹ گیا۔ اے شخص اگر تو سچا ہوتا تو ہماری موافقت کرتا اگر ہم سے محبت ہوتی تو ہماری قا

نہ کرتا۔ اگر ہمارے احباب میں سے ہوتا تو ہمارے دروازے سے نہ بھاگتا اور خوشی کے ساتھ ہماری سزاؤں میں لذت حاصل کرتا۔ اے شخص! کاش تو پیدا ہی نہ ہوا ہوتا اور جب پیدا ہو گیا تو مقصدِ تخلیق کو سمجھتا۔ اے خوابیدہ شخص! بیدار ہو، آنکھیں کھول اور دیکھ کہ تیرے سامنے عذاب کے لشکر سزا کے لیے پہنچ چکے ہیں اور تو ان کا مستحق بھی ہے لیکن رحیم و کریم رب کی وجہ سے محفوظ ہے۔

اے کوچ کرنے والے! اپنے سفر کے لیے زادِ راہ تیار کر لے اور مجھ سے یہ کلم سنتا جا کہ کثرتِ مال و جاہ اور طویل زندگی سے فریب نہ کھا۔ کیونکہ گردشِ لیل و نہار کے نتیجہ میں عجیب و غریب واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ تجھ سے قبل بھی اس دنیا میں بہت سے نامور پیدا ہوئے۔ تو اپنی حفاظت کر خبردار ہو جا کہ یہ دنیا تجھے قتل کرنے کے لیے شمشیر بدست ہے۔ یہ بہت ہی غدار اور مکار ہے اسے جب بھی موقع ملے گا تجھ کو لوٹ لے گی۔ اور تجھ جیسے کتنے ہی لوگ اس کی چمک دمک اور اس کے حرص و طمع سے فریب کھا چکے ہیں۔ اگر تو نے اس کی اطاعت کی یا اس کی قسموں پر کان لگائے یا اس کو مراد و خواہش سمجھ لیا تو یہ تجھے فریب ہی فریب میں سمِ قاتل کا جام پلائے گی۔ اس نے بہت سی بستیوں کو اس طرح اجاڑ دیا کہ اہلِ بستی خون کے آنسو بہاتے چلے اور یومِ بعث تک کے لیے وہاں روک دیے گئے۔

علمی شان

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی علمی شان بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری اور باطنی علم میں کامل دسترس عطا فرمائی۔ قرآن و حدیث پر آپ پوری طرح عبور رکھتے تھے۔ آپ کا حافظہ بڑا باکمال تھا جس چیز پر ذرا سا غور فرماتے فوراً ازبر یاد ہو جاتی۔ ظاہری علوم کے علاوہ آپ نے جب بے پناہ ریاضت کی تو اس وقت مشاہدہ کے ذریعے بے پناہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے۔ اور اسرار و رموز اتنے زیادہ ملے کہ جب کوئی علمی بات کرتا تو آپ فوراً اس کے اسرار بیان فرما دیتے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ نے درس و تدریس اور خطبات کا آغاز فرمایا تو دنیا آپ کے علم پر حیران ہوئی۔ آپ ایسے ایسے نکات بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علماء کے علم میں نہ ہوتے اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے علم کی شہرت دور و نزدیک میں بہت جلد پھیل گئی۔ آپ کی درس گاہ سے بہت جید علماء سیراب ہوئے غرضیکہ حضرت سید غوثِ اعظمؒ دینی علوم کا انمول خزانہ تھے اور تشنگانِ علومِ دینیہ نے اس سے بے پناہ فائدہ اٹھایا۔

آپ کے علم و فضل کی شہرت سن کر لوگ سینکڑوں کوس کا پُر صعوبت سفر طے کر کے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور علم کے اس بحرِ زخار سے سیراب ہوتے۔ وسعتِ علم کے لحاظ سے آپ تمام علماء و فقہائے زمانہ پر سبقت لے گئے اور دنیائے اسلام میں کوئی ایسا عالم نہیں تھا جو آپ کے تبحرِ علمی، عظمت اور کمال کا معترف نہ ہو گیا ہو۔ اس ضمن میں چند واقعات یہاں درج کیے جاتے ہیں جن سے آپ کی علمی وسعت کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔

آپ کے فرزندوں کا بیان

سید شیخ عبدالرزاق، شیخ عبدالوہاب، شیخ ابراہیم (فرزندانِ حضرت شیخ) شیخ ابوالحسن عمر کیمانی اور شیخ ابوالحسن عمر بزاز کا متفقہ بیان ہے کہ ہم ۵۵۷ھ میں حضرت شیخ کے گھر پہنچے جو آپ کے مدرسہ باب الازج میں واقع ہے۔ اس وقت آپ دودھ نوش فرما رہے تھے۔ آپ نے دودھ چھوڑ دیا اور دیر تک مستغرق رہے پھر فرمانے لگے ابھی ابھی میرے لیے علمِ لدنی کے ستر دروازے کھول دیے گئے ہیں ان میں سے ہر دروازے کی وسعت زمین و آسمان کے درمیان فراخی کے مثل ہے اس کے بعد آپ نے طبقۂ خاص کے معارف بیان کرنا شروع کر دیے اس سے حاضرین حیرت و دہشت میں ڈوب گئے۔ ہم نے کہا ہمیں یقین نہیں آتا کہ حضرت شیخ کے بعد کوئی ایسا کلام کر سکے۔

شیخ یوسف ہمدانیؒ کا بیان

شیخ یوسف بن ایوب ہمدانیؒ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ انھوں نے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ سے فرمایا کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔ ان دنوں حضرت شیخ نوجوان تھے۔ انھوں نے فرمایا حضور! میں ایک عجمی آدمی ہوں۔ بغداد کے فصیح اللسان لوگوں کے سامنے کس طرح بولوں؟ انھوں نے فرمایا تم نے فقہ، اصول فقہ، عقائد، نحو، لغت اور تفسیر القرآن کے علوم حاصل کیے ہیں تم کس طرح لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کے قابل نہیں ہو؟ منبر پر بیٹھو اور وعظ کہو۔ میں تمھارے اندر ایسا بیج دیکھ رہا ہوں جو خرماد (ثمر آور) کا درخت بن جائے گا۔

سو فقہائے کے سوالوں کے جواب

شیخ ابو محمد مفرج بن نبہان شیبانیؒ کا بیان ہے کہ جب حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا شروع شروع میں شہرہ ہوا تو بغداد کے اکابر فقہاء اور علماء میں سے سو آدمی آپ کی خدمت میں یہ طے کر کے آئے کہ ان میں سے ہر فقیہہ مختلف علوم میں آپ سے الگ الگ مسائل پوچھے گا اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح وہ آپ کو لاجواب کر دیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ جس وقت یہ لوگ محفل میں آئے میں بھی وہاں موجود تھا۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور محفل جم گئی۔ اس وقت حضرت سیدنا شیخؒ کے سینے سے نور کی ایک تلوار نکلی جو ان سو فقیہوں کے سینوں پر تیزی سے گزر گئی۔ اسے صرف وہی لوگ دیکھ رہے تھے، فضل خداوندی جن کے شامل حال تھا۔ ہر فقیہہ کے سینے پر تلوار کیا گزری کہ سب کو حیران، پریشان اور مضطرب کر گئی۔ اس کے بعد انھوں نے مل کر چیخ ماری، کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر کھول دیے۔ اور تمام فقیہہ آپ کی کرسی پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے اپنے سر آپ کے قدموں میں رکھ دیے۔ اس موقع پر تمام اہل مجلس نے بلند آواز سے اس قدر آہ و بکا کی جس سے بغداد کانپ اٹھا۔ حضرت سیدنا شیخؒ نے ان میں سے ہر ایک کو اپنے سینے سے لگانا شروع کیا۔ جب تمام کو سینے سے لگا چکے تو ایک ایک کو پکڑ کر فرمانا شروع کیا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ الغرض سو کے سو فقہاء کے سوالات اور ان کے مکمل جوابات انھیں سنا دیے۔

راوی کا بیان ہے کہ مجلس کے اختتام پر میں نے ان فقہاء سے حال پوچھا، تو انھوں نے بتایا کہ جس وقت ہم حضرت سیدنا شیخؒ کی محفل میں آن بیٹھے تو ہمارا سارا علم لوح قلب و دماغ سے محو ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے ہمیں علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ پھر جس وقت حضرت سیدنا شیخؒ نے ہمیں سینے سے لگانا شروع کیا تو علم واپس آ گیا۔ حیرانگی کی یہ بات ہے کہ اپنے جو سوال ہم بھول گئے تھے انھوں نے وہ ہمیں بتا دیے اور ان کے ایسے ایسے جوابات دیے جو خود ہمیں بھی معلوم نہ تھے۔

علامہ ابن جوزیؒ کا اعتراف کمال

مشہور محدث، مورخ اور فقیہہ (مالکی) علامہ ابن جوزیؒ سیدنا غوث اعظمؒ کے ہم عصر تھے۔ وہ ۵۱۰ھ (۱۱۱۶ء) میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ اور ۵۹۷ھ (۱۲۰۱ء) میں فوت ہوئے۔ انھوں نے فقہ امام مالکؒ کی تائید میں احادیث پر بہت جرح کی۔ اور امام غزالیؒ کی مشہور کتاب احیاء العلوم میں جو ضعیف احادیث

پائی جاتی ہیں ان پر بھی بحث کی۔ نہایت زبردست خطیب اور واعظ تھے۔ ان کی چند مشہور تصانیف کے نام یہ ہیں:

الملتزم و المستقط الملتزم۔ المنتظم فی تاریخ الامم۔ تریاق الذنوب۔ تذکرۃ الایقاظ۔ کفات المجالس فی الواعظ۔ المجتنٰی من المجتبیٰ۔ کشف النقاب عن الاسماء والالقاب

کہتے ہیں کہ وفات سے پہلے انھوں نے وصیت کی کہ میں نے اپنی زندگی میں جن قلموں سے حدیث لکھی ہے ان کا تراشہ میرے حجرے میں محفوظ ہے۔ مرنے کے بعد مجھے غسل دیں تو غسل کا پانی اس تراشہ سے گرم کریں۔ چنانچہ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ تراشہ اتنا کثیر تھا کہ پانی گرم ہو کر بھی بچ رہا۔ جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا اور بہت سے لوگ انھیں تفسیر و حدیث کا امام مانتے تھے۔

سیدنا غوث اعظمؒ کی عظمت و کمال کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ علامہ ابن جوزیؒ جیسے عالم بھی آپ کے تبحر علمی کے معترف ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابن جوزیؒ ابتدا میں سیدنا غوث اعظمؒ کے مخالف تھے اور آپ کے ارشادات و مواعظ پر وقتاً فوقتاً اعتراض کرتے رہتے تھے۔ ایک دن حافظ ابو العباس احمد بے اصرار کر کے انھیں اپنے ہمراہ سیدنا غوث الثقلینؒ کی مجلس میں لے گئے۔ اس وقت آپ قرآن حکیم کا درس دے رہے تھے۔ اردگرد طلبہ و تلامذہ کا ہجوم تھا۔ شیخ ابو العباس احمدؒ اور علامہ ابن جوزیؒ حلقہ درس سے پرے ہٹ کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں قاری نے ایک آیت پڑھی۔ سیدنا غوث اعظمؒ نے اس کا ترجمہ بتایا اور پھر تفسیری نکات بیان کرنے شروع کر دیے۔ پہلے نکتہ پر حافظ ابو العباس احمدؒ نے علامہ ابن جوزیؒ سے پوچھا کیا آپ کو اس کا علم ہے؟ انھوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر دوسرے نکتہ پر بھی سوال کیا اور علامہ ابن جوزیؒ نے اثبات میں جواب دیا۔ حتیٰ کہ گیارہ تفسیری نکات تک علامہ ابن جوزیؒ اثبات میں جواب دیتے رہے۔ اس کے بعد جو سیدنا غوث اعظمؒ نے بارھواں نکتہ بیان کیا تو علامہ ابن جوزیؒ کا اپنا علم جواب دیتا نظر آیا اور

انھوں نے کہا یہ نکتہ مجھے معلوم نہیں۔ ادھر سیدنا غوث اعظمؒ کا بیان اس طرح جاری تھا کہ علم کا ایک دریا ہے جو امنڈتا ہی چلا آتا ہے اور کہیں رکنے کا نام نہیں لیتا اس کے بعد یکے بعد دیگرے آپ نے اس آیت کے چالیس تفسیری نکات و رموز بیان فرمائے اور ہر ایک کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ظاہر فرمایا کہ حاضرین حیران رہ گئے۔ گیارہویں سے چالیسویں نکتہ تک علامہ ابن جوزیؒ اپنے علم کی بے بسی کا اعتراف کرتے رہے اور حیرت و استعجاب کے عالم میں سر دھنتے رہے۔ آخر بے اختیار ہو کر پکار اٹھے اب میں قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

پھر جوش و ہیجان میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور آپ کے قریب پہنچ کر آپ کے تبحر علمی اور عظمت کا اعتراف کر لیا۔ حافظ ابوالعباسؒ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھ کر حاضرین مجلس کے جوش و اضطراب کا ٹھکانہ نہ رہا۔ (قلائد الجواہر)

علمی وسعت

ابو محمد الخشاب النحویؒ کا بیان ہے کہ میں جوانی میں علم نحو پڑھا کرتا تھا اور مجھے بیحد اشتیاق تھا کہ کسی استادِ کامل کی شاگردی اختیار کروں جو مجھے نحو اور دوسرے علوم پر عبور کرا دے۔ اسی اثنا میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے علم و فضل کی شہرت عام ہوئی۔ جو شخص ایک دفعہ آپ کی مجلس میں جاتا۔ ہمیشہ کے لیے آپ کے علم و فضل کا معتقد ہو جاتا۔ جب بکثرت لوگوں سے آپ کی تعریف و توصیف سنی تو میں بھی ایک دن آپ کی مجلس میں جا پہنچا۔ میرے وہاں پہنچتے ہی آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا "اگر تم ہمارے پاس رہو تو ہم تمھیں سیبویہ کا زمانہ دکھا دیں گے۔"

میں تو دل سے یہی چاہتا تھا چنانچہ اسی وقت سے آپ کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے مجھے مسائلِ نحویہ و علومِ عقلیہ و علومِ نقلیہ پر ایسا عبور کرا دیا کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ میں نے آپ جیسا مفسر محدث، فقیہہ اور دوسرے علوم کا ماہر کامل ساری عمر نہیں دیکھا۔

علم و فضل میں مرتبہ

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ کا ایک شاگرد عمر حلاوی بغداد سے باہر چلا گیا اور جب چند سال غائب رہ کر بغداد واپس آیا تو میں نے پوچھا کہ تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟ اس نے کہا میں مصر و شام اور بلادِ مغرب میں گھومتا پھرا۔ جہاں میں نے تین سو ساٹھ مشائخ کرام سے ملاقات کی لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہ ملا جو علم و فضل میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ہم پلہ ہوا اور سب کو یہی کہتے سنا کہ حضرت موصوف ہمارے شیخ و پیشوا ہیں۔

محب الدین ابن نجار اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں کہ آپ کا شمار جیلان کے سربرآوردہ زاہدین میں سے تھا اور علمائے راسخین میں ایسے امام تھے جو اپنے علم پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ آپ سے بیشمار کرامتوں کا ظہور ہوا۔ آپ نے بغداد آنے کے بعد علوم فقہ۔ اصول و فروع کی تعلیم حاصل کی اور سماعتِ حدیث مکمل کر کے وعظ و نصیحت میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ کے فضائل و کرامات کی شہرت ہوئی تو آپ مخلوق سے علیحدگی اختیار کر کے خانہ نشین ہو گئے۔ مخالفتِ نفس کے سلسلہ میں شدید مجاہدات کیے اور صعوبتوں کو ماحصلِ زیست بنا لیا۔ فقر و فاقہ کی حالت میں بادیہ پیمائی کرتے اور ویرانوں میں اقامت گزین ہو جاتے۔

حافظ زین الدین نے اپنی تصنیف "طبقات" میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ عبداللہ بن جنگی دوست بن ابی عبداللہ الجیلی ثم بغدادی، زاہد شیخ وقت علامۂ دہر قدوۃ العارفین، سلطان المشائخ اور سردار اہل طریقت تھے۔ آپ کو خلق اللہ میں مقبولیت عام حاصل ہوئی۔ اہل سنت کو آپ کی ذات سے تقویت حاصل ہوئی اور مبتدعین ذلت اور رسوائی سے ہمکنار ہوئے۔ آپ کے اقوال و افعال اور کرامت و مکاشفات زبان زدِ خاص و عام ہوئے۔ اطراف و اکناف سے مسائل شرعی معلوم کرنے کے لیے استفتاء آتے جن کے جوابات دیے جاتے۔ امراء و وزراء خلیفہ اور عوام سب کے دلوں میں آپ کی عظمت و ہیبت بیٹھ گئی۔

تاج العارفین اور غوث الاعظمؒ

شیخ ابوالحسن اور شیخ ماجد کردی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ تاج العارفین حضرت ابوالوفا منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت اور حقائق و معارف بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مجلس میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ نوجوان تھے اور نئے نئے بغداد میں آئے تھے۔ شیخ ابوالوفا نے اپنی گفتگو روک دی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو مجلس سے نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو نکال دیا گیا۔ اور تاج العارفین نے دوبارہ اپنی گفتگو شروع کر دی۔ اتنے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پھر مجلس میں آگئے۔ تاج العارفین نے دوبارہ بات کاٹ کر آپ کو نکال دینے کے لیے کہا۔ لوگوں نے آپ کو باہر بھیج دیا۔ تاج العارفین نے پھر سلسلہ کلام شروع کر دیا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تیسری بار پھر مجلس میں داخل ہوئے۔ اب کی دفعہ تاج العارفین منبر سے اترے۔ حضرت شیخ سے معانقہ کیا ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا بغداد والو! اللہ کے ولی کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے مجلس سے ان کو نکال دینے کا حکم اہانت کے لیے نہیں بلکہ اس لیے دیا تھا کہ تم لوگ انھیں اچھی طرح پہچان لو۔ مجھے رب تعالیٰ کے عز و مجد کی قسم! ان کے سر پر حق کی روشنی ہے جس کی کرنیں مشرق و مغرب سے تجاوز کر گئی ہیں۔ پھر حضرت شیخ کو خطاب کر کے فرمایا اے عبدالقادر اب وقت ہمارے لیے ہے آئندہ تمھارے لیے ہو جائے گا اے عبدالقادر! ہر مرغ آواز نکالتا ہے۔ اور خاموش ہو جاتا ہے مگر تمھارا مرغ قیامت تک چہچہاتا رہے گا۔ پھر انھیں اپنا سجادہ، قمیص، تسبیح، پیالہ اور عصا عنایت فرمایا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ انھیں بیعت کریں مگر انھوں نے فرمایا ان کی پیشانی پر مخزمی (حضرت ابوسعید مخزمی) کا حصہ لکھ دیا گیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب مجلس ختم ہو گئی اور تاج العارفین منبر سے نیچے آئے تو آپ اس کے نچلے زینے پر بیٹھ گئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا

اے عبدالقادر! تیرا ایک وقت آئے گا پس جب وہ وقت آئے تو اس (بیان تاج العارفین نے اپنی ریش مبارک ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف اشارہ فرمایا) بوڑھے کو یاد رکھنا۔

شیخ عمر بزاز کا بیان ہے کہ تاج العارفینؒ نے جو تسبیح حضرت شیخ کو عطا کی تھی وہ جس وقت اسے زمین پر رکھتے تو وہ ایک ایک دانہ کر کے خود بخود گردش کرتی رہتی۔ حضرت شیخ کے وصال کے وقت یہ تسبیح آپ کی شلوار کی جیب میں تھی جو شیخ علی بن ہیتی نے لے لی۔ ان کے بعد یہ تسبیح شیخ محمد بن قائد کے حصے میں آئی اور تاج العارفین نے آپ کو جو پیالہ دیا تھا اس کی کیفیت یہ تھی کہ جو شخص اسے ہاتھ میں لینے کا ارادہ کرتا تو وہ خود بخود اس کی طرف حرکت کرتا۔

آپ کا لقب محی الدین ہونے کی وجہ

بعض حضرات نے جب حضرت شیخ کے لقب "محی الدینؒ" کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں ۵۱۱ھ میں جمعے کے دن ایک سفر سے ننگے پاؤں بغداد واپس ہوا تو ایک شخص کا میرے قریب سے گزر ہوا جو بہت ہی بیمار اور کمزور تھا حتیٰ کہ اس کا رنگ بھی تبدیل ہو چکا تھا اس نے مجھ سے کہا السلام علیک یا عبدالقادر! میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے قریب بیٹھنے کے لیے کہا تو میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہوئے میں نے دیکھا کہ اس کا جسم توانا ہوتا جا رہا ہے اور رنگ میں بھی نکھار پیدا ہو گیا ہے یہ دیکھ کر میں اس سے خوفزدہ ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نہیں پہچانتا۔ تب اس نے کہا کہ میں "دین" ہوں۔ جو حالات کی وجہ سے مٹ چکا تھا۔ لیکن اللہ نے موت کے بعد تیرے ہاتھ سے مجھے پھر حیات نو عطا فرمائی ہے۔

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے اٹھ کر جامع مسجد میں داخل ہوا تو وہاں میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جس نے مجھے یا سیدی محی الدین کے لقب سے مخاطب کیا اور جب میں نے نماز کا قصد کیا تو بہت سے لوگ دوڑے ہوئے آئے اور میرے ہاتھ کو بوسہ دینے لگے اور یا محی الدین کہتے جاتے تھے حالانکہ اس

قبل ازیں کبھی اس نام سے نہیں پکارا گیا تھا۔

غوث اعظم کا تبحر علمی

محمد بن الحسینی موصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تیرہ علوم پر بحث کیا کرتے تھے اور مدرسہ میں دوران درس اپنوں اور غیروں پر بے لاگ تبصرہ فرمایا کرتے۔ دن کے ابتدائی حصہ میں تفسیر اور حدیث و اصول کی تعلیم دیتے اور ظہر کے بعد قرأت کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔

آپ کے سر مبارک پر تین چادروں کی توضیح

محمد بن ابی العباس الخضر الحسینی الموصلی اپنے والد ماجد کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۵۱۱ھ میں انہوں نے ایک رات یہ خواب دیکھا کہ ایک بہت وسیع میدان ہے جس میں بحر و بر کے تمام مشائخ جمع ہیں ان کے وسط میں حضرت شیخؒ جلوہ افروز ہیں۔ تمام مشائخ کے سروں پر عمامے ہیں ان میں سے کسی کے عمامہ پر تو ایک چادر اور کسی کے عمامہ پر دو چادریں ہیں لیکن حضرت شیخؒ کے عمامہ پر تین چادریں ہیں۔ دوران خواب یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت شیخؒ کے عمامہ پر یہ تین چادریں کیسی ہیں۔ نیند سے بیدار ہو کر دیکھا کہ حضرت شیخؒ سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں کہ "ایک چادر تو شریعت کی ہے، دوسری حقیقت کی اور تیسری شرف و عزت کی۔"

دینی خدمات

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی دینی خدمات بے پناہ ہیں کیونکہ آپ نے جس دور میں بغداد میں حصول علم کے بعد مستقل قیام فرمایا تو اس دور میں مسلمانوں میں بے پناہ بے اعتدالیاں آ چکی تھیں۔ لوگوں میں طرح طرح کے فتنے پیدا ہو چکے تھے۔ ایک طرف فتنۂ خلق قرآن، اعتزال اور باطنیت کی تحریکیں مسلمانوں کے لیے خطرۂ ایمان بنی ہوئی تھیں۔ دوسری طرف علماء سُو اور نام نہاد صوفی لوگوں کو دین و ایمان سے برگشتہ کر رہے تھے۔ مرکز اسلام بغداد میں بدکاری، فسق اور منافقت کا بازار گرم تھا۔ خلافت بغداد دن بدن زوال پذیر تھی۔ سلجوقی آپس میں لڑ رہے تھے۔ جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا۔ عباسی خلیفہ دم نہ مار سکتا تھا۔ اور باطنیہ تحریک کے پیروؤں نے ملک میں اودھم مچا رکھا تھا۔ کسی اہل حق کی جان و عزت محفوظ نہیں تھی۔ ایسے پُرآشوب دور میں آپ نے وعظ اور درس و تدریس کے ذریعے اصلاح کا بیڑہ اٹھایا۔

درس و تدریس

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے تکمیل مجاہدہ کے بعد درس و تدریس کا آغاز کیا۔ مدرسہ میں باضابطہ طور پر تدریس کا بندوبست فرمایا۔ مدرسہ کے طالب علموں کو خود بھی پڑھاتے تھے۔ مدرسہ میں روزانہ ایک سبق تفسیر کا، ایک حدیث کا، ایک فقہ کا اور ایک اختلاف ائمہ اہل سنت اور ان کے دلائل کا ہوتا۔ علاوہ ازیں علوم طریقت کے متلاشیوں کو رموز شریعت سمجھائے جاتے تھے۔ ظہر کے بعد تجوید کی تعلیم ہوتی تھی۔ مذہب اہل سنت کو آپ کے درس و تدریس سے بڑا فروغ حاصل ہوا اور اس کے مقابلہ میں بداعتقادی اور بدعات کا بازار سرد پڑ گیا۔ آپ خود عقائد و اصول میں امام احمد بن حنبلؒ اور محدثین کے مسلک

پڑھتے۔ آپ کی تعلیمی جدوجہد نے اہلِ سنت کی شان بڑھا دی اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں ان کا پلڑا بھاری ہو گیا۔

بہر صورت دور دراز سے لوگ آپ سے علومِ شریعت و طریقت حاصل کرنے کے لیے جوق در جوق آتے۔ آپ پوری توجہ سے ان کی علمی تشنگی دور کرتے اور وہ علم کے اس بحرِ زخار سے سیراب ہو کر گھروں کو لوٹتے۔ چند سالوں کے اندر اندر آپ کے تلامذہ اور ارادت مند تمام عراق، عرب، شام اور دوسرے ممالک میں پھیل گئے۔

ایک دن دورانِ درس ابن سمول آپ کی زیارت کو حاضر ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس صبر و تحمل پر حضرت شیخ سے اظہارِ حیرت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مشقت میرے لیے صرف ایک ہفتہ کی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس مشقت کو ختم کر دے گا۔ چنانچہ میں نے ایک ایک دن شمار کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہفتہ کے آخری دن اس کا انتقال ہو گیا اور میں اس کے جنازے میں شریک ہوا لیکن مجھے اس پر بہت تعجب رہا کہ حضرت شیخ کو ایک ہفتہ قبل ہی اس کے انتقال کی اطلاع مل چکی تھی۔

طالب علموں کے ساتھ حضرت شیخ کا سلوک

احمد بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ ایک عجمی شخص ابی نامی آپ سے تعلیم حاصل کرتا تھا لیکن وہ اس درجہ کند ذہن اور غبی تھا کہ بہت مشکل سے اس کی سمجھ میں کوئی بات آتی تھی۔ اس کے باوجود حضرت شیخ انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ اس کو درس دیا کرتے تھے۔

آپ کے تلامذہ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ علمی دنیا میں مثلِ آفتاب بن کر چمکے۔ آپ کے شاگرد ان عزیزیں سے بڑے بڑے شہرت یافتہ عالم بنے جنہوں نے اہلِ دنیا سے حضرت غوث اعظمؒ کی تربیت کی بنا پر علم و عرفان میں سکہ منوایا آپ کے شاگرد جنہیں ناموری حاصل ہوئی ان کی تعداد تو بے حد اور بے شمار ہے۔ وہ شاگردوں میں سے چند کے اسماءِ گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

محمد بن احمد بن بختیار، ابو محمد عبداللہ بن ابو الحسن الجبائی۔ خلف بن عباس المصری۔ عبدالمنعم بن علی الحرانی، ابراہیم الداد الیمنی، عبداللہ الاسدی الیمنی، عطیف ابن زیاد الیمنی، عمر بن احمد الیمنی الہجری، مدافع بن احمد، ابراہیم بن بشارت العدلی عمر بن مسعود البزاز، ان کے استاد میر بن محمد الجیلانی، عبداللہ البطائحی نزیل بعلبک مکی بن ابو عثمان السعدی اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن۔ صالح۔ عبداللہ بن الحسن بن العکبری۔ ابوالقاسم بن ابوبکر احمد، ان کے بھائی احمد عتیق، عبدالعزیز بن ابو النصر الجنابذی محمد بن ابوالمکارم الحجۃ الیعقوبی۔ عبدالملک بن ریال اور ان کے صاحبزادے ابوالفرج ابو احمد الفضیلۃ۔ عبدالرحمٰن بن نجم الخزرجی، یحییٰ التکریتی، بلال بن امیہ العدنی، یوسف مظفر العاقولی، احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ، عبداللہ بن احمد بن المنصوری۔ صدوفۃ الصیرلیفینی۔ عثمان الباسری۔ محمد ابو اعظا الخیاط۔ تاج الدین بن لطیۃ، عمر بن المدائنی عبدالرحمٰن بن البقا۔ محمد النخال۔ عبدالعزیز بن کلف۔ عبدالکریم بن محمد المصری، عبداللہ ابن محمد بن الولید۔ عبدالمحسن بن الدویرہ۔ محمد بن ابوالحسین، دلف الحریمی، احمد بن الدبیثی، محمد بن احمد المؤذن۔ یوسف بن ہبۃ اللہ الدمشقی، احمد بن مطیع، علی ابن النفیس المامونی، محمد بن اللیث الضریر الشریف، احمد بن منصور۔ علی ابن ابوبکر بن ادریس محمد بن نعرہ، عبداللطیف بن محمد الحرانی رحمہم اللہ۔

فتویٰ نویسی

آپ کے علم و فضل کا جب چار دانگ عالم میں شہرہ ہوا تو ہر طرف سے بکثرت استفتار آنے لگے۔ آپ بالعموم مذہب حنبلیؒ اور مذہب شافعیؒ کے مطابق فتویٰ دیتے۔ فتویٰ نویسی کی سرعت کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی استفتار آپ کے پاس رات بھر بھی نہیں رہا۔ اور نہ کبھی آپ کو فتویٰ دینے میں غور و فکر کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ آپ استفتار پڑھتے ہی اس کا جواب تحریر فرما دیتے تھے۔ علمائے عراق آپ کے فتاویٰ کی صحت اور جواب کی سرعت پر بے حد تعجب کرتے اور بہت تعریف کرتے۔ شیخ موفق الدین بن قدامہؒ کا بیان ہے کہ ہم ۵۶۱ھ میں بغداد پہنچے اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا علم و فضل اور درس و افتاء میں کوئی

ہمسر نہ تھا۔ طالب علموں اور فتاوٰی کے سائلوں کو آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کی
حاجت نہ تھی۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ تاج الدین عبدالرزاقؒ کا بیان ہے کہ ایک بار بلادِ عجم سے آپ کے پاس ایک استفتاء آیا جو اس سے پہلے اکثر علماءِ عراق کے سامنے پیش ہو چکا تھا مگر کسی نے اس کا تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔ استفتاء کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ کوئی ایسی عبادت کرے گا جس میں ادا کے وقت کوئی دوسرا شریک نہیں ہوگا۔ اگر وہ ایسی عبادت نہ کر سکے تو اس کی بیوی کو تین طلاق۔ ایسی عبادت کونسی ہو سکتی ہے؟

تمام علماء اس کا جواب دینے سے قاصر رہے۔ جب سیدنا حضرت غوث اعظمؒ کے پاس یہ استفتاء آیا تو آپ نے فوراً اس پر یہ فتوٰی دے دیا کہ وہ شخص مکہ معظمہ چلا جائے، مطاف اس کے لیے خالی کر دیا جائے اور وہ ایک ہفتہ تک تنہا طواف کرے۔

یہ جواب سن کر علماء حیران رہ گئے کیونکہ یہی ایک صورت تھی جس میں وہ شخص تنہا عبادت کر سکتا تھا اور اس کی قسم پوری ہو سکتی تھی۔ یہ فتوٰی ملتے ہی وہ شخص مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ اسی طرح آپ کے تمام فتاوٰی علم و حکمت کا مظہر اور ذہن رسا کا شاہکار ہوتے تھے۔

حضرت غوث اعظمؒ کا مسلک

شیخ ابو تقی محمد بن ازہر صیرفینیؒ بیان کرتے ہیں کہ مکمل ایک سال میرے اوپر ایسا گزرا کہ مجھے ہر لمحہ یہ تمنا رہتی تھی کہ کسی کی رجال الغیب میں سے زیارت کروں۔

چنانچہ ایک رات میں نے خواب میں حضرت امام حنبلؒ کے مزار کی زیارت کی۔ جہاں ایک اور شخص بھی موجود تھا اس وقت مجھے (خواب ہی میں) یہ خیال آیا کہ یہ ضرور رجال الغیب میں سے ہے لیکن بیداری کے بعد میری یہ خواہش رہی کہ کاش میں اس شخص کو عالم بیداری میں دیکھ سکتا۔

چنانچہ یہی خواہش لیے ہوئے میں امام حنبلؒ کے مزار کی جانب چل پڑا اور وہاں پہنچ کر

میں نے ویسا ہی شخص دیکھا جیسا کہ خواب میں دیکھ چکا تھا لیکن جب میں تیزی سے زیارت کے لیے بڑھا تو وہ میرے سامنے سے نکل گئے اور جب میں دریائے دجلہ تک ان کا پیچھا کرتے ہوئے پہنچا تو دریائے دجلہ کے دونوں کنارے اتنے قریب کر دیے گئے کہ اس میں صرف ایک ہی قدم کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ چنانچہ وہ صاحب قدم بڑھا کر دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ میں نے ان کو قسم دے کر کہا کہ ٹھہر کر مجھ سے گفتگو کرتے جائیے۔ جب وہ ٹھہر گئے تو میں نے پوچھا کہ آپ کا مسلک کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ ملت حنفیہ کا پیروکار ہوں۔ شیخ ابو تقیؒ کا کہنا ہے کہ جب مجھے ان کے حنفی ہونے کا علم ہوا تو واپسی پر میں نے یہ طے کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کروں گا۔ لیکن میں آپ کے مدرسہ کے دروازے پر ہی پہنچا تھا کہ بغیر دروازہ کھولے گھر کے اندر سے ہی آپ نے فرمایا:

"اے محمد صیرفینی! روئے زمین پر مشرق و مغرب میں اس وقت کوئی ولی اللہ سوائے عبدالقادرؒ کے حنفی مسلک کا نہیں ہے۔"

تفریح الخاطر میں اسی بات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک رات حضرت غوث اعظمؒ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہاں امام احمد بن حنبلؒ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور حضورؐ سے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ! اپنے پیارے بیٹے محی الدین کو فرمائیے کہ اس بوڑھے کی حمایت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عبدالقادر! ان کی درخواست پوری کرو۔ تب آپ نے ارشاد نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے ان کی التماس قبول فرمائی اور فجر کی نماز حنبلی مصلے پر پڑھائی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظمؒ امام احمد بن حنبلؒ کے مزار شریف پر گئے تو امام صاحب قبر سے نکلے اور ایک قمیص عنایت کی اور آپ سے معانقہ کیا اور فرمایا اے عبدالقادر! بیشک میں علم شریعت و حقیقت، علم حال و فعل میں تم سے احتیاج رکھتا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظمؒ کی روحانی ملاقات

حضرت امام ابو حنیفہؒ سے ہوئی تو حنبلی مذہب اختیار کرنے اور حنفی مذہب اختیار
کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضرت غوث اعظمؒ نے جواب دیا کہ اس کی دو وجوہ
ایک یہ کہ حنبلی مذہب مقلدین کی کمی کے باعث ضعیف ہو چکا ہے۔ دوسرے
امام احمد بن حنبلؒ مسکین ہیں اور میں بھی مسکین ہوں اور میرے نانا رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ سے مسکینی طلب کی تھی۔ اور دعا کی تھی کہ اے اللہ
مجھے مسکینی کی حالت میں رکھ اور اسی حالت میں مار اور قیامت کے روز مسکینوں
کے ساتھ اٹھا۔

تربیت مریدین

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ راہِ سلوک کے راہروؤں کے لیے
علوم شرعیہ اور اصطلاحات صوفیہ سے واقف ہونا بہت
ضروری ہے اور اس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیے۔ نیز راہِ سلوک طے کرنے
والے شیخ کے لیے مرید کو ایسی تربیت دینا ضروری ہے جو صرف خدا کے لیے ہو اور اس
میں اپنی ذاتی غرض قطعاً شامل نہ ہو۔

شیخ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مرید کے ساتھ ناصحانہ طرز اختیار کرے۔
اس کو بنظرِ شفقت دیکھے اور اگر احتمال ہو کہ مرید ریاضت نہ کر سکے گا تو اس کے
ساتھ مہربانی اور نرمی کا سلوک کرے اس کی تربیت اس طرح کرے جس طرح کہ ماں
شیر خوار بچے کی کرتی ہے یا باپ اپنی اولاد کی تربیت شفقت سے کرتا ہے اس پر اتنا
بار ہرگز نہ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو۔

پھر جب مرید یہ عہد کرے کہ میں گناہوں سے مجتنب ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت
گزار رہوں گا اس پر اس وقت سختی کرنا جائز ہے اور حدیث شریف کے مطابق عہد لینا
بھی بنیادی شے ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیعتِ رضوان کے وقت
صحابہ کرامؓ سے عہد لیا تھا۔

تمام علماء و مشائخ جناب شیخ کی خدمت میں نہایت احترام و تعظیم سے مؤدب
بیٹھا کرتے تھے اور آپ کے ان مریدوں کی تعداد جنہوں نے دین و دنیا کی سعادتیں حاصل

کیں، بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کی موت بغیر توبہ کے واقع
ہوئی ہو۔ حتیٰ کہ آپ کے ارادتمندوں کے مرید بھی سات سلسلوں تک داخل بہشت
ہوں گے۔ (قلائد الجواہر)

اہلِ نسبت کے لیے بشارت

شیخ عز شیبی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت
شیخ نے داروغہ جہنم سے دریافت کیا
کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی محبت یافتہ موجود ہے؟ تو اس نے جواب دیا خدا کی قسم!
کوئی موجود نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میرا ہاتھ مریدین پر اس طرح سایہ فگن ہے
جس طرح آسمان زمین پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اگرچہ میرے ارادتمند عالی مرتبت
نہیں ہیں لیکن میں تو عالی مرتبت ہوں۔ خدا کی قسم! میرے قدم اس وقت تک پیچھے
نہیں ہٹیں گے جب تک کہ میں ان سب کو لے کر جنت میں داخل نہ ہو جاؤں۔

ایک شخص نے حضرت سے سوال کیا کہ آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے
جس نے نہ تو آپ سے بیعت کی اور نہ آپ سے خرقہ پہنا لیکن آپ سے نسبت
رکھتا ہے۔ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ جس کو مجھ سے نسبت حاصل ہے اس کو گویا
اللہ سے بھی وابستگی حاصل ہو جائے گی۔ خواہ اس کے اعمال پسندیدہ ہوں یا وہ
ناپسندیدہ راہوں پہ گامزن ہو۔ پھر بھی میرے ہی صحبت یافتگان میں شمار ہو گا۔
اور جو شخص میرے مدرسہ کے راستہ سے بھی گزر جائے گا قیامت کے دن اس کے
عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔ (قلائد الجواہر)

پانچ نسلوں تک خوشخبری

قاضی القضاۃ ابو صالح نصرؒ کا بیان ہے کہ
میرے والد شیخ عبدالرزاقؒ اور چچا شیخ
عبدالوہابؒ (فرزندانِ حضرت شیخؒ) کا بیان ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مبارک ہو
اس شخص کو جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اسی طرح آپ نے
متواتر ان پانچ نسلوں کے لوگوں کے لیے خوشی اور مبارکباد کے الفاظ ارشاد فرمائے
جو مسلسل حضرت شیخ کے دیکھنے والے اور ان کے بعد انہیں دیکھنے والے بن کر

عالم وجود میں آتا ہے۔

شیخ ابوالقاسم بزاز کی روایت کردہ باتوں میں سے یہ روایت ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حسین حلاج پھسل گیا اس دور میں کوئی ایسا شخص موجود نہ تھا جو اسے تھام لیتا۔ اگر میں اس زمانہ میں موجود ہوتا تو ضرور اس کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ میرے مریدوں اور محبین میں سے قیامت تک جس شخص کی سواری بھی پھسلے گی اس کا ہاتھ میں پکڑ لوں گا۔ (خلاصۃ المفاخر)

مریدوں کے لیے دُعا

شیخ عارف باللہ حضرت ابوالنجیب سہروردیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہر رات حضرت شیخ حماد دباسؒ کی بھنبھناہٹ سنی جاتی تھی۔ یہ آواز شہد کی مکھیوں کی آواز سے مشابہ ہوتی تھی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اس زمانہ میں آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ۵۰۸ھ میں حضرت شیخ حماد کے بعض اصحاب نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کہا کہ اس بھنبھناہٹ کے بارے میں شیخ سے پوچھیں۔ آپ نے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں۔ میں ہر رات ان کے نام دہراتا ہوں اور ان میں سے ہر شخص کی حاجت اور ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ اگر میرے کسی مرید سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اسی مہینے کے اندر یا وہ مر جاتا ہے یا وہ توبہ کر لیتا ہے۔ یہ اس لیے ہوتا ہے تاکہ وہ گناہ میں زیادہ وقت رہ کر عادی نہ ہو جائے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں مجھے کوئی خصوصی مرتبہ عطا فرمایا تو میں اپنے رب سے عہد لوں گا کہ قیامت تک میرے مریدین میں سے کوئی شخص بھی بغیر توبہ کے نہ مرے اور میں اس بات پر ان کا ضامن ہوں گا۔ حضرت شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مشاہدہ کرایا کہ عنقریب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو یہ مقام و منصب حاصل ہو جائے گا۔ اور ان کے مریدین پر اس بلند مرتبے کا سایہ وہ دراز فرما دے گا۔

(خلاصۃ المفاخر)

ہم نشینوں پر توجہ

ابوعبداللہ حسین بن ہمدانی بن علی بغدادیؒ شیخ ابو محمدؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے شیخ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی تقریر کے دوران لوگوں پر مستی اور کاہلی کے آثار نمایاں ہونے لگے آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور یہ اشعار پڑھے۔

لا تسقنی وحدی فما عودتنی
انی اشح بھا علی جلاسی

(مجھے تنہا بادۂ معرفت نہ پلا کیونکہ ایسے موقعوں پر اپنے ہم نشینوں کو محروم کرنے کا تو نے مجھے عادی ہی نہیں بنایا)

انت الکریم وھل یلیق تکرماً
ان یعدم الندماء دور الکاس

(تُو تو کریم ہے۔ کیا فیاضی کا یہ تقاضا ہے کہ ساتھیوں کو گردش جام سے محروم کر دیا جائے)

راوی کا بیان ہے کہ یہ اشعار سنتے ہی لوگوں میں خوب جوش و خروش پیدا ہوا اور مجلس پر ایک خاص رنگ چھا گیا۔ چنانچہ ایک یا دو آدمیوں کا اسی مجلس میں انتقال ہو گیا۔ (خلاصۃ المفاخر)

مریدوں کے لیے ضمانت طلبی

شیخ ابوسعودؒ، محمد الاوانیؒ اور عمر بزازؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی ضمانت حاصل کر لی ہے کہ تا حشر ان کا کوئی مرید بغیر توبہ کیے وفات نہیں پائے گا۔ حتیٰ کہ آپ کے مریدوں کے مرید بھی سات سلسلوں تک جنت میں داخل کیے جائیں گے کیونکہ وہ فرما چکے ہیں کہ میں اپنے ہر مرید کا ضامن ہوں اور حسب احوال مراتب ان کی نگہداشت بھی کرتا رہوں گا۔ اگر میرے کسی مرید سے کوئی شرمناک فعل مغرب میں سرزد ہوتا ہے تو میں مشرق میں اس کی پردہ پوشی کرتا رہتا ہوں اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے مجھے دیکھا اور حسرت ہے ان لوگوں پر جنھوں

نے مجھے نہیں دیکھا۔ (قلائد الجواہر)

مریدوں کے لیے توفیقِ توبہ کی دعا

حضرت سہیل بن عبداللہ تستریؒ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کئی دن تک بغداد سے غائب رہے۔ اہلِ بغداد بہت مضطرب ہوئے اور آپ کی جستجو کرنے لگے۔ کسی شخص نے آکر بتایا کہ میں نے آپ کو دریائے دجلہ کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ لوگوں کا ایک انبوہِ کثیر دریا پر پہنچا تو دیکھا کہ آپ دریا کے پانی پر چل کر ہجوم کی طرف آرہے ہیں۔ اور ہزارہا مچھلیاں انبوہ در انبوہ آکر آپ کے پاؤں چوم رہی ہیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی سبز جائے نماز آپ کے عین سامنے ہوا میں معلق ہوگئی۔ اس پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ ایک سطر میں:

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"

اور دوسری سطر میں:

"سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" لکھا ہوا تھا۔

آپ اس جائے نماز پر کھڑے ہوگئے اور بہت سے افرادِ غیب سے نمودار ہو کر آپ کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ ان لوگوں کے چہرے نہایت نورانی تھے اور آنکھیں پُرنم تھیں۔ اہلِ بغداد نے بھی اب کنارے پر اپنی صفیں آپ کے پیچھے باندھ لیں اور سب نے عجیب کیف و سرور کے عالم میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ نے یہ دعا بلند آواز سے پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ حَبِيْبِكَ وَخِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ اَنْ لَا تَقْبِضَ رُوْحَ مُرِيْدٍ اَوْ مُرِيْدَةٍ لِّيْ اِلَّا عَلٰى تَوْبَةٍ"

(الٰہی! میں تیرے حبیب اور بہترینِ خلائق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور

مریدوں کے مریدوں کی روح توبہ کے بغیر قبض نہ کرنا)

اس وقت آپ کے لبوں سے ایک سبز رنگ کا نور نکل رہا تھا جس کا رخ آسمان کی جانب تھا۔ دعا کے خاتمہ پر رجال الغیب نے "آمین" کہا اور غیب سے سب لوگوں نے یہ آواز سنی:

"اَبْشِرْ فَاِنِّيْ قَدِ اسْتَجَبْتُ لَكَ" (خوش ہو جاؤ میں نے تمھاری دعا قبول کرلی)

مرید کی دلجوئی کا واقعہ

شیوخ کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ ایک دفعہ طفسونج میں شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی نے برسرِ منبر کہا کہ اولیاء اللہ میں میری مثال کلنگ پرندے کی ہے جو سب سے زیادہ دراز گردن ہوتا ہے۔ شیخ ابوالحسن علی بن احمد حسینی جو خود بلند احوال کے مالک تھے کھڑے ہوگئے۔ اپنا پوستین اتار پھینکا اور کہنے لگے میں تم سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ شیخ عبدالرحمٰن تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوگئے پھر اپنے رفقاء سے کہنے لگے کہ اس کے جسم کا ایک بال بھی ایسا نہیں جو عنایتِ ربانی سے خالی ہو۔ پھر انھیں حکم دیا کہ اپنا پوستین پہن لو۔ انھوں نے کہا کہ جس سے ایک دفعہ میں اپنے آپ کو نکال چکا ہوں دوبارہ اس میں داخل نہ ہوں گا پھر جنت کی طرف رخ کر کے اپنی بیوی کو آواز دی، فاطمہ! ذرا میرے پہننے کے لیے کپڑے دینا۔ اس نے یہ آواز سن لی۔ حالانکہ اس وقت وہ جنت میں راستے پر ان کے کپڑے ڈال رہی تھی۔ شیخ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ تمھارا مرشد کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ میرے شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اس پر شیخ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے تمھارے شیخ کا ذکر زمین پر تو ضرور سنا ہے مگر میں چالیس سال سے درکاتِ قدرت کی منزل میں ہوں، وہاں تو میں نے انھیں کبھی نہیں دیکھا۔ پھر شیخ عبدالرحمٰن نے اپنے اصحاب کے ایک گروہ سے فرمایا کہ تم لوگ بغداد جاؤ۔ شیخ عبدالقادر جیلانی سے میرا سلام کہو اور میری طرف سے کہو کہ میں چالیس برس سے درکاتِ قدرت میں ہوں میں نے تو آپ کو وہاں کبھی آتے جاتے نہیں دیکھا۔ اِدھر اسی وقت حضرت شیخؒ نے

اپنے معتقدین میں سے ایک جماعت کو شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کے پاس طفسونج بھیجنے کا حکم دیا اور فرمایا ان کے مریدین کی ایک جماعت تمھیں راستے میں ملے گی جسے انھوں نے اس طرح کا پیغام دے کر میری طرف روانہ کیا ہے۔ تم لوگ انھیں واپس لے جانا اور شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کو میرا سلام پہنچانے کے بعد کہنا کہ آپ درکات میں ہیں اور جو شخص درکات میں ہو اسے اس کی کیا خبر جو حضور میں ہے اور جو حضور میں ہے اسے مخدع والے کا کیا علم۔ میں مخدع میں ہوں۔ باب سِتر سے آتا جاتا ہوں جہاں آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ فلاں وقت آپ کے لیے جو خلعت نکلی وہ میرے ہاتھ سے نکلی وہ خلعتِ رضا ہے اور فلاں رات آپ کے لیے جو خلعت نکلی وہ بھی میرے ہاتھ سے نکلی اور وہ تشریفِ فتح ہے اور مزید علامت یہ ہے کہ درکات میں بارہ ہزار اولیاء کے روبرو آپ کو خلعتِ ولایت پہنائی گئی اور وہ ایک سبز رنگ کا جبہ ہے جو سورہ اخلاص کی شکل میں ہے یہ بھی آپ کے لیے میرے ہاتھ سے جاری ہوا ہے۔ ان لوگوں نے ابھی آدھا راستہ طے کیا تھا کہ انھیں شیخ عبدالرحمٰنؒ کے رفقاء مل گئے۔ چنانچہ انھیں ہمراہ لے کر یہ حضرات شیخ عبدالرحمٰنؒ کے پاس پہنچے اور انھیں حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا پیغام پہنچایا۔ انھوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے سچ فرمایا وہ ابوالوقت اور بادشاہِ زمانہ ہیں۔

اقلیم ولایت کی بادشاہی

آپ کے فرمان "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر" کی تفصیل

حافظ ابوالعز عبدالمغیث بن حرب بغدادیؒ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم لوگ حلب کی خانقاہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مشائخ عراق کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں موجود تھی جس میں بہت سے مشہور مشائخ بھی تھے، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

شیخ علی بن الہیتی، شیخ بقا ابن بطو، شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ عثمان قرشی، شیخ مکارم الاکبر، شیخ مطر باگیر، شیخ صدقہ بغدادی، شیخ یحییٰ مرتعش، شیخ ضیاء الدین، شیخ قضیب البان موصلی، شیخ ابوالعباس یمانی، شیخ ابوبکر شیبانی، شیخ ابوالبرکات عراقی، شیخ ابوالقاسم عمر بزاز، شیخ ابوعمر سلطان بطائحی، شیخ ابوالمسعود عطار، ابوالعباس احمد ابن علی جوستی صرصری، شیخ ماجہ کردی، شیخ ابو یعلیٰ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ منبر پر جلوہ افروز تھے اور ایک بلیغ خطبے کے دوران یک لخت آپ پر حالتِ کشف طاری ہوئی اور آپ نے اللہ کے حکم سے یہ ارشاد فرمایا کہ

"قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے)

ان سب نے آپ کا یہ ارشاد سن کر اپنی گردنیں خم کر دیں۔ ان کے علاوہ کرۂ ارض پر جہاں جہاں کوئی قطب، ابدال، یا ولی تھا اس نے بھی آپ کی آواز سنی

اور اپنی گردن جھکا دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فرمان سنتے ہی شیخ علی بن الہیتیؒ
کے پاس گئے اور حضرت غوث اعظمؓ کا قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا۔ مجلس میں
موجود سب اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ (قلائد الجواہر)

شیخ عدی بن مسافرؒ کا بیان

شیخ ابو محمد یوسف العاقولیؒ فرماتے ہیں کہ
ایک دفعہ میں حضرت شیخ عدی بن مسافرؒ کی
خدمت میں حاضر ہوا تو شیخ عدی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں
تو میں نے عرض کیا کہ بغداد شریف کا رہنے والا ہوں اور شیخ غوث الثقلینؒ کے
مریدین میں سے ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا خوب! خوب! وہ تو قطب وقت ہیں۔
جبکہ انھوں نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرمایا تو اس وقت
تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجال غیب نے، جن میں سے بعض زمین پر بیٹھنے
والے اور بعض ہوا میں اڑنے والے تھے۔ انھوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ پس یہ
میرے نزدیک ان کی عظمت و بزرگی کے لیے کافی دلیل ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ احمد رفاعیؒ کا بیان

شیخ ابو محمد یوسف العاقولیؒ ہی بیان کرتے ہیں
کہ ایک عرصے کے بعد میں حضرت شیخ احمد رفاعیؒ
کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور شیخ عدیؒ کا مندرجہ بالا مقولہ جو انھوں نے
شہنشاہِ بغدادؒ کے متعلق فرمایا تھا، بیان کیا۔ تو آپ نے فوراً فرمایا صَدَقَ الشَّیْخُ
عَدِیٌّ۔ کہ شیخ عدیؒ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ جب حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے قَدَمِیْ
هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرمایا تو شیخ احمد رفاعیؒ نے اپنی گردن کو جھکا کر
عرض کیا عَلٰی رَقَبَتِیْ (میری گردن پر بھی) موجودہ حاضرین نے عرض کیا۔ حضور والا!
آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت بغداد شریف میں
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کا اعلان
فرمایا ہے اور میں نے گردن جھکا کر تعمیلِ ارشاد کی ہے۔

شیخ ابو مدین مغربیؒ کا بیان

ایک دن شیخ ابو مدین مغربیؒ نے مغرب کے
شہر میں اپنی گردن کو نیچے کرتے ہوئے کہا
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ مَلٰٓئِكَتَكَ اِنِّیْ سَمِعْتُ وَاَطَعْتُ
اے اللہ! میں تجھ کو اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تیرا حکم سنا اور تیری
اطاعت کی۔

آپ کے مریدین نے آپ سے ان الفاظ کے کہنے کا سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد
فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے آج بغداد شریف میں فرمایا ہے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی
رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت غوث الاعظمؒ کے مریدین بغداد شریف
سے واپس آئے تو حضرت ابو مدین مغربیؒ کے مریدین نے وہ دن اور وہ وقت بتایا
جب حضرت ابو مدینؒ نے اپنی گردن کو نیچے کیا تھا تو غوث پاکؒ کے مریدین نے تصدیق
کرتے ہوئے کہا کہ اسی روز اسی وقت غوث اعظمؒ نے بغداد شریف میں قَدَمِیْ هٰذِهٖ
عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کا اعلان فرمایا تھا۔

شیخ ماجد الکردیؒ کا بیان

آپ کا ارشاد ہے کہ جب سیدنا غوث اعظمؒ نے
قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ارشاد
فرمایا تھا تو اس وقت کوئی ولی اللہ زمین پر باقی نہ رہا کہ جس نے تواضع اور آپ کے
علو مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے گردن نہ جھکائی ہو اور نہ ہی اس وقت صالح جنات
میں سے کوئی ایسی مجلس تھی کہ جس میں اس امر کا ذکر نہ ہوا ہو۔ تمام دنیا کے عالم کے
صالح جنات کے وفد آپ کے دروازہ پر حاضر تھے ان سب نے آپ کو سلام کا ہدیہ پیش
کیا اور سب کے سب آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو کر واپس چلے۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ ابو سعید قیلویؒ کا بیان

شیخ ابو سعید قیلویؒ کا بیان ہے کہ جب
حضرت شیخؒ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ
كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرمایا تو اس وقت آپ کے قلب پر تجلیاتِ الٰہی وارد ہو رہی
تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک خلعتِ باطنی بھیجا گیا جسے

ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے اور اولیائے کرام کے جھرمٹ میں حضرت شیخ کو
اس وقت ملائکہ اور رجال الغیب آپ کی مجلس کے گرد اگرد صف در صف
میں اس طرح کھڑے تھے کہ آسمان کے کنارے ان سے بھرے نظر آ رہے تھے
وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنی گردن آپ کے فرمان کے
آگے نہ جھکائی ہو۔ (قلائد الجواہر)

شیخ ابوالمفاخر عدیؒ کا بیان

شیخ ابوالمفاخر عدیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافرؒ سے دریافت
کیا کہ کیا متقدمین مشائخ میں سے کسی نے کہا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے؟
فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر اس امر کے کیا معنی ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے
ایسا کہا ہے۔ فرمایا یہ بات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے وقت میں فرد تھے
میں نے دریافت کیا کہ کیا ہر وقت کے لیے ایک فرد ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں لیکن ان
میں سے کسی کو سوائے عبدالقادرؒ کے اس فرمان کا امر نہیں ہوا۔ میں نے کہا کیا ان
کو اس امر کا حکم ہوا تھا۔ فرمایا کیوں نہیں۔ تمام اولیاء نے اپنے سروں کو اس حکم کی
کی وجہ سے جھکایا تھا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو حکم کے طور پر
سجدہ نہیں کیا۔

شیخ حیات بن قیس حرانی کا بیان

ایک شخص نے ۲ رمضان المبارک ۵۹۹ھ کو حران کی جامع مسجد میں
حاضر ہو کر شیخ حیات بن قیس حرانیؒ سے بیعت ہونے کی درخواست کی تو آپ
نے پوچھا کہ "تمہیں میرے علاوہ کسی اور سے بھی نسبت حاصل ہے؟" اس نے جواب
دیا کہ "میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے منسوب رہا ہوں لیکن نہ تو میں نے
اس سے خرقہ حاصل کیا اور نہ ہی کچھ اور حاصل کر سکا۔ اس پر حضرت شیخ نے کہا
کہ ہم نے بھی طویل عرصہ تک آپ کے سایہ میں زندگی گزاری ہے اور آپ کے
نور معرفت سے بہت ہی خوشگوار جام پیئے ہیں۔ آپ جس وقت سانس لیتے تو

آپ کے دہن مبارک سے ایک شعاع نمودار ہوتی جس سے پورا عالم منور ہو جاتا تھا اور
تمام اہل معرفت کے احوال ان کے مراتب کے اعتبار سے آپ پر روشن ہو جایا کرتے
تھے اور جس وقت آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل
ولی اللہ تو اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء کرام کے قلوب میں انوار کا اضافہ فرمایا۔ ان کے
علوم میں برکت عطا کی، ان کے مراتب میں رفعت بخشی اور انھیں سر جھکا دینے کے
صلہ میں انبیاءؑ و صدیقین اور شہداء اور صالحین کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔
(قلائد الجواہر)

اولیاء کی جماعت کی تائید

مشائخ کی ایک عظیم جماعت سے یہ منقول ہے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے
جب قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا تو اس وقت
ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی۔ وہ جماعت آپ کی خدمت میں
حاضر ہونے کے لیے آئی اور سیدنا حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت
اقدس میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا تھا۔ جب آپ نے اعلان فرمایا تو تمام اولیاء الرحمٰن
نے آپ کو مبارکباد دی اور اس طرح ہدیہ تبریک پیش کیا:
اے بادشاہ و امام وقت! اے قائم بامر الٰہی! اے وارث کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اے وہ عالی مرتبت کہ زمین و آسمان جس کا دسترخوان ہے
اور تمام اہل زمانہ جس کے اہل و عیال ہیں، اے وہ ذی وقار جس کی دعا سے بارش
برستی ہے جس کی برکت سے جانوروں کے تھنوں میں دودھ اترتا ہے جس کے روبرو
اولیاء کرام سر جھکائے ہوئے ہیں۔ جس کے پاس رجال غیب کی چالیس صفیں نیاز مندانہ
طریق سے کھڑی ہوتی ہیں، ان کی ہر صف میں ستر ستر مرد ہیں، اے وہ عالی مقام جس
کے ہاتھ کی ہتھیلی پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو پورا
کرے گا اور جس کی تین سالہ عمر شریف ہی میں فرشتے اس کے ارد گرد پھرتے تھے اور اس
کی ولایت کی خبر دیتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ لولو ارمنی کا تائیدی بیان

شیخ لولو ارمنی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ابوالخیر عطا مصری کے قلب میں میرے متعلق یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے کسی سے وابستہ ہونا چاہیئے تو میں نے شیخ عطا کو بتایا کہ میرے شیخ تو عبدالقادر جیلانیؒ ہیں اور انھوں نے جب یہ فرمایا تھا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ۔ تو روئے زمین کے تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے سر خم کر لیے تھے جن میں سترہ حرمین شریفین میں تھے، ساٹھ عراق میں، چالیس عجم میں، تیس شام میں، بیس مصر میں، ستائیس مغرب میں، گیارہ حبشہ میں، گیارہ وادی یاجوج ماجوج میں، سات سراندیپ میں، سینتالیس کوہ قاف میں اور چوبیس بحر محیط میں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مشائخ نے بتایا ہے کہ شیخ عبدالقادرؒ نے یہ جملہ اللہ کے حکم سے کہا تھا اور ان کو یہ اجازت دے دی گئی تھی کہ جو ولی اللہ بھی اس سے منکر ہو اس کو معزول کر دیا جائے اس وقت مشرق و مغرب کے تمام اولیاء کرام نے گردنیں جھکا دی تھیں۔

ان کے علاوہ اس وقت بہت سے مشائخ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ:

"اس شخص کو خوبی حاصل ہوئی جو پاکیزگی کے دریاؤں میں سیراب ہوا، جو بساطِ معرفت پر بیٹھا، جس نے عظمتِ ربوبیت اور اجلالِ وحدانیت کا مشاہدہ کیا، جس نے مقامِ کبریائی میں طور کو بھی گم کر دیا۔ جو درجہ بدرجہ منازل طے کرتا ہوا مقامِ قرار کی رفعتوں تک پہنچا۔ جس کے لیے روحِ ازلی کی ہوائیں چلائی گئیں۔ جس نے امتثالِ امر کے ذریعہ انوار کے چشموں سے گفتگو کی۔ جس کو اسرارِ باطنی کے توسل سے مقامِ حضوری حاصل ہوا۔ جس نے حیا پر قائم رہ کر خود کو عالمِ محویت میں غرق کر دیا۔ جس کے ذریعہ ادب کے چشمے پھوٹے۔ جس نے گفتگو میں انکساری سے کام لیا۔ جو مقربِ بارگاہِ الٰہی ہوا۔ اور جس سے اعزاز کے ساتھ خطاب کیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تحیۃ و سلام ہو۔"

شیخ مکارمؒ کا بیان

آپ نے فرمایا کہ خدا شاہد ہے جس وقت حضرت شیخ نے یہ کلمات ادا کیے یعنی قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تو اس وقت اطرافِ عالم میں قریب یا بعید کوئی ایسا ولی نہیں تھا جس نے قطبیت کے پرچم کا مشاہدہ نہ کیا ہو جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاتھ میں تھا یا اس تاجِ غوثیت کا معائنہ نہ کیا ہو جو آپ کے سر مبارک کو زینت بخش رہا تھا۔ یا اس خلعتِ فاخرہ کو نہ دیکھا ہو جو آپ زیبِ تن کیے ہوئے تھے اور جو کہ تصرفِ تامہ کے ساتھ بارگاہِ الٰہی سے آپ کو عطا ہوا تھا۔ اور اس خلعت کی برکت سے آپ کو یہ اختیارِ کُلی دے دیا گیا تھا کہ آپ اپنے دور کے جس ولی کو چاہیں معزول کر سکتے ہیں۔ آپ کو شریعت و طریقت سے اس طرح سرفراز کر دیا گیا تھا کہ جب آپ نے یہ جملہ فرمایا "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے"۔ تو اسی وقت روئے زمین کے تمام اولیائے کرام نے اپنا سر خم کر دیا اور اپنے قلوب کو آپ کا مطیع بنا دیا تھا۔ حتیٰ کہ ان میں دس افراد تو ابدالِ وقت تھے اور باقی تمام اعیان و سلاطینِ طریقت تھے۔ (قلائد الجواہر)

شیخ خلیفہ اکبرؒ کا بیان

شیخ خلیفہ اکبرؒ نے سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات علیہ افضل الصلوٰت اکمل التحیات والتسلیمات کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا ہے، تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ فَکَیْفَ لَا وَھُوَ الْقُطْبُ وَاَنَا اَرْعَاہُ۔ شیخ عبدالقادرؒ نے سچ کہا ہے اور وہ کیوں نہ کہتے جبکہ وہ قطبِ زمانہ اور میری زیرِ نگرانی ہیں۔ (قلائد الجواہر)

اس فرمان کا مفہوم

سیدنا غوث اعظمؓ کی زبان مبارک سے "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر" کے الفاظ کا صادر ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں اور کسی کو اس سے انکار نہیں البتہ ان الفاظ کے مفہوم و معنی کے

متعلق اختلاف ہے۔ بعض لوگ اس قول کے تحت اولیائے حاضر یعنی آپ کے زمانہ کے تمام اولیائے حاضر وغائب کے علاوہ اولیائے متقدمین ومتاخرین کو بھی شامل کرتے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے متقدمین میں صحابہ کرام رض، تابعین رض اور تبع تابعین رح بھی شامل ہیں جن کی فضیلت اور برتری مُسَلّم ہے اور غوث اعظم رح بھی تسلیم فرماتے ہیں اور اولیائے متاخرین میں حضرت مہدی علیہ السلام ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رح نے اسی خیال سے اتفاق کیا ہے۔ آپ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ پہلے اور بعد میں آنے والے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رض

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر میں ابن محی الدین اربلی نے منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رض اور حضرت علی رض کو حضرت اویس قرنی رض کے پاس جانے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ اویس قرنی رض کو میرا اسلام اور میری قمیص پہنچا کر کہنا کہ وہ میری امت کی بخشش کی دعا کریں۔

چنانچہ جب یہ حضرات گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا تو اویس قرنی رض نے سجدے میں جا کر امت محمدیہ کی بخشش کی دعا مانگی۔ ندا آئی کہ اپنا سر اٹھائے کہ میں نے تیری شفاعت سے نصف امت کو بخش دیا اور نصف کو اپنے محبوب غوث اعظم رض کی شفاعت سے بخشوں گا جو تیرے بعد پیدا ہوگا۔ اویس قرنی رض نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیرا وہ محبوب کون ہے اور کہاں ہے کہ میں اس کی زیارت کروں۔ ندا آئی کہ وہ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ اور دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے مقام پر ہے۔ وہ میرا محبوب ہے اور میرے محبوب کا بھی محبوب ہے۔ وہ قیامت تک اہل زمین کے لیے حجت ہوگا

اور سوائے صحابہ رض اور ائمہ رح کے تمام اولین وآخرین اولیاء کی گردنوں پر اس کا قدم مبارک ہوگا۔ اور جو اسے قبول کرے گا میں اس کو دوست رکھوں گا۔ اویس قرنی رض نے گردن جھکائی اور کہا کہ میں بھی اسے قبول کرتا ہوں۔

حضرت جنید بغدادی رح

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر رح میں ابن محی الدین اربلی نے مکاشفاتِ جنیدیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سید الطائفہ جنید بغدادی رح ایک روز منبر پر بیٹھے جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیاتِ الٰہی کا ورود ہوا اور آپ بحر شہود و مکاشفہ میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا قَدَمُهٗ عَلٰى رَقَبَتِيْ بِغَيْرِ جُحُوْدٍ یعنی میری گردن پر اس کا قدم بغیر کسی انکار کے ہے۔ اور منبر کی ایک سیڑھی اتر آئے نمازِ جمعہ اور خطبے سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حالتِ کشف میں مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک میں سے ایک بزرگ قطب عالم ہوگا جس کا لقب محی الدین اور نام عبدالقادر ہوگا اور وہ اللہ تعالٰے کے حکم سے کہے گا قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب میں اس کا ہم زمانہ نہیں ہوں تو اس کے قدم کے نیچے اپنی گردن کیوں رکھوں۔ تو حق تعالٰی کی طرف سے عتاب آیا کہ کس چیز نے تجھ پر یہ امر جاری کر دیا ہے۔ پس میں نے فوراً اپنی گردن جھکا دی اور وہ کہا جو تم نے سنا۔

خواجہ بہاء الدین نقشبند رح

آپ سے حضرت غوث اعظم رض کے اس قول قدمی هٰذه علی رقبة کل ولی اللہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ گردن تو درکنار آپ کا قدم مبارک عَلٰى عَيْنِيْ اَوْ عَلٰى بَصِيْرَتِيْ میری آنکھوں پر ہے۔ (تفریح الخاطر)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح

خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات اور ریاضات

میں مشغول تھے جب حضرت غوث اعظمؒ نے بغداد شریف میں منبر پر بیٹھ کر ف[رمایا] قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ تو خواجہ غریب نواز نے روحانی [طور] پر یہ ارشاد عالی سن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگی او[ر کہا] قَدَمَاکَ عَلٰی رَاْسِیْ وَعَیْنِیْ۔ یعنی آپ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھو[ں] پر ہیں۔

حضرت غوث اعظمؒ نے خواجہ صاحب کے اس اظہارِ نیازمندی سے خوش ہو[کر] فرمایا کہ سید غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہ[ے] جس کے سبب عنقریب ولایتِ ہند سے سرفراز کیے جائیں گے۔

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ

تفریح الخاطر میں ابن محی الدین اربلیؒ نے نکات الاسرار کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک دفعہ بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی مجلس مبارک میں ولیوں کی گردنوں پر حضرت غوث اعظمؒ کے قدم مبارک کا ذکر آیا۔ باباصاحب نے فرمایا کہ آپ کا قدم مبارک میری گردن پر ہی نہیں بلکہ میری آنکھ کی پتلی پر ہے۔ اس لیے کہ میرے پیر خواجہ معین الدین چشتیؒ ان مشائخ میں سے ہیں جنھوں نے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا۔ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو حقیقی معنوں میں آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا اور فخر سے عرض کرتا کہ آپ کا قدم مبارک میری آنکھ کی پتلی پر بھی ہے۔

حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ

مخزن الاسرار میں لکھا ہے کہ خواجہ سلیمان تونسویؒ سلسلہ چشتیہ کے بڑے کامل بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی زیارت کے لیے آپ کے چند مرید تونسہ شریف جا رہے تھے۔ ان کے ہمراہ ایک شخص جو سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتا تھا، روانہ ہوا۔ دورانِ گفتگو حضرت غوث اعظمؒ کے قدم مبارک کا ذکر آیا۔ قادری مرید نے کہا کہ آپ کا قدم مبارک اولین و آخرین جملہ اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے۔ سلیمان تونسویؒ

کے مریدوں نے کہا لیکن ہمارے پیرومرشد کی گردن پہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیر اس زمانے کے غوث ہیں۔ جب تونسہ شریف پہنچے تو قادری مرید نے سارا واقعہ حضرت سلیمان تونسویؒ کو سنا دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت شیخ کا قدم مبارک محض اولیائے کرام کی گردنوں پہ ہے یا عام لوگوں کی گردنوں پر بھی ہے؟ قادری مرید نے کہا کہ صرف اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے۔ عوام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ تب شیخ سلیمان تونسویؒ جلال میں آئے اور کہا کہ یہ کم بخت مرید مجھے ولی اللہ تسلیم نہیں کرتے ورنہ حضرت غوث اعظمؒ کا قدم مبارک میری گردن پر ضرور تسلیم کرتے۔

قدم کا مطلب

شیخ الاسلام شہاب الدین احمد عسقلانیؒ سے جس وقت یہ پوچھا گیا کہ حضرت شیخؒ کے اس قول قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ کا مفہوم کیا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ اس کا ظاہری مفہوم تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سے ایسی خارقِ عادات کرامتیں ظہور پذیر ہوتی رہیں گی جن کا سوائے معاندین کے اور کوئی فرد انکار نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ ہمارے ائمہ نے کرامتوں کے لیے یہ اصول بنایا ہے کہ اگر کسی سے مطابقِ شریعت کرامتیں ظاہر ہوں جیسے کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ سے ہوتی رہیں تو وہ مقبول ہیں۔ لیکن اگر مطابقِ شریعت نہ ہوں تو وہ مردود ہیں۔

شیخ الاسلام عزالدین فرماتے ہیں کہ اس قدر تواتر کے ساتھ کسی کی کرامتیں نہیں ملتیں جتنی کہ سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ظاہر ہوئیں۔ حضرت شیخؒ نہایت درجہ حساس تھے اور قوانینِ شرعیہ پر سختی سے عمل پیرا تھے اور ان کی طرف تمام لوگوں کو متوجہ کرتے تھے۔ مخالفینِ شریعت سے ہمیشہ اظہارِ تنفر کرتے۔ اپنی تمام عبادات، مجاہدات کے باوجود آپ، بیوی بچوں کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص حقوق اللہ و حقوق العباد کی راہوں پر گامزن رہتا ہے، وہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے مکمل اور جامع ہوتا ہے کیونکہ یہی صفت شارع علیہ السلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تھی۔ اسی مقام پر پہنچ کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا تھا کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ کیونکہ اس دور میں اور کوئی فرد آپ کے ہم مرتبہ نہیں تھا۔ جس میں یہ تمام کمالات مجتمع ہوتے اور اس قول سے آپ کی عظمت و تکریم مقصود ہے کیونکہ آپ درحقیقت تعظیم و تکریم کے مستحق بھی ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم عطا فرماتا ہے۔

بعض حضرات قدم سے مجازی معنیٰ مراد لیتے ہیں اور ادب کے متقاضی بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے جس کا وقوع عام طور پر ممکن ہے لہٰذا قدم سے مراد "طریقہ" بیان کیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے فُلَانٌ عَلٰی قَدَمِ حَبِیْبٍ۔ یعنی فلاں عمدہ طریقہ پر ہے یا فلاں بڑا عبادت گزار ہے یا ادبِ اعلیٰ کا حامل ہے یا پھر اس سے مراد طریقت، قربِ الٰہی اور منتہائے مقام ہے اور اگر قدم سے حقیقی قدم مراد لیا جائے تو پھر اس کے مفہوم کا علم اللہ ہی کو ہے۔ غالباً حقیقی قدم شیخ کی مراد بھی نہیں ہے کیونکہ یہ کئی وجوہ کی بنا پر نامناسب معلوم ہوتا ہے۔

ان میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس طرح ان اسلاف کا احترام بے معنی سا ہو کر رہ جاتا ہے جس پر اساسِ طریقت قائم ہے۔ جیسا کہ حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسے عظیم ذی علم عارف کامل کے کلام کو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ نمونہ پر محمول نہ کرنا انصاف کے تقاضا کے خلاف ہے لہٰذا زیادہ فصیح و دل نشیں مفہوم وہی ہے جو ابتدا میں بیان کیا گیا۔ باقی پوشیدہ مفہوم کا علم تو عالم الغیب حق سبحانہ وتعالیٰ کو ہی ہے۔

المختصر قدم کے مجازی معنیٰ لیے جائیں تو اس سے مراد آپ کا طریقہ ولایت ہے اس معنیٰ کے مطابق حضرت غوث اعظمؒ کے فرمانِ عالی کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ کا طریقہ ولایت دیگر تمام اولیائے اولین و آخرین کے طریقوں سے برتر ہے۔ قدم کے حقیقی معنیٰ لیے جائیں تو اس سے مراد آپ کا پائے مبارک ہے۔

ایک اور معنیٰ کے مطابق قدم سے مراد قرب و وصلِ الٰہی کے لحاظ سے آپ کا عالی مرتبہ ہونا ہے۔ اس معنیٰ کے مطابق حضرت غوث اعظمؒ کے فرمانِ عالی کا یہ مفہوم ہوگا کہ تمام اولیائے اولین و آخرین کے مراتب کی جو انتہا ہے وہ آپ کے مرتبے کی ابتدا ہے۔ کیونکہ ظاہری بلندی کے لحاظ سے انسان کی گردن اور سر اس کے جسم کا انتہائی مقام ہے جبکہ اس کا قدم ابتدائی مقام ہے۔

مندرجہ بالا تینوں معنیٰ قدم کے مفہوم کو شامل ہیں اور تینوں ہی درست ہیں۔

اخلاقِ غوثِ اعظمؒ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا اخلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسـ
نہ بولتا پرتو ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی میں خلقِ عظیم کے تمام محاسن موجود تھے
تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ خوبیاں عطا فرمائیں۔ آپ بڑے عالی مرتبت تھے۔ آپ
جاہ و جلال قابلِ رشک تھا، عزت اور وسعتِ علم کے لحاظ سے آپ بڑی عظمت و شان
مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمت اور رفعت کے چار سُو ڈنکے بجا دیے۔ آپ
کے پاس جو بھی آتا وہ آپ کے اخلاقِ حمیدہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

حضرت شیخ معمر جرادہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں حضرت شیخ عبدالقا
جیلانیؒ سے بڑھ کر کوئی خوش اخلاق، فراخ حوصلہ، کریم النفس، رقیق القلب
اور تعلقات کا پاس کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنی عظمت اور علوِ مرتبت اور وسعتِ
علم کے باوجود چھوٹے کی رعایت فرماتے۔ بڑے کی توقیر کرتے۔ سلام میں سبقت فرما
کمزوروں کے پاس اٹھتے بیٹھتے۔ غریبوں کے ساتھ تواضع اور انکساری کے ساتھ
پیش آتے حالانکہ آپ کبھی کسی سربرآوردہ یا رئیس کے لیے تعظیماً کھڑے نہیں ہوئے
اور نہ کسی وزیر یا حاکم کے دروازے پر گئے۔ (قلائدالجواہر)

شیخ عبداللہ جبائیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث پاکؒ نے مجھ سے ارشاد
فرمایا کہ میرے نزدیک کھانا کھلانا اور حسنِ اخلاق افضل و اکمل ہیں۔ آپ نے ارشا
فرمایا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ نہیں ٹھہرتا۔ اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں تو شا
تک ان میں سے ایک پیسہ بھی نہ بچے۔ غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دوں اور
لوگوں کو کھانا کھلاؤں۔ (قلائدالجواہر)

شیخ محی الدین ابوعبداللہ محمد بن حامد البغدادی آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ

غیر مہذب بات سے انتہائی دور، حق اور معقول بات سے بہت قریب رہتے۔ اگر
احکامِ خداوندی اور حدود الٰہی میں سے کسی پر دست درازی ہوتی تو آپ کو جلال آجاتا
خود اپنے معاملہ میں کبھی غصہ نہ آتا۔ اور اللہ عزوجل کے علاوہ کسی چیز کے لیے انتقام
نہ لیتے۔ کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے خواہ بدن کا کپڑا ہی کیوں نہ اتار کر دینا
پڑے۔ (قلائدالجواہر)

الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف البرزالی شبلیؒ آپ کا ذکر ان الفاظ میں
کرتے ہیں کہ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اگر کوئی عبرت اور رقت کی بات کی جاتی
تو جلدی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ بڑے رقیق
القلب تھے، شگفتہ رُو، کریم النفس، فراخ دست، وسیع العلم، بلند اخلاق
اور عالی نسب تھے۔ عبادات و مجاہدات میں آپ کا پایہ بلند تھا (قلائدالجواہر)

شیخ عبدالرحمٰن بن شعیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بے حد
منکسر المزاج، کریم النفس اور وسیع الاخلاق تھے۔ مساکین اور غرباء پر بے حد
شفقت فرماتے اور فرماتے کہ امیروں کی تو سب عزت کرتے ہیں ان غریبوں سے
کون محبت کرتا ہے۔ (قلائدالجواہر)

شیخ موفق الدین بن قدامہؒ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ذاتِ
گرامی خصائلِ حمیدہ اور اخلاقِ حسنہ کا مجموعہ تھی۔ آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے
کوئی اور نہیں دیکھا۔

شیخ ابوالقاسم بزازؒ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی صحبت میں
ہم نے جو زمانہ گزارا ایک طرح سے وہ خواب کا زمانہ تھا۔ جب ہم بیدار ہوئے تو حضرت
شیخ ہم میں موجود نہ تھے آپ کے عادات پسندیدہ اور اوصاف پاکیزہ تھے آپ
شریف النفس اور فراخدست تھے۔ ہر رات دسترخوان بچھانے کا حکم دیتے۔ اور
مہمانوں کے ساتھ مل بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ غریب اور کمزور لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے
طالب علموں کی ناز برداری کرتے۔ رفقاء میں سے جو شخص موجود نہ ہوتا اس کے بارے

میں پوچھتے ، احباب کی خیر خیریت کی طرف دھیان رکھتے ، ان کی محبت کا پاس کرتے اور لغزشوں سے درگزر فرماتے ۔ جو شخص آپ کے واسطے قسم کھا بیٹھتا اس کی تصدیق فرماتے اس بارے میں اپنی معلومات مخفی رکھتے آپ کی خدمت میں بیٹھنے والا ہر شخص یہ گمان کرتا کہ آپ کو میں ہی سب سے زیادہ عزیز ہوں ۔ آپ سے بڑھ کر صاحب شرم و حیا کسی نے نہیں دیکھا ۔

شیخ عمر جب کبھی حضرت شیخؒ کا ذکر کرتے تو یہ اشعار پڑھتے ؎

الحمد لله انى فى جوار فتى
حامى الحقيقة نفّاع وضرّار

اللہ کا شکر ہے کہ میں ایک ایسے جوان کی پناہ میں ہوں جو حقیقت کا حامی دوستوں کا نفع رساں اور دشمنوں کے لیے ضرر رساں ہے ۔

لم يرفع الطرف الا عند مكرمة
من الحياء ولم يغضض على عار

حیا کی وجہ سے شرافت اور بزرگی کے علاوہ وہ کسی طرف نگاہ ہی نہیں اٹھاتا اور نہ کسی عار پر چشم پوشی کرتا ہے ۔

مختصر یہ کہ آپ خصائل حمیدہ اور اوصاف حسنہ کے مجسمہ تھے ۔ سیرت و کردار کے لحاظ سے وقت کے شیوخ میں کوئی آپ کا ہم پلہ نہ تھا ۔ آپ کے حسنِ سلوک کا یہ عالم تھا کہ غیر مسلم بھی آپ کے گرویدہ ہو جاتے تھے اور آپ کے محاسن اخلاق کو دیکھ کر غیر مسلموں کے دل میں اسلام کی حقانیت گھر کر جاتی تھی کیونکہ آپ اسلامی اخلاق اور انسانی اوصاف کے پیکر اور عملی نمونہ تھے ۔ اکثر گھر ہی میں رہا کرتے تھے یا درس تدریس کے سلسلہ میں وعظ کی جگہ تشریف لے جایا کرتے تھے ۔ جمعہ کے سوا کسی دن اپنے مدرسے سے باہر نہ جاتے تھے ۔ جمعہ کے دن خچر پر سوار ہو کر جامع مسجد یا مسافر خانہ میں تشریف لے جایا کرتے

استغناء

آپ کے اخلاق حسنہ کا ایک وصف استغناء ہے آپ دنیوی طمع سے بالکل بے نیاز تھے۔ آپ کے توکل اور استغناء کی یہ کیفیت تھی کہ ساری عمر کسی بادشاہ امیر یا وزیر کے پاس نہیں گئے ۔ اور نہ کبھی ان کے عطیات قبول کیے ۔ اگر کبھی آپ کی مجلس میں خلیفہ کی آمد ہوتی تو قصداً اٹھ کھڑے ہوتے ۔ اور اپنے دولت خانہ کے اندر تشریف لے جاتے ۔ جب خلیفہ اور اس کے ساتھی بیٹھ جاتے تو باہر تشریف لے جاتے ۔ یہ اس لیے تھا کہ خلیفہ کے لیے آپ کو تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے ۔ جہاں تک ممکن تھا آپ دنیا داروں سے اجتناب فرماتے ۔ جب ایسے لوگ آپ کی مجلس میں آتے تو آپ ان کو نہایت سخت الفاظ میں وعظ و نصیحت کرتے ۔ اور فرماتے کہ ان کے دل کا میل بہت سخت ہے اور تند و تیز الفاظ کی سختی ہی اسے کھرچ سکتی ہے ۔

اپنے قریب ترین عزیزوں یعنی اہل و عیال کے بارے میں بھی کبھی زیادہ محبت اور رجوع نہ فرماتے تھے ۔ اپنی محبت اور شفقت کو جائز حد سے آگے نہ بڑھنے دیتے تھے ۔ دنیا کے مال و متاع سے تو قطعاً کوئی دلچسپی نہ تھی مگر دنیاوی نعمتوں سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں مرحمت کی گئی تھیں استفادہ کرنے سے بھی گریز نہ فرمایا ۔

جب آپ کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا آپ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر فرماتے کہ یہ میت ہے ۔ جب کوئی بچہ مر جاتا تو آپ پر کچھ اثر نہ ہوتا کیونکہ اس کے پیدا ہوتے ہی اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتے تھے ۔ کمالِ استغناء یہ تھا کہ بعض اوقات مجلسِ وعظ کے دوران میں آپ کے لڑکوں اور لڑکیوں کی وفات کی خبر آتی تو آپ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر خاموش ہو جاتے اور پھر اپنا وعظ جاری رکھتے ۔ جب میت کو غسل دے کر مجلس میں لایا جاتا تو آپ منبر سے اتر کر نماز جنازہ پڑھاتے ۔

خلاف شرع کام کرنے والوں سے آپ بیزاری کا اظہار فرمایا کرتے تھے ۔ اور کسی غریب پر کسی امیر کو کبھی ترجیح نہ دیا کرتے تھے ۔ ہر معاملہ میں عدل و انصاف

اور حق وصداقت کا پورا پورا پاس کرتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو مال پیارا نہیں بلکہ تقویٰ اور نیک اعمال عزیز ہیں۔

آپ اپنے حلقہ بگوشوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ مجلس میں یہ دیکھا کرتے تھے کہ کون کون نہیں آیا۔ جو نہ آتا اس کے بارے میں دریافت فرماتے اگر پتہ چلتا کہ وہ بیمار ہے تو اس کی بیمار پرسی کو تشریف لے جاتے یا اس کے گھر آدمی بھیج کر خیریت دریافت کرتے۔

دریا دلی

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بڑے دریا دل تھے۔ اگر کسی ضرورت مند کو دیکھتے تو جو کچھ میسر آتا اسے عنایت کر دیتے اس کے بارے میں حضرت ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ایک پریشان حال و کبیدہ خاطر فقیر کے اوپر پڑی۔ ایک انسان کو اس عالم میں دیکھ کر آپ کا دل تڑپ اٹھا اور بلا تاخیر دریافت کیا مَا شَأنُکَ؟ (تمہارا کیا حال ہے) اظہارِ مجبوری کے ساتھ فقیر نے جواب دیا کہ مجھے دریا کے اس پار جانے کی حاجت ہے لیکن پیسے نہ ہونے کے باعث بسیار عاجزی کے باوجود ملاح نے اپنی کشتی پر بٹھلانے سے انکار کیا جس سے میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔ اگر میرے پاس بھی کچھ ہوتا تو آج یہ محرومی مجھے کیونکر ہوتی!

حسنِ اتفاق کہ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا مگر اس کی پریشانی آپ سے برداشت نہ ہو سکی اور خدائے قادر و قدیر کی بارگاہ میں دست بدعا ہوئے۔ معاً ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی پیش کی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فوراً اس فقیر کو بلا کر فرمایا کہ لو یہ تھیلی لے جا کر ملاح کو دے دو اور کہہ دینا کہ اب کبھی بھی کسی فقیر اور نادار کو کشتی میں بٹھلانے سے انکار مت کرنا۔

شیخ ابو العباس احمد بن اسمٰعیل المعروف ابن طبال کا بیان ہے کہ حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جس وقت کوئی شخص سونا لاتا تو آپ اسے ہاتھ نہ لگاتے اور لانے والے سے فرماتے کہ اسے مصلے کے نیچے رکھ دو۔ جب خادم آتا اسے حکم دیتے کہ مصلے کے نیچے جو کچھ پڑا ہے اسے اٹھا لو اور طباخی اور سبزی فروش کو دے آؤ۔ آپ کا غلام مظفر روٹیوں کا تھال لے کر حضرت شیخ کے دروازے پر کھڑا رہتا جب کبھی خلیفہ کی طرف سے خلعت بھجوائی جاتی تو فرماتے کہ یہ آٹے والے ابو الفتح کو دیدو (واضح رہے کہ حضرت شیخ علماء اور دوسرے مہمانوں کے لیے آٹا اسی ابو الفتح سے بطور قرض منگوایا کرتے تھے)

خاص آپ کی خوراک اس گیہوں سے تیار کی جاتی جو آپ کے بعض رفقاء ہر سال آپ کی خاطر کاشتکاری کر کے رزقِ حلال کے طور پر مہیا کرتے آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ اسے پیستے اور ہر روز چار پانچ روٹیاں پکائی جاتیں جو دن کے آخری حصے میں حضرت کے پاس لائی جاتیں۔ آپ ان میں سے حاضرین میں ایک ایک ٹکڑا تقسیم فرماتے اور باقی اپنے لیے رکھ چھوڑتے۔ اگر آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کیا جاتا تو اسے تمام حاضرین میں تقسیم فرما دیتے۔ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور خود بھی ہدیہ دیتے۔ جو چیز بطور نذر پیش کی جاتی اسے قبول فرماتے اور استعمال میں لاتے۔

شیخ ابو الخیر بشیر بن محفوظ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں، شیخ ابو السعود حریمی، شیخ محمد بن قائد، شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز، شیخ ابو محمد حسن فارسی، شیخ جمیل صاحب خطوہ، شیخ ابو حفص عمر غزال، شیخ خلیل بن شیخ احمد صرصری، شیخ ابو البرکات عیسیٰ بن غانم البطائحی حمامی، شیخ ابو الفتح نصر بن ابو الفرج بغدادی، ابو عبداللہ محمد بن وزیر ابو المظفر بن ہبیرہ، ابو الفتوح عبداللہ بن ہبۃ اللہ اور ابو القاسم علی بن محمد، حضرت سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے مدرسے میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اس وقت جو بھی حاجت طلب کرے میں اسے عطا کروں گا اور اس کی وہ حاجت پوری کروں گا۔ شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں ترکِ اختیار چاہتا ہوں، شیخ محمد بن قائد رحمۃ اللہ علیہ نے

کہا کہ میں نیا بدرے پر قوت چاہتا ہوں۔ شیخ عمر بزازؒ نے عرض کی کہ میں خوفِ الٰہی
کرتا ہوں۔ شیخ حسن فارسیؒ نے گزارش کی کہ تعلق باللہ میں مجھے جو کیفیت حاصل ہے
اس میں اضافہ چاہتا ہوں۔ شیخ جمیل بولے میں حفظِ وقت کی دولت مانگتا ہوں۔ شیخ
عمر غزال نے کہا کہ مجھے علم میں زیادتی کی نعمت ملے۔ شیخ خلیل صرصریؒ نے عرض کیا
اس وقت تک نہ مروں جب تک قطبیت کے مقام پر فائز نہ ہو جاؤں۔ شیخ ابو البرکات
جامی نے کہا کہ میں محبتِ الٰہی میں استغراق چاہتا ہوں۔ شیخ ابو الفتوح بولے میں قرآن
اور حدیث کے حفظ کا خواہشمند ہوں۔ راوی (ابو الخیر) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی
مجھے ایسی معرفتِ الٰہی نصیب ہو جس سے میں وارداتِ ربانیہ اور اس کے غیر میں امتیاز
کروں۔ ابو عبید اللہ بن ہبیرہ نے کہا کہ میں وزارت کی نیابت چاہتا ہوں۔ شیخ
ابو الفتوح بن ہبۃ اللہ نے کہا کہ میں منتظم دولت خانہ بننا چاہتا ہوں۔ ابو القاسم
صاحب بولے کہ میں بابِ عزیز کا دربان بننا چاہتا ہوں۔

حضرت شیخؒ نے فرمایا:

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا
كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۔ (بنی اسرائیل)

(آپ کے رب کی اس عطا میں سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان
کی بھی۔ اور آپ کے رب کی یہ عطا کسی پر بند نہیں)

شیخ ابو الخیر کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! جس شخص نے جو چیز بھی طلب
کی تھی وہ اسے مل کر رہی، سوائے شیخ خلیل صرصری کے، اس لیے کہ ابھی ان کی قطبیت
کا وعدہ نہیں آیا تھا۔

غریب پروری

غریبوں اور مسکینوں کے لیے آپ مجسم رحمت تھے ان لوگوں
سے آپ بے حد محبت کرتے انھیں اپنے ساتھ بٹھاتے، کھانا
کھلاتے اور ان کی جو بھی خدمت بن آتی کرتے۔ فرماتے تھے اللہ مال و دولت کو
پیار نہیں کرتا بلکہ اسے تقویٰ اور اعمالِ صالحہ محبوب ہیں۔ بے شمار غربا و مساکین آپ

توجہ اور فیضِ صحبت سے ولایت کے درجہ پر پہنچے یا جید عالم بن گئے اور دنیا دار امراء
نے ان کے قدم چھوئے۔ جب آپ گھر سے نکلتے یا جمعہ کے دن جامع مسجد کو تشریف
لے جاتے تو لوگوں کے ہجوم سڑکوں پر جمع ہو جاتے۔ ان میں غربا، مساکین، اغنیاء
ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ کئی خستہ حال لوگ آپ کو راستے میں روک لیتے اور دعا
کراتے۔ آپ نہایت خندہ پیشانی سے ان کی استدعا قبول فرما کر خشوع و خضوع سے
دعا مانگتے۔ اور اپنے روکے جانے کا برا نہ مانتے۔

ابو صالح نصر اپنے والد شیخ عبد الرزاق (ابن شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ) کی زبانی
بیان کرتے ہیں کہ لوگوں میں شہرت اور مقبولیت کے بعد میرے والد گرامی نے صرف
ایک حج کیا۔ اس سفر میں آتے جاتے حضور کی سواری کی مہار میرے ہاتھ میں تھی۔
واپسی پر جب ہم حلہ میں پہنچے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس جگہ کا سب سے غریب
اور مسکین گھرانہ تلاش کرو۔ ہم نے ایک ویران گھر دیکھا جو بالوں کے خیمے پر مشتمل تھا۔
اس میں ایک ضعیف العمر شخص اور اس کی بوڑھی بیوی اور ایک لڑکی قیام پذیر تھے
حضرت شیخ نے اس ضعیف العمر شخص سے اس کے گھر میں اترنے کی اجازت طلب کی
جو اس نے بخوشی دے دی۔

چنانچہ حضرت شیخ اور آپ کے رفقاء اس ویرانے میں اتر پڑے۔ اتنے میں شہر
حلہ کے مشائخ، رؤسا اور اکابرین آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے ان کا اصرار
تھا کہ حضرت شیخ ان کے ہاں فروکش ہوں یا کم از کم یہاں نہ رہیں مگر آپ نے سب کو
انکار فرمایا۔ لوگوں نے گائے بکریاں، مختلف کھانے، سونے اور چاندی کے انبار آپ
کے سامنے لگا دیے اور سفر کے لیے سواریاں تیار کر لیں۔ چاروں طرف سے لوگ آپ
کی خدمت میں حاضری دینے کے لیے پروانہ وار آنے لگے۔ حضرت شیخ نے اپنے رفقاء
سے فرمایا کہ جو مال و اسباب یہاں موجود ہے اس میں سے اپنا حصہ میں اس گھرانے
کے لیے وقف کر چکا ہوں۔ رفقاء نے عرض کیا کہ ہم نے بھی اپنے اپنے حصے راہِ خدا
میں ان لوگوں کو دے دیے ہیں۔ چنانچہ وہ تمام مال و اسباب آپ نے اس ضعیف العمر

اور اس کی بچی کے حوالے کر دیا۔ رات وہاں گزار کر سحری کے وقت وہاں سے کوچ فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ کئی برس بعد میں حلہ سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ وہی ضعیف شخص بستی میں سب سے زیادہ مالدار ہے۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ سب کچھ حضرت شیخ کی اسی ایک رات کی برکت ہے۔ وہی مال و مویشی بڑھ کر یہ صورت اختیار کر گئے ہیں۔

غرضیکہ غریبوں اور مسکینوں میں بیٹھ کر آپ کو بے پناہ مسرت ہوتی اور فرماتے امیروں کی ہم نشینی کی آرزو تو ہر شخص کرتا ہے۔ ان غریبوں کی محبت کسے نصیب ہوتی ہے۔ آپ ہر معاملہ میں غریبوں کو امیروں پر ترجیح دیتے تھے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ آپ نے کسی غریب آدمی کو نظر انداز کر کے متمول شخص کی طرف توجہ کی ہو۔

ایثار

حضرت سید غوث اعظمؓ کا جذبۂ ایثار بے مثل ہے کیونکہ آپ نے ہمیشہ دوسروں کے مفاد کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہوئے ان کی مدد کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کئی وقت سے فاقے سے تھے اور کہیں جا رہے تھے۔ اثنائے راہ میں بھوک لگنے کے سبب سر چکرانے لگا۔ مجبوراً لڑکھڑاتے ہوئے قریب کی مسجد میں پہنچ کر ایک گوشہ میں لیٹ گئے۔ ناگاہ ایک عجمی نوجوان کچھ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لے کر مسجد میں داخل ہوا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ کھانے سے پہلے اس نے آپ کو آواز دی اور اصرار پیہم سے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ دورانِ طعام میں گفتگو کے ذریعہ یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ جیلانی طالب علم ہیں، تو عجمی نے دریافت کیا کہ آپ عبدالقادرؒ کو بھی جانتے ہیں؟ پھر جب اسے معلوم ہوا کہ عبدالقادر یہی ہیں تو کھانا کھاتے آبدیدہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں کئی دن سے آپ کی تلاش میں سرگرداں ہوں اور زادِ راہ ختم ہو جانے کے باعث تین دن فاقے سے گزارنے کے بعد آج آپ کی والدہ کے بھیجے ہوئے آٹھ دیناروں میں سے یہ کھانا لایا ہوں۔ اب آپ میری طرف سے نہیں بلکہ میں آپ کی جانب سے کھا رہا ہوں۔ لہٰذا آپ مجھے اس خیانت کے لیے

معاف فرما دیں۔ آپ کا دریائے کرم تو ہمہ وقت موجزن رہا کرتا تھا۔ سرکار غوث اعظمؓ نے فرمایا کہ نادم و پشیمان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ مال تو خدائے قدیر کا ہے۔ ہم اور تم دونوں ہی اس کے بندے ہیں۔ تمہیں حاجت تھی اگر خرچ کر لیے تو اس میں برائی کیا ہے۔ پھر آپ نے نہ صرف یہ کہ اس کی خوب اچھی طرح خاطر و تواضع کی بلکہ ان آٹھ دیناروں میں سے چند دینار بھی عطا فرما دیے۔ یہاں تک کہ ان آٹھ دیناروں میں سے تیسرے ہی دن، جو سال ڈیڑھ سال تک آپ کے اخراجات کے لیے کافی تھے، ایک بھی نہ بچا۔ جو بھی غریب نظر آیا اسے دے دیا۔

سخاوت اور فیاضی

حضرت غوث اعظمؓ سخاوت اور فیاضی میں اپنی نظیر آپ تھے۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ پاس ہوتا اسی وقت عنایت کر دیتے۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے آپ بہت بڑے سخی، اعلیٰ ترین سیر چشم، بے لاگ فیاض تھے آپ کی بخشش و عطا کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کروڑوں روپے دست مبارک سے تقسیم فرما دیے۔

ویسے تو آپ فراخی و تنگی ہر حال میں خرچ کرنے کے عادی تھے اور بے دریغ راہِ خدا میں خرچ کیا کرتے تھے لیکن بفضلِ الٰہی جب وہ وقت آیا کہ آپ کی خدمت میں لوگوں کی جانب سے نذر و فتوحات کی آمد شروع ہوئی پھر تو کوئی حصر و شمار ہی نہیں تھا۔ ہزاروں لاکھوں روپے نذرانے میں یومیہ آتے تھے مگر اللہ رے آپ کی فیاضی اور دریا دلی کہ ساری کی ساری رقم اسی دن راہِ خدا میں بانٹ دیتے تھے۔ بڑی سے بڑی رقمیں نذرانہ میں آتی تھیں۔ بالکل معمولی درجہ پر کم سے کم پندرہ بیس ہزار روپیہ یومیہ آمدنی تھی مگر ہاتھ میں آیا نہیں کہ غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کے پاس پہنچ گیا۔ روزانہ دن کی آمدنی دن کے اجالے ہی میں تقسیم ہو جاتی تھی۔

سخاوت اور فیاضی کا ایک دریا تھا جو ہر وقت موجیں مار رہا تھا۔ ایک دنیا آستانہ غوثیت مآب سے فیضیاب ہو رہی تھی۔ ہر چہار جانب آپ کی بخشش و عطا کی دھوم مچی تھی۔ دور دور سے لوگ سن کر آتے اور دینی و دنیوی ہر مراد سے شاد کام ہو کر

لوٹتے تھے۔ دنیا و آخرت کی ظاہری و باطنی ہر دولت یہاں تقسیم ہورہی تھی۔ ہر سوالی کو آپ نے محروم واپس نہیں کیا اور دیا بھی تو فیاضی کے ساتھ اتنا دیا کر دامن بھر گیا بلکہ تنگیٔ داماں کی شکایت ہوگئی۔ مانگنے والے نے جو کچھ بھی مانگا اسے ملا۔ بعض آپ کی نظر سوال پر جاتی سوالی پر نہ جاتی تھی۔ مستحق وغیر مستحق کی تمیز کیے بغیر سوال ہوتے ہی دست سخا اپنا کام کر گیا۔ اکثر و بیشتر طلب سے پہلے ہی عطا فرما دیتے تھے۔ سوال رد کرنا آپ کی فطرت کے خلاف تھا۔

ایک دن ایک فقیر کافی دیر تک حضرت کی خدمت میں حاضر رہا اور عرض کیا، سیدی! پہلے تو یہاں روزانہ دریائے سخاوت ٹھاٹھیں مارا کرتا تھا لیکن آج بالکل سکون ہے اور دریائے سخاوت تھما ہوا معلوم ہوتا ہے اس وقت ایک سو چالیس گمراہ اور بدکار لوگ مجلس میں موجود تھے آپ نے ان سب کو اپنے دونوں جانب کھڑا کر لیا اور پھر ان پر اپنی توجہ ڈالی ایک ہی نظر میں سب کے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور سب مرتبہ ولایت پر فائز ہوگئے۔ آپ نے فرمایا جا آج کی سخاوت یہی ہے۔

حق گوئی حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ میں حق گوئی کا اخلاقی وصف بہت نمایاں تھا آپ کی حق گوئی اور بے باکی نے اس دور کے سلاطین و امراء کو بڑی حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ کھری اور سچی بات کہنے میں آپ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کا لحاظ نہیں کرتے تھے اور اس بارہ میں کسی مصلحت یا خوف کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیتے تھے۔ کوئی طبقہ ایسا نہ تھا جو آپ کے دائرہ اصلاح سے باہر ہو۔

آپ معروف کا حکم دیتے اور منکر سے روکتے تھے۔ خلفاء کو، وزیروں کو، قاضیوں کو، عوام کو اور سب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ کام بڑی صفائی سے بھرے مجمع میں اور برسر منبر ہوتا تھا۔ جو خلیفہ کسی ظالم کو حاکم بناتا آپ اس پر نکیر کرتے۔ اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت آپ کو حق کے اظہار سے نہ روکتی تھی۔

شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی موصلیؒ کا بیان ہے کہ میرے والد

کہتے تھے کہ میں نے تیرہ سال حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت کی۔ اس دوران میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی انھوں نے کوئی ناشائستہ کام کیا ہو۔ متبع سنت ہونے کی وجہ سے طبیعت میں نفاست رہتی۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس عرصہ میں نہ تو آپ کسی بڑے آدمی کے لیے کبھی کھڑے ہوئے اور نہ کسی حاکم کے دروازے پر گئے نہ کبھی کسی حاکم کے بچھونے پر بیٹھے اور نہ ہی اس کے دستر خوان سے کبھی کچھ کھایا (سوائے ایک موقع کے) آپ بادشاہوں اور ان کے درباریوں کے پاس جانے کو گناہ سمجھتے تھے اگر کسی بادشاہ یا وزیر ایسے معزز لوگ آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تو آپ ان کے آنے سے پہلے اٹھ کر گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کے لیے اٹھنا نہ پڑے وہ جب آکر بیٹھ جاتے تو حضرت شیخ واپس تشریف لاتے۔ آپ ان سے سخت اور درشت لہجے میں گفتگو فرماتے اور انھیں وعظ و نصیحت میں انتہائی مبالغہ فرماتے۔ وہ لوگ آپ کے ہاتھ چومتے اور آپ کے سامنے مؤدب ہو کر عاجزی سے بیٹھتے۔ اگر کبھی خلیفہ وقت کو خط لکھنے کی نوبت آتی تو اسے یوں تحریر فرماتے،

"عبدالقادر تجھے فلاں کام کا حکم دیتا ہے اور اس کا حکم تجھ پر نافذ ہے۔ وہ تیرا پیشوا اور تجھ پر حجت ہے"۔

خلیفہ کے پاس جب یہ خط پہنچا تو وہ اسے بوسہ دے کر کہتا کہ بلا شبہ حضرت شیخ نے سچ فرمایا۔

غرضیکہ کسی حال میں بھی آپ سچائی کا دامن نہ چھوڑتے تھے خواہ آپ کی جان خطرہ میں پڑ جاتی مگر آپ حق بات کہنے سے کبھی نہیں چوکتے تھے یہاں تک کہ خلیفہ اور جابر حاکموں کے سامنے بھی سچی بات ہی کہتے تھے خواہ انھیں کڑوی لگتی۔ بڑے سے بڑے آدمی سے کبھی مرعوب نہ ہوتے تھے اور نہ دوسرے دنیادار علماء کی طرح ان کا پاس خاطر کرتے تھے۔ یہ جرأت کبھی ہوتی منبر پر کھڑے ہو کر برسر عام بیان کر دیتے۔

ایک مرتبہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے ایک ظالم شخص یحییٰ بن سعید کو بغداد کا قاضی مقرر کر دیا۔ لوگ اس کے ظلم و ستم سے خوب واقف تھے اور اس کا تقرر پسند

ڈرتے تھے مگر خلیفہ کے سامنے اعتراض کرنے کی کسی کو جرأت نہ تھی. غوث اعظمؒ کو جب علم ہوا تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفہ سے علی الاعلان کہہ دیا (خلیفہ مجلس پر موجود تھا) کہ تم نے ایک ظالم شخص کو قضا کے عہدے پر مامور کر دیا ہے. کل اپنے خدا کو جو اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے کیا جواب دو گے؟ یہ سن کر خلیفہ پر ہیبت طاری ہو گئی اور لرزنے لگا. اس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے (یعنی اپنے فعل پر نادم ہونے) کے باعث، اور اسی وقت یحییٰ بن سعید کی معزولی کا حکم جاری کر دیا.

عفو اور درگزر

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ عفو کا پیکر جمیل تھے اگر کسی سے زیادتی ہو جاتی تو آپ درگزر فرماتے جس زمانے میں آپ مدرسہ نظامیہ پڑھاتے تھے اس دور میں خصوصی طور پر آپ نے طلبا کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمایا. کسی پر ظلم ہوتا دیکھتے تو آپ کو جلال آجاتا لیکن خود اپنے معاملے میں کبھی غصہ نہ آتا. اگر بہ تقاضائے بشری آ بھی جاتا تو "خدا تم پر رحم فرمائے" سے زیادہ کچھ نہ کہتے. اگر کوئی شخص کسی معاملہ میں قسم کھا بیٹھتا تو آپ مان لیتے خواہ حقیقت حال کچھ ہی کیوں نہ ہوتی. دوسروں کے عیوب کی تشہیر آپ کو سخت ناپسند تھی. تعلقات کا بے حد لحاظ اور پاس فرماتے تھے. طلبہ کی باتوں کو برداشت کرتے اور ان کے الٹا دینے والے سوالات کا نہایت تحمل سے جواب دیتے. چھوٹوں کی رعایت فرماتے اور بڑوں کی توقیر کرتے. سلام میں ہمیشہ سبقت فرمانے کی کوشش کرتے. آپ فرمایا کرتے تھے اگر برائی کا بدلہ برائی سے دیا جائے تو یہ دنیا خونخوار درندوں کا گھر بن جائے.

بیان کیا جاتا ہے کہ سرکار غوث اعظمؒ کے رحم و کرم کا دریائے بیکراں ہر آن موجزن تھا. رحمت و رأفت کے چشمے ہر لمحہ جاری رہتے تھے. اتفاقاً کبھی آپ کو غصہ آجاتا اور حالتِ جلال میں زبان پر کوئی سخت بات آجاتی جس سے کسی کی دل شکنی ہوتی تو فی الفور آپ کا دل رحم و کرم بھرے جذبات سے لبریز ہو جاتا اور اسے کبیدہ خاطر دیکھ کر آپ بے قرار ہو جاتے.

عجز و انکساری

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی طبیعت میں عاجزی اور انکساری کے اوصاف بھی کمال حد تک موجود تھے. آپ بڑے منکسر المزاج بزرگ تھے. آپ کی عاجزی کا یہ عالم تھا کہ ولایت اور بزرگی کے بلند مرتبہ پر فائز ہوتے ہوئے بھی اپنے چھوٹے بڑے کام خود ہی انجام دے لیتے خود بازار سے جا کر سودا خریدتے. گھر اگر کبھی آپ کی بیویوں میں سے کسی کی طبیعت خراب ہو جاتی تو خود گھر کے سارے کام دست مبارک سے کر لیتے تھے خود ہی آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا لیتے تھے. بچوں کو بہلا کر کھلا بھی دیتے تھے اکثر کنویں سے پانی کھینچ کر کندھے کے اوپر گھر لے آتے تھے. بلا کراہ گھر میں جھاڑو بھی لگا لیا کرتے تھے. غرضیکہ کسی کام سے آپ کو عار نہ تھا.

عام معمولاتِ زندگی میں آپ کے عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ کوئی بچہ بھی آپ سے مخاطب ہو کر بات کرتا تو آپ ہمہ تن گوش ہو جاتے. مفلوک الحال لوگوں کو گلے لگا لیتے فقراء کے کپڑے صاف کرتے اور ان کی جوئیں نکالتے.

ایک دفعہ ایک گلی میں چند بچے کھیل رہے تھے. آپ کا گزر ادھر سے ہوا. ایک بچے نے آپ کو روک لیا اور کہا میرے لیے ایک پیسے کی مٹھائی بازار سے خرید لائیے. آپ کی جبین مبارک پر شکن تک نہ آئی اور فوراً بازار جا کر ایک پیسے کی مٹھائی لا کر اس بچے کو دی. اسی طرح کئی اور بچوں نے آپ سے مٹھائی لانے کو کہا اور آپ نے ہر ایک کی خواہش پوری کی. آپ کا یہ عجز و انکسار بچوں، عام لوگوں اور غرباء و مساکین کے لیے مخصوص تھا. سلاطین، امراء اور وزراء کے لیے آپ ایک مجسمۂ ہیبت تھے. ان کے سامنے عجز و انکسار آپ کے مسلک کے یکسر خلاف تھا.

آپ کا یہ طرزِ زندگی کچھ گھر ہی تک موقوف نہ تھا بلکہ جہاں کہیں بھی آپ تشریف لے جاتے یا حالتِ سفر میں ہوتے اور کسی منزل پر پہنچ کر قیام فرماتے تو وہاں پر بھی آپ کا یہی انداز ہوا کرتا تھا یعنی اپنا تمام کام اپنے ہی ہاتھوں سے کیا کرتے تھے.

پتوں پر گزر اوقات کرنا۔ مکمل عہد جوانی کو ریاضات و مجاہدات و حصول علم کی جدوجہد میں گزار دینا انسانی صبر و استقلال کا بہت زبردست اور عظیم الشان مظاہرہ ہے۔

عہد طالب علمی کے بعد کو تو سکر و جذب کے زمانے سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے مگر طالب علمی کا زمانہ تو خالص ہوش و خرد کا دور تھا۔ ابھی آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ اس زمانہ میں آپ کی کیا حالت تھی۔

عین شباب کا عالم تھا لیکن اس دور کو بھی آپ نے اس طور سے گزارا کہ اگر یہ کہا جائے تو قطعی مبالغہ نہ ہوگا کہ دنیا کے کسی بھی طالب علم نے اس طرح یہ دور نہ گزارا ہوگا سارا سارا دن مدارس میں عرق ریزی، محنت و دماغ سوزی کرنا۔ پوری پوری رات بیداری کے ساتھ خرابات و کھنڈرات اور ویرانوں میں پڑے رہنا۔ نہ بستر نہ تکیہ، نہ بدن پر پورا کپڑا، نہ سونے کی جگہ نہ کھانے کا ٹھکانہ، مہینہ بھر میں ایک دن شکم سیر ہیں۔ گھر سے آئے ہوئے دینار فقیروں حاجتمندوں کو تقسیم کر دیے ہیں اور پھر انتیس دن فاقہ کشی میں گزار رہے ہیں۔ فاقہ بھی ایسے ویسے نہیں بلکہ یوں کہ تین تین دن کچھ بھی میسر نہ ہوا نہ ساگ ملے نہ پتے لیکن معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا دن بھر اسی طرح حصول علم کی جستجو اور رات بھر ریاضتیں اور بیداریاں، اس قدر سختیاں اور مصائب جب دامن صبر و استقلال کو پارہ پارہ کرنے لگتے امواج مصائب سر سے گزرنے لگتیں تو زمین کے اوپر لیٹ جاتے اور فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا پڑھنے لگتے تھے۔ پروردگار عالم اپنے فضل بے نہایت سے آپ کے قلب مبارک کو تقویت عطا فرما دیتا اور امواج و حوادث واپس لوٹ جاتے تھے۔ ذہن کا بوجھ ہلکا ہوجاتا تھا اور روحانی کوفت دور ہوجاتی تھی اور پھر آپ تازہ بتازہ ہوکر اپنے علمی و روحانی مشاغل میں مشغول ہوجاتے۔

شیخ امام احمد بن صالح بن شافع جیلی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے ساتھ مدرسہ نظامیہ میں گیا وہاں فقہاء اور فقراء کی ایک جماعت جمع ہوگئی۔ آپ نے قضا و قدر کے بارے میں خطاب شروع کیا۔ تقریر کے دوران

چھت سے آپ کی گود میں ایک بڑا سانپ آن گرا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ تنہا باقی رہ گئے۔ وہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا۔ اور جسم پر گھومنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد آپ کے گریبان سے نکلا اور گردن پر لپٹ گیا اس دوران نہ تو آپ نے تقریر روکی اور نہ ہی نشست میں کوئی تبدیلی کی۔ کچھ دیر بعد وہ سانپ نیچے اتر آیا اور آپ کے سامنے اپنی دُم پر کھڑا ہوگیا اور چلانے لگا۔ آپ نے اس کے ساتھ ایسا کلام فرمایا جسے ہم لوگ نہ سمجھ سکے۔ اس کے بعد وہ چلا گیا اب لوگ واپس آئے اور سانپ کی گفتگو کے بارے میں پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بے شمار اولیاء کو آزمایا لیکن آپ جیسا ثابت قدم میں نے نہیں دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ جس وقت تو میری گود میں گرا ہے، میں قضا و قدر سے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ تُو تو ایک معمولی سا کیڑا ہے جسے قضا و قدر چلا رہی ہے اگر اس وقت میں اٹھتا یا اپنی نشست میں تبدیلی کرتا تو میرا فعل میرے قول کے مطابق نہ رہتا۔

ہمدردی اور شفقت

حضرت غوث اعظم رح کا رویہ بڑا ہمدردانہ اور مشفقانہ تھا۔ مجلس میں آنے والوں کے لیے ہر وقت ہمدردی کا اظہار فرماتے اگر کوئی ملنے والا چند روز نہ آتا تو دوسروں سے اس کی خیر و عافیت دریافت فرماتے اور بعض اوقات یوں بھی کرتے کہ خادم سے کہتے کہ جا کے معلوم کرو کہ فلاں شخص کہیں کسی پریشانی میں تو نہیں مبتلا ہوگیا۔ طبیعت تو نہیں خراب ہوگئی ہے۔ جب تک اس کی خیریت نہ معلوم فرما لیتے مطمئن نہ ہوتے اگر وہ شخص بیمار ہوتا اور اس کی علالت کی خبر آپ کو ملتی تو اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔ اپنی تمام زندگی میں اپنے حلقہ بگوشوں اور اپنی بارگاہ کے تمام حاضر باش حضرات میں سے جس کسی کی بھی علالت کی خبر پاتے ضرور ضرور اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔ اور بہت قریب جا کر بیٹھتے تھے۔ دیر تک اطمینان و تسلی بخش باتیں کرتے اور ہمدردی کا اظہار فرماتے تھے۔

احباب میں سے ایک شخص بغداد مقدس سے کافی فاصلے پر ایک گاؤں میں رہتے تھے ایک مرتبہ وہ بیمار پڑے۔ آپ کو ان کی علالت کی خبر ملی تو آپ سفر کی تمام دشواریاں برداشت کرکے اسی گاؤں میں ان کی عیادت فرمانے تشریف لے گئے اتفاق سے اس وقت وہ گھر کی بجائے اپنے کھجوروں کے باغ میں لیٹے ہوئے تھے آپ نے اسی باغ میں جا کر عیادت فرمائی۔ اس باغ میں دو درخت ایسے تھے جو خشک ہو گئے تھے اور صاحب باغ ان کے کٹوانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ دوران گفتگو اس کا ذکر آیا آپ نے ان درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد ہفتہ کے اندر ہی ان درختوں میں دوبارہ زندگی آ گئی اور شاداب ہو کر کثرت پھلنے لگے۔ روایت کی شہادت یہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری ایسی برکت کا باعث بنی کہ ان کے کاروبار میں بھی کافی ترقی ہو گئی۔

غرضیکہ بیماروں کی عیادت کرنے میں جو عظیم درجہ اور ثواب ہے سیدنا غوث اعظم اس سے پوری طرح آگاہ تھے اس لیے آپ اس ثواب عظیم کے حصول کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے دوست شیخ نجم الدینؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار غوث اعظمؓ کے پاس چلہ میں تھا۔ چالیسویں دن میں نے دیکھا کہ شیخ سہروردیؒ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہیں اور ایک پیمانہ ہاتھ میں ہے جسے جواہرات سے بھر بھر کر پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوئے لوگوں کے اوپر پھینک رہے ہیں یہ منظر دیکھ کر میں بے حد متحیر ہوا کہ لوگ ان جواہرات کو جب چن لیتے ہیں تو اتنے ہی جواہرات پھر پیدا ہو جاتے ہیں اور آپ اسی پیمانہ سے بھر بھر کر نیچے لوگوں کے سامنے پھینک دیتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی چشمہ ہے جس سے جواہرات اُبل رہے ہوں جب میں چلہ سے باہر آیا تو حضرت شیخ سہروردیؒ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت شیخ سہروردیؒ نے فرمایا نجم الدین! تم نے جو کچھ مشاہدہ کیا وہ حقیقت ہے۔ یہ دولت

سرکار غوث اعظمؓ کی بدولت حاصل ہوئی ہے۔ علم کلام کے عوض مجھے یہ نعمت عطا کی گئی ہے یہ سرکار غوث اعظمؓ کا کرم تھا۔

چونکہ شیخ سہروردیؒ سے آپ نے علم کلام سلب فرما دیا تھا اس لیے اس کا بدلہ ضروری تھا۔ یہی صفت کریم ہے کہ جب وہ کسی سے کوئی چیز مصلحتاً لے لیتا ہے تو اس کا کئی گنا بڑھا کر بدلہ عطا کرتا ہے آپ کریم بن کریم ہیں۔ بھلا آپ کیونکر بدلہ نہ عنایت فرماتے۔ دیا اور اس قدر دیا کہ جس کی کوئی مثال موجود نہیں۔

شیخ ابو محمد علی بن ابی بکر یعقوبی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ علی بن ہیتی میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی خدمت میں لے گئے۔ اور ان سے کہا یہ میرا غلام ہے۔ حضرت شیخ نے اپنا کپڑا اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا تم نے عافیت کا کرتا پہن لیا۔ اسے پہنے ہوئے مجھے پینسٹھ برس ہونے کو آئے ہیں۔ اس دوران مجھے کبھی کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچی جس کا میں شکوہ کروں۔

ایک اور موقع پر مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے اور انؓ سے کہا کہ میں اس کے لیے آپ سے ایک باطنی خلعت طلب کرتا ہوں۔ حضرت شیخ نے یہ سن کر دیر تک اپنا سر جھکائے رکھا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ آپ سے نور کی ایک کرن ظاہر ہوئی اور مجھ سے چمٹ گئی۔ بس میں قبر والوں اور ان کے حالات دیکھنے اور فرشتوں کو اپنے اپنے مقام پر مختلف زبانوں میں تسبیح کرتے ملاحظہ کرنے لگا اور ہر انسان کی پیشانی پر جو لکھا ہے میں اسے بآسانی پڑھنے لگا۔ میرے لیے اور کئی عظیم الشان امر ظاہر کر دیے گئے اور مجھے فرمایا گیا کہ خوف نہ کرو لے لو۔ شیخ علی نے فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ اس کی عقل زائل نہ ہو جائے۔ اس پر حضرت شیخ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا تو میں نے اپنے باطن کو سندان کی طرح مضبوط پایا اس کے بعد جو چیزیں میں نے دیکھیں اور سنیں ان میں سے کسی شے سے میں نہیں ڈرا اور میں اب تک ملکوت کی راہوں میں اسی چمک کے نور سے روشنی لے رہا ہوں۔

جب میں پہلے پہل بغداد میں داخل ہوا اس وقت وہاں کسی انسان کو جانتا تھا نہ

کسی عمارت کو۔ میں نے ایک خوبصورت مدرسے میں پناہ حاصل کی۔ یہ مدرسہ شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا تھا۔ اتفاق سے اس وقت وہاں میرے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔ میں نے سنا کہ مدرسہ میں واقع ایک گھر میں ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا ہے اے عبدالرزاق! باہر نکل اور دیکھ وہاں کون ہے؟ وہ باہر نکلے اور اندر واپس گئے اور کہا وہاں تو کوئی نہیں ہے۔ ہاں البتہ گاؤں کا ایک لڑکا ہے۔ فرمایا اس لڑکے کی تو بہت بڑی شان ہے۔ پھر حضرت شیخ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ کے پاس روٹیاں اور طعام تھا۔ اس سے پہلے میں نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا تھا۔ آپ کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے میں کھڑا ہو گیا۔ فرمانے لگے علی آؤ؟ وہ طعام میرے آگے رکھ دیا۔ پھر فرمایا اللہ تجھے نفع دے۔ یہ کلمہ تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا کہ عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تیری احتیاج ہوگی اور تو کلی ہو جائے گا۔ اب مجھے دیکھ لو میں حضرت شیخ کی دعا کا ثمرہ ہوں۔ (خلاصۃ المفاخر)

مخلوقِ خدا کی بھلائی

آپ نے ہمیشہ مخلوقِ خدا کی بھلائی کی۔ اپنے پاس آنے والوں کی راہِ ہدایت کی طرف راہنمائی فرمائی۔ بھٹکی مخلوقِ خدا کو دعاؤں کے ذریعے نجات کے راستے پر گامزن کیا اگر کوئی پریشان حال آیا تو اس کی بات سن کر ہر ممکن مدد کی۔ مخلوقِ خدا آپ کو اپنا غمخوار جانتے ہوئے جوق در جوق آتی تھی اور آپ کی صحبت سے سکون حاصل کر کے جاتی۔ مخلوقِ خدا کی بھلائی کے چند واقعات حسبِ ذیل ہیں:-

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز کا بیان ہے کہ شب جمعہ چاند رات رمضان المبارک ۵۴۵ھ میں آدھی رات کے وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے اپنے مؤذن سے فرمایا کہ مینار پر چڑھ کر پہلی اذان دے دو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر تھوڑی دیر بعد تیسرے پہر کے آغاز میں اسے فرمایا دوسری اذان دے دو۔ اس نے دے دی۔ اول سحر میں پھر اس سے فرمایا کہ مینار پر چڑھ کر تیسری اذان کہہ دو۔ اس نے کہہ دی۔ تھوڑی دیر بعد اسے فرمایا کہ سحری کی ندا کرو۔ اس نے وہ بھی کر دی۔ صبح

کے وقت آپ کے خاص اصحاب نے اس بات کا راز پوچھا تو فرمایا کہ جس وقت میں نے اسے پہلی اذان کا حکم دیا اس وقت عرش میں زبردست حرکت پیدا ہوئی اور اس کے نیچے سے ندا کرنے والے نے پکارا کہ مقربین میں سے اخیار لوگوں کو چاہیے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں۔ جس وقت میں نے دوسری اذان کہنے کے بارے میں حکم دیا اس وقت عرش میں پہلے سے ذرا کم حرکت پیدا ہوئی اور عرش کے نیچے سے ایک منادی نے پکار کر اٹھ کھڑے ہوں اولیائے ابرار۔ اور جس وقت میں نے تیسری اذان کے لیے کہا تو عرش میں حرکت پیدا ہوئی مگر پہلے دونوں دفعہ کی بہ نسبت کم اور اس وقت عرش کے نیچے سے آواز آئی کہ سحر کے وقت مغفرت طلب کرنے والے اٹھیں۔ میں نے ان آوازوں سے پہلے مرتبے والے لوگوں کو آگاہ کیا کہ یہ تمہارا وقت ہے پھر دوسرے مرتبے کے لوگوں کو متنبہ کیا کہ اشواب تمہارا وقت ہے اور آخر میں تیسرے مرتبے کو اطلاع دی کہ اشواب تمہارا وقت ہے۔

شیخ عبداللہ جبائی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ ابتدائے حال کی طرح میں جنگلوں اور ویرانوں میں رہوں۔ جہاں میں کسی کو نہ دیکھوں اور نہ کوئی مجھے دیکھے ۔۔۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے اپنی مخلوق کی منفعت کا ارادہ کیا چنانچہ یہود و نصاریٰ میں سے پانچ ہزار سے زیادہ آدمی میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ سے زائد ڈاکو اور مختلف میرے ہاتھ پر تائب ہوئے اور یہ ایک عظیم فائدہ ہے۔

شیخ خلیفہ بن موسیٰ عراقی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حبش کے علاقے سے گزرا میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ہوا میں بیٹھے ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ ہوا میں کیوں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے فرمایا خلیفہ! میں نے ہوا کی مخالفت کی ہے اب میں ہوا کے ایک قبے میں محبوس ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی

زیارت کے لیے آپ کی خانقاہ میں آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بزرگ حضرت شیخ کے سامنے مؤدب بیٹھے ہیں۔ انھوں نے حضرت شیخ سے باتیں کیں۔ حقائق و معارف کے مسائل پوچھے مگر میں نے یہ باتیں نہ سمجھیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ اٹھ کر چلے گئے اور میں اس بزرگ کے ساتھ تنہا رہ گیا۔ میں نے ان سے کہا عجیب بات ہے کہ میں آپ کو یہاں دیکھ رہا ہوں۔ انھوں نے کہا تو کیا اللہ کا کوئی برگزیدہ ولی، مقرب یا حبیب ایسا ہے جس کی یہاں آمد و رفت یا یہاں سے اکتساب فیض نہ ہو۔ میں نے پوچھا کہ میں نے تو آپ کی گفتگو سے کچھ نہیں سمجھا۔ انھوں نے فرمایا کہ ہر مقام کے جدا احکام ہیں۔ ہر حکم کے لیے معانی ہیں پھر ہر معنی کے لیے عبارت ہے جس سے اس کی تعبیر کی جاتی ہے۔ اس عبارت کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس نے اس کے معنی سمجھے ہیں اور اس کا معنی وہی سمجھتا ہے جس کے لیے اس کا حکم ثابت ہو چکا ہو اور حکم اسی کے لیے ثابت ہوتا ہے جو اس مقام کا حامل ہوتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا حضرت شیخ کی جو تعظیم اور ان کے سامنے تواضع کا جو مظاہرہ میں نے آج آپ سے دیکھا ہے ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ انھوں نے کہا کہ میں اس شخص کی تواضع کیوں نہ کروں جس نے مجھے ولی بنایا اور تصرف عطا فرمایا۔ میں نے کہا کہ آپ کو کس چیز کا والی بنایا گیا ہے اور کس چیز پر آپ کو تصرف عطا کیا گیا ہے؟ انھوں نے کہا مجھے سو عینیں مردوں پر مقدم ہونے کا والی اور ان کے احوال پر متصرف بنایا گیا ہے مگر انھیں وہی شخص دیکھ سکتا ہے جس کو اللہ چاہے۔

مہمان نوازی

آپ بڑے بلند درجے کے مہمان نواز تھے جو شخص بھی مہمان کی حیثیت سے آتا اس کی حسبِ استطاعت مہمان نوازی کرتے تھے۔

ابو عبداللہ محمد بن احمد نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب شیخ موفق الدین سے جناب شیخ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ کی آخر عمر میں شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔ آپ نے ہمیں اپنے مدرسہ میں

ٹھہرایا اور دورانِ قیام نہایت شفقت اور توجہ سے پیش آئے۔ اکثر اپنے صاحبزادے کو روشنی اور دوسرے انتظامات کی نگرانی کے لیے بھیجتے تھے اور بسا اوقات ہمارے لیے کھانا گھر سے بھجواتے۔ نمازوں کے اوقات جب آپ باہر تشریف لاتے تو امامت کے فرائض آپ ہی انجام دیتے۔ میں دورانِ قیام آپ سے کتاب المزنی پڑھتا، اور حافظ عبدالغنی "الہدایہ" پڑھتے تھے۔

آپ کے پاس مباح زرعی زمین کا ایک قطعہ تھا جس میں آپ دیہاتیوں سے کاشت کرواتے اور آپ کے بعض مصاحب غلہ پیس کر چار پانچ روٹیاں تیار کر دیتے پھر آپ ان روٹیوں میں سے ایک ایک ٹکڑا حاضرین مجلس میں تقسیم فرما دیتے اور جو کچھ باقی بچتا اس کو اپنے لیے رکھ لیتے۔ روزانہ رات کو آپ کا ایک غلام روٹیوں کا طباق لیے ہوئے دروازہ پر کھڑے ہو کر صدا لگاتا، کیا کسی کو روٹی کی ضرورت ہے کیا کسی کو رات بسر کرنے کے لیے جگہ درکار ہے؟

حضرت شیخ کے پاس جب کہیں سے ہدیہ آتا تو آپ سب کا سب یا اس کا کچھ حصہ حاضرین مجلس میں ضرور تقسیم فرما دیتے اور ہدیہ بھیجنے والے کے پاس بطور اظہار تشکر خود بھی ہدیہ ارسال فرماتے۔ آپ احباب کی نذر بھی قبول فرماتے۔

علامہ ابن نجار اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے تمام اعمال کی چھان بین اور جستجو کی تو مجھے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر عمل کھانا کھلانا اور حسنِ اخلاق سے پیش آنا ہے اور اگر میرے ہاتھ میں پوری دنیا کی دولت بھی دے دی جائے تو میں اسے بھوکوں کو کھانا کھلانے میں صرف کر دوں کیونکہ میرے ہاتھ میں سوراخ ہیں جن میں کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی اور اگر میرے پاس ہزاروں دینار آجائیں تو میں رات گزرنے سے قبل ہی خرچ کر ڈالوں۔

جمال غوثِ اعظم رح

اللہ تعالیٰ نے حضرت غوثِ اعظم رض کو ظاہری شکل و صورت میں بھی بے پناہ حسن و جمال سے نوازا۔ آپ کے متعلق راویان اس حقیقت پر متفق ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی بے حد حسین و جمیل تھے۔ کثرتِ ریاضت اور زہد کی وجہ سے آپ کا جسم مبارک قدرے نحیف تھا۔ شیخ ابو عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رض کا قد میانہ، سینہ کشادہ اور رنگ گندمی تھا۔ آنکھیں سرمگین اور نورِ معرفت سے لبریز تھیں، بھویں باریک اور ملی ہوئی تھیں۔ سرِ اقدس بڑا اور آپ کے عالی دماغ ہونے کا شاہد تھا۔ سرِ اقدس اور ریش مبارک کے بال نہایت ملائم اور چمکدار تھے۔ ریش مبارک بہت گنجان اور خوبصورت تھی۔ سر کے بال بالعموم کان کی لو تک رہتے تھے۔ دانت ہر قسم کی آلائش سے پاک اور موتیوں کی طرح چمکتے تھے رخساروں کا رنگ سپیدہ و شہاب تھا۔ چہرہ کتابی اور ناک ستواں تھی۔ ہونٹ پتلے اور نہایت دلآویز تھے۔ جب بات کرتے تو معلوم ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ آواز نہایت بلند تھی اور اس زمانہ میں جبکہ آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) کا تصور تک بھی نہ تھا آپ کی آواز ستر ستر ہزار کے مجمع میں دور و نزدیک ہر ایک کو یکساں پہنچتی تھی۔ ہتھیلیاں کشادہ اور نرم تھیں۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں سیدھی اور خوشنما تھیں۔ چہرہ مبارک پر نور برستا تھا۔ آپ کو دیکھ کر ہی یقین کامل ہو جاتا تھا کہ عارفِ کامل اور مقربِ الٰہی ہیں۔

کمال گفتگو

آپ جس وقت کلام فرماتے تھے مجلس گونج اٹھتی تھی۔ آواز مبارک میں قدرتی ایسا رعب تھا کہ جب بھی آپ نے گفتگو فرمائی یا مجمع عام میں کچھ ارشاد فرمایا تو تمام سامعین اور مخاطب دم بخود ہو کر متوجہ ہو جاتے

تھے۔ کسی کو حضرت کے کلام سے غیر ملتفت ہونے کی مجال نہ تھی۔ عجیب بات یہ تھی کہ سب دور اور نزدیک والے حضرات آپ کی آواز کو یکساں سنتے تھے اور ہر ایک کو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ حضرت ان کے قریب ہی ارشاد فرما رہے ہیں۔ کلام کرتے وقت کسی کو بجز سکوت کے دم مارنے کی گنجائش نہ ہوتی تھی۔ جو کچھ حکم ارشاد فرماتے اسی وقت اس کی بجا آوری اور تعمیل ہو جاتی تھی۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ ابو محمد عبداللطیف بن ابی طاہر بغدادی صوفی کا بیان ہے کہ جس وقت جنابِ شیخ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رض بہت اہم اور عظیم خطاب فرماتے تو اس کے بعد یوں گویا ہوتے۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ تم کہو کہ تو نے سچ کہا۔ میں تو ایسی یقینی باتیں کرتا ہوں جن میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ مجھے بلوایا جاتا ہے تو میں بولتا ہوں۔ مجھے (خزانہ غیبی سے) عطا کیا جاتا ہے تو میں تقسیم کرتا ہوں۔ مجھے حکم دیا جاتا ہے تو میں وہ کام کرتا ہوں۔ ذمہ داری اس کی ہے جو مجھے حکم دیتا ہے تمہارا مجھے جھٹلانا دینی اعتبار سے تمہارے لیے زہر قاتل ہے اور اندیشہ ہے کہ اس طرح تمہاری دنیا و آخرت برباد ہو جائے۔ میں بہت بڑا دریا ہوں۔ میں بڑا قتل کرنے والا ہوں۔ اور ڈراتا ہے تم کو اللہ اپنی ذات سے۔ اگر میری زبان پر شریعت کے قفل نہ ہوتے تو جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو یا بچا کر چھوڑتے ہو، میں تمہیں ان تمام کی خبر دیتا۔ تم لوگ میرے سامنے شیشے کی طرح ہو جو کچھ تمہارے پیٹ میں ہے اور تمہارے ظاہر میں ہے مجھ سے مخفی نہیں۔ اگر حکم خداوندی کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو صاعِ یوسفی اپنے اندر موجود چیز سے مطلع کرتا مگر علم دلیل کا محتاج ہے (یا فرمایا) علم عالم کے دامن میں اسی لیے پناہ حاصل کرتا ہے کہ وہ اس کے مخفی بھید ظاہر نہ کرے۔

آپ کی مجالس میں بعض اوقات حاضرین کی تعداد ستر ستر ہزار سے بھی تجاوز کر جاتی تھی اور لوگ کئی کئی فرلانگ تک پھیلے ہوتے تھے لیکن آپ کی آواز دور اور نزدیک ہر شخص کو یکساں پہنچتی تھی۔ حالانکہ کوئی دوسرا شخص گلا پھاڑ کر بھی

چلاتا تو اس کی آواز اتنے مجمع میں دور کے لوگوں تک بمشکل پہنچتی تھی اس کے برعکس آپ نہایت متانت اور وقار کے ساتھ اپنا وعظ فرماتے اور اس کا ایک ایک لفظ سب کو یکساں اور صاف صاف سنائی دیتا۔

نظرِ مبارک

حضور جس شخص یا جس اجتماع پر نظرِ جمال باکمال سے توجہ فرماتے وہ کیسا ہی سخت طبع، سنگدل کیوں نہ ہوتا، خاشع، خاضع بلکہ اور غلام بن جاتا۔ (تفریح الخاطر)

شیخ مکارم کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سیدی عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں ان کے مدرسے میں حاضر تھا کہ اس دوران فضا میں دراج نامی پرندہ اڑتا ہوا گزرا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں دراج کا گوشت جَو کے ساتھ کھاتا۔ اس خیال کے آتے ہی حضرت شیخ نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے۔ اور فضا کی طرف نگاہ اٹھائی۔ اتنے میں دراج مدرسہ کے صحن میں آن گرا۔ اور بھاگ کر میری ران پر سوار ہو گیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا اے مکارم! تمہیں جس چیز کی خواہش ہے وہ لے لو یا اللہ تعالیٰ تم سے اسے جَو کے ساتھ کھانے کی خواہش چھین لے گا۔ اس وقت سے آج کے دن تک دراج کے گوشت سے میری نفرت کا یہ عالم ہے کہ اگر اسے بھون پکا کر میرے سامنے رکھا جائے تو میں اس کی بو بھی برداشت نہیں کر سکتا حالانکہ اس سے پہلے یہ مجھے سب سے زیادہ پسند تھا۔

ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں موجود تھا اس وقت آپ واصلین کے مقامات اور عارفین کے مشاہدات کے سلسلے میں کلام فرما رہے تھے یہاں تک کہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے اشتیاق میں تڑپنے لگے۔ میں نے سوچا کہ آخر مقصود کس طرح حاصل ہوگا؟ آپ نے کلام روک دی اور میری طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا تیرے اور تیری مراد و مقصود کے درمیان صرف دو قدموں کا فاصلہ ہے۔ ایک قدم سے دنیا چھوڑ دے اور دوسرے سے اپنے نفس کو۔ پھر صرف تُو ہے اور تیرا رب۔

پسینہ کی خوشبو

مفتی عراق حضرت محی الدین ابو عبداللہ محمد بن حامد البغدادیؒ حضرت غوث پاکؒ کے خصائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "طیب الاعراق" کہ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا۔ (قلائد الجواہر)

آپ کے ہاتھوں کا کمال

شیخ علی بن ادریس یعقوبیؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے شیخ مجھے ایک دفعہ ۵۹۶ھ میں آپ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت تھوڑی دیر خاموش رہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم اطہر سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر میرے جسم میں مل گئی ہیں۔ اس وقت میں نے اہل قبور کو دیکھا اور ان کے حالات اور مراتب و مناصب کو دیکھا اور فرشتوں کو بھی دیکھا۔ نیز مختلف آوازوں میں میں نے ان کی تسبیحیں سنیں اور ہر ایک انسان کی پیشانی پر جو کچھ لکھا تھا اس کو میں نے پڑھا اور بہت سے واقعات اور عجیب و غریب امور مجھ پر منکشف ہوئے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا ڈرو مت۔ تو میرے شیخ طریقت حضرت علی بن ہیتی نے حضرت کی خدمت میں عرض کی حضور والا! مجھے اس کی عقل زائل ہونے کا ڈر ہے۔ تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا۔ پھر جو کچھ میں نے دیکھا میں اس سے قطعاً نہ گھبرایا اور فرشتوں کی تسبیحوں کو میں نے پھر سنا۔ اور اب تک میں عالم ملکوت میں اس روشنی سے مستفید ہوتا ہوں۔ (قلائد الجواہر)

شیخ کبیر عارف باللہ علی بن ہیتیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت کے لیے بغداد حاضر ہوا۔ اس وقت آپ چھت پر چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے فضا میں نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ مردانِ غیب کی چالیس صفیں ایستادہ تھیں اور ہر صف میں ستر مرد تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ بیٹھ کیوں نہیں جاتے۔ انھوں نے کہا آپ کی نماز مکمل ہو جائے یا نماز پوری فرمالیں، اجازت فرمائیں گے تب بیٹھیں گے۔ یہ اس لیے کہ آپ کا ہاتھ ہمارے ہاتھوں کے اوپر، آپ کا قدم ہماری گردنوں پر اور آپ کا حکم ہم پر رواں ہے۔ جس

[illegible]

کے دنوں میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اس موسم میں آپ کے جسم پر صرف ایک کُرتا اور سر پر ایک ٹوپی ہوتی تھی اور آپ کے جسم سے پسینہ بہتا تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر رہنے والے لوگ گرمیوں کی طرح پنکھے سے آپ کو ہوا دیے ہوتے تھے۔

آپ کی ٹوپی مبارک

شیخ ابو عمرو صیریفینیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت غوث اعظمؒ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے ارشاد فرمایا " زود باشد کہ خدا تعالیٰ ترا مریدے بدہد نام وے عبد الغنی بن نقطہ کہ مرتبہ وے بلند تر باشد از بسیارے اولیاء و خدا تعالیٰ بوے مفاخرت کند بر ملائکہ" (عنقریب تم کو اللہ تعالیٰ مرید دے گا جس کا نام عبد الغنی بن نقطہ ہوگا جس کا رتبہ بہت سے اولیاء اللہ سے بلند تر ہوگا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ملائکہ پر فخر کرے گا۔) بعد ازیں آپ نے اپنی ٹوپی مبارک میرے سر پر رکھ دی برودت و خنکی آں بدماغ من رسید واز دماغ بدل ملکوت بر من کشف گشت شنیدم و آنچہ در عالم است حق تعالیٰ سبحانہٗ میگویند" (ٹوپی رکھنے کی خوشی اور اس کی ٹھنڈک میرے دماغ میں پہنچی اور دماغ سے دل تک عالم ملکوت کا حال مجھ پر واضح ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے (نفحات الانس)

آپ کی قمیص مبارک کی برکت

ایک دفعہ حضرت علی بن ابی نصر الہیتیؒ اپنے مرید شیخ علی بن ادریس یعقوبیؒ کو سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں لے گئے اور آپ شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ان کی رعایت سے آپ شیخ علی بن ادریس یعقوبیؒ کے ساتھ نہایت تلطف سے پیش آئے اور از راہ شفقت اپنی قمیص اتار کر انھیں پہنا دی۔ پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا " علی تم نے تندرستی کی قمیص پہن لی" شیخ علی بن ادریس یعقوبیؒ کا بیان ہے کہ اس قمیص مبارک کو پہنے ہوئے آدھی

پینسٹھ برس ہو چکے ہیں لیکن آج تک مجھے کوئی بیماری نہیں ہوئی۔ (قلائد الجواہر)

خوراک

غرباء و مساکین کے لیے تو آپ کا دستر خوان نہایت وسیع تھا لیکن اپنی خوراک بہت کم اور سادہ ہوتی تھی اسے روکھی سوکھی کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ اکثر فاقہ کرتے اور ہفتہ میں صرف دو دن یعنی دو شنبہ اور جمعہ کو کھانا تناول فرماتے۔ کھانا اکثر بلا نمک ہوتا تھا اور کھانے میں سے مرغن و لذیذ اشیاء (یعنی گھی، دودھ اور گوشت اکثر چھوڑ دیتے تھے۔ یہ آپ کی عام خوراک تھی۔ ورنہ کبھی کبھار عمدہ سے عمدہ غذا بھی کھا لیتے اور پر تکلف دعوت بھی قبول فرما لیتے تھے۔

خوشبو کا استعمال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ کو بھی خوشبو پسند بہت تھی طبعاً عفونت اور بدبو سے سخت متنفر تھے۔ ہر روز غسل فرماتے اور خوشبو و عطر لگا کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

آپ کے معمولات کے متعلق روایات

ابو صالح کا بیان ہے کہ میرے والد عبد الرزاق نے ہمیں بتایا۔ ابوالحسن کا کہنا ہے کہ ہمیں شیخ عمر بزاز نے خبر دی۔ ابو زید کہتے ہیں کہ ہمیں ابو اسحٰق ابراہیم بن سعید بازی نے خبر دی کہ ہمارے شیخ سیدی محی الدین عبد القادرؒ علماء کا لباس پہنتے تھے۔ آپ طیلسان اوڑھتے اور خچر پر سواری کرتے۔ آپ بلند کرسی پر بیٹھ کر کلام فرماتے۔ آپ کے کلام میں طنطنہ اور تیزی ہوتی۔ آپ کی بات توجہ سے سنی جاتی۔ جس وقت آغاز کرتے خاموشی چھا جاتی اور جس بات کا حکم کرتے اسے بجا لانے میں لوگ جلدی کرتے۔ سخت دل آدمی آپ کو دیکھ لیتا تو نرم اور منکسر ہو جاتا۔ اگر تو حضرت شیخ کو دیکھ لے تو گویا سارے جہان کے لوگوں کو دیکھ لے۔ آپ جب نماز جمعہ کی خاطر جامع مسجد کی طرف نکلتے تو بازاروں میں لوگ ٹھہر جاتے اور آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرتے۔ دنیا میں آپ کا شہرہ اور غلغلہ تھا۔ آپ کا طریقہ حسنِ خلق اور خاموشی تھا۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن آپ مسجد میں چھینکے تو آپ کی چھینک کے جواب میں ہر طرف سے " یرحمک اللہ"

(اللہ آپ پر رحم کرے) "ویرحم بک" (اور اللہ آپ کی برکت سے لوگوں پر رحم فرمائے) کا شور اٹھا۔ اس وقت خلیفہ مستنجد باللہ عباسی جامع مسجد کے مقصورہ میں موجود تھا۔ اس نے گھبرا کر پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ اسے بتایا گیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رح چھینکے ہیں۔ وہ یہ سن کر دہشت زدہ رہ گیا۔

شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی صوفی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی انتہائی پرہیبت اور رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ جس وقت کسی کی طرف نگاہ اٹھاتے تو یوں لگتا تھا کہ یہ شخص کانپنے لگے گا اور بسا اوقات واقعی ایسے لوگ کانپنا شروع کر دیتے تھے۔ آپ جس وقت بیٹھتے تو لوگوں کی ایک جماعت ایسی آپ کو گھیر لیتی جو دیکھنے میں شیر معلوم ہوتے تھے۔ یہ لوگ آپ کے احکام بجا لانے اور فرمان کی پیروی کرنے کے سلسلے میں اشارۂ ابرو کے منتظر ہوتے تھے۔

شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی کا بیان ہے کہ شیخ بقا، شیخ علی بن ہیتی اور شیخ ابوسعد قیلوی رح ایسے مشائخ جس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی خانقاہ میں آتے تو اس کے دروازے جھاڑ دیتے اور چھڑکاؤ کرتے اور اندر داخل ہونے کے لیے اجازت کے منتظر رہتے۔ اجازت ملنے پر جب یہ حضرات داخل ہوتے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ حضرت شیخ انھیں بیٹھنے کا حکم فرماتے پھر یہ حضرات پوچھتے "ہمیں امان ہے؟" ارشاد ہوتا تمھیں امان ہے۔ اس کے بعد باادب ہو کر یہ لوگ بیٹھ جاتے۔ جس وقت آپ سوار ہوتے اگر ان میں سے کوئی صاحب موجود ہوتے تو وہ آپ کے آگے غاشیہ اٹھا کر چند قدم تک چلتے اگرچہ آپ ایسا کرنے سے انھیں روکتے مگر وہ یہی جواب دیتے کہ یہی تو "ذریعہ ہے جس سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔"

عبادات

عبادت الٰہی سے آپ کو خاص شغف تھا۔ آپ کے مجاہدات و ریاضات کا حال پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ مجاہدات و ریاضات کے بعد

جب آپ نے احیائے دین کی جدوجہد کا آغاز فرمایا تو اس وقت بھی عبادت کے ذوق و شوق میں مطلق فرق نہ آیا۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ جب حدث لاحق ہوتا تو اسی وقت تازہ وضو فرماتے اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتے۔ شب بیداری کی یہ کیفیت تھی کہ چالیس سال تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ پندرہ برس تک یہ حال رہا کہ عشا کی نماز کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو جاتے اور قرآن شریف پڑھتے پڑھتے صبح کر دیتے تھے۔ اکثر ایک تہائی رات میں دو رکعت نفل ادا کرتے ہر رکعت میں سورۂ رحمان یا سورۂ مزمل کی تلاوت کرتے۔ اگر سورہ اخلاص پڑھتے تو اس کی تعداد سو بار سے کم نہ ہوتی۔ اگر بہ تقاضائے بشری سونا ناگزیر ہوتا تو اول شب کسی قدر سو رہتے مگر جلد ہی اٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ غرض آپ کی راتیں مراقبہ، مشاہدہ اور یاد الٰہی میں گزرتی تھیں۔ نیند آپ سے کوسوں دور رہتی تھی۔ خود فرماتے ہیں کہ مجھے درد عشق نیند سے مانع ہے۔ رات کے وقت کبھی دولت کدہ سے باہر تشریف نہ لاتے۔ خواہ خلیفہ ہی ملاقات کے لیے کیوں نہ حاضر ہوتا۔

روزے نہایت کثرت سے رکھتے تھے۔ بعض دفعہ کئی کئی دن تک مسلسل ایک ہی روزہ رکھتے اور پھر درختوں کے پتوں، جنگلی بوٹیوں اور گری پڑی مباح چیزوں سے روزہ افطار فرماتے۔ غرض قائم اللیل اور صائم فی النہار رہنا (یعنی رات کو بیدار رہنا اور دن کو روزے رکھنا) آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی رح کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں چند راتیں سویا۔ آپ کا یہ حال تھا کہ ایک تہائی رات تک نفل پڑھتے اور پھر ذکر کرتے پھر المحیط الرب الشہید الحسیب الفعال الخالق الباری المصور۔ کا ورد کرتے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کبھی آپ کا جسم لاغر ہو جاتا، کبھی فربہ، کسی وقت میری نگاہوں سے غائب ہو جاتے۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہاں آموجود

ہوتے اور قرآن کریم پڑھتے۔ یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا۔ سجدے بہت طویل کرتے، اپنے چہرے کو زمین پر رگڑتے، تہجد ادا فرماتے اور مراقبہ و مشاہدہ میں طلوعِ فجر تک بیٹھے رہتے۔ پھر نہایت عجز و نیاز اور خشوع سے دعا مانگتے۔ اس وقت آپ کو ایسا نور ڈھانپ لیتا کہ نظروں سے غائب ہو جاتے۔ یہاں تک کہ نماز فجر کے لیے خلوت کدے سے باہر نکلتے۔

سلاسل طریقت میں
حضرت غوث اعظمؒ کا فیض

طریقت کے چار سلسلے عرب و عجم میں مشہور ہیں یہ سلسلے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے ناموں سے معروف ہیں۔ قادریہ سلسلہ کے بانی تو آپ بذات خود غوث اعظمؒ ہی ہیں کیونکہ اس سلسلہ کا اجرا آپ کے اسم گرامی کی نسبت سے ہوا ہے۔ دیگر سلاسل یعنی چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے اکابر بزرگوں کو بھی حضرت غوث اعظمؒ کی ذات اقدس کی توجہ سے بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوئے اس لیے آپ کا فیض چہار سلاسل ہی میں پھیلا ہوا ہے۔ دیگر سلاسل کے جن بزرگوں نے سلسلہ قادریہ سے فیض حاصل کیا وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ جس دور میں سیاحت کرتے ہوئے بغداد شریف لے گئے تو آپ کی ملاقات حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ سے ہوئی اور پانچ ماہ تک آپ ان کے پاس رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی حضرت غوث اعظمؒ سے ایک پہاڑ میں ملاقات ہوئی اور خواجہ صاحب آپ کی صحبت میں ستاون دن رہے اور آپ سے بے شمار فیوض و برکات حاصل کیے۔

خواجہ محمد گیسو دراز نے لطائف الغرائب میں لکھا ہے کہ جب خواجہ غریب نواز معین الدین چشتیؒ نے خراسان کی پہاڑی پر بیٹھے حضرت غوث اعظمؒ کے فرمان قدمی هٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کو روحانی طور پر سن کر گردن خم کرنے میں سبقت کی اور کہا کہ آپ کا قدم نہ صرف میری گردن پر ہے بلکہ سر اور آنکھوں کے

ہتھیلیوں پر رکھی ہے۔ تب حضرت غوث اعظمؒ نے خوش ہو کر کہا کر غیاث الدین کا لڑکا معین الدین گردن خم کرنے میں سبقت لے گیا اور حسنِ ادب کی وجہ سے اللہ اور رسول کا محبوب بن گیا۔ اور عنقریب اس کو ولایتِ ہند کی باگ ڈور دی جائے گی۔

۲. حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ

شیخ عبداللہ بلخیؒ اپنی کتاب نزہۃ الاحباب فی معرفۃ الاقطاب میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت غوث اعظمؒ ایک جماعت کے ساتھ کھڑے تھے کہ بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوا کو سونگھا اور فرمایا کہ میرے وصال کے ایک سو ستاون سال بعد ایک مرد قلندر محمدی مشرب بہاء الدین محمد نقشبندیؒ پیدا ہوگا جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تفریح الخاطر)

منقول ہے کہ جب خواجہ بہاء الدین نے اپنے مرشد سید امیر کلال سے تلقین لی تو انھوں نے اسم ذات کے ورد کرنے کا حکم دیا لیکن آپ کے دل میں اسم اعظم کا نقش نہ جما جس سے آپ کو پریشانی ہوئی۔ اسی گھبراہٹ میں جنگل کی طرف نکلے۔ راستے میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے آپ سے فرمایا کہ مجھے اسم اعظم حضور غوث پاک سے ملا۔ آپ بھی ان کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسری رات حضرت خواجہ صاحب نے خواب میں حضرت غوث اعظمؒ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اسم اعظم کو خواجہ صاحب کے دل پر جما دیا کیونکہ ہاتھ کی پانچ انگلیاں لفظ اللہ کی شکل پر ہیں اور اسی وقت آپ کو اللہ کا دیدار ہو گیا اور اسی سبب آپ کا لقب نقشبند مشہور ہو گیا۔ جب اس بات کا لوگوں میں چرچا ہوا تو انھوں نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ اس مبارک رات کے فیوض و برکات ہیں جس میں کہ حضرت غوث اعظمؒ نے مجھ پر عنایت فرمائی۔

آپ سے حضرت غوث اعظمؒ کے فرمان قدمی ھذہ کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کا قدم مبارک میری گردن بلکہ میری آنکھوں پر ہے۔

۳. حضرت شہاب الدین سہروردیؒ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ جوانی میں علم کلام سے مجھے بڑی دلچسپی تھی۔ بہت سرگرمی سے میں حاصل کر رہا تھا۔ کئی کتابیں مجھے حفظ ہو گئی تھیں اور میں نے اس میں درجہ اجتہاد حاصل کر لیا تھا۔ میرے چچا شیخ نجیب الدین سہروردیؒ مجھ کو اس سے باز رہنے کی تاکید کرتے تھے لیکن میں باز نہیں آتا تھا۔

ایک روز وہ مجھے سرکار غوث اعظمؒ کی بارگاہ میں لے گئے۔ آستانۂ عالیہ سے جب قریب ہوئے تو کہنے لگے کہ اس وقت ہم ایک سچے اور حقیقی نائب رسول کی بارگاہ میں باریاب ہو رہے ہیں۔ جس کے قلب اطہر پر تجلیات الٰہی ہر وقت کامل طور پر جلوہ فگن رہتی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ مؤدب و ہوشیار رہیں تاکہ ہم فیوض و برکات سے محروم نہ واپس ہوں۔

یہی خیال و تصور لیے ہوئے ہم بارگاہ گرامی میں حاضر ہوئے۔ قدرے توقف کے بعد چچا محترم نے عرض کیا یہ میرا بھتیجا علم کلام کی تحصیل میں محو رہتا ہے اور میری سخت تاکید کے باوجود نہیں مانتا۔ یہ سن کر سرکار غوث اعظمؒ نے اپنا دستِ مبارک جو میرے سینہ پر رکھا تو میرے سینے سے علم کلام کا فور ہو گیا۔ جو کچھ مجھے یاد تھا سب بھول گیا۔ اپنی یہ کیفیت دیکھ کر مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ آپ نے فوراً میری بد دلی کا احساس فرمایا اور مسکرانے لگے۔ معاً میں بھی شاد ہو گیا کہ اسی وقت آپ کی توجہ سے میرے قلب کے اوپر علم لدنی کے دروازے کھل گئے اور علم و حکمت کی روشنی چمکنے لگی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ عمر اب تم مشاہیر عراق میں سے ہو گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر سہروردیؒ ایک جدید سلسلۂ معرفت کے بانی کی حیثیت سے دنیائے اسلام میں مشہور ہوئے اور عرصۂ دراز تک بغداد مقدس میں آپ کی دھوم رہی۔ سرکار غوث اعظمؒ کے بعد آپ ہی کا بول بالا اور بکثرت اللہ کی مخلوق آپ کی جانب راغب ہوئی۔ (قلائد الجواہر)

۴۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

تفریح الخاطر میں اسرار السالکین کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور سفر طے کرکے بغداد شریف پہنچے تو اس وقت حضرت سید عمر حضرت غوث پاکؒ کے سجادہ نشین تھے انھوں نے آپ کو بلانے کے لیے ایک خادم بھیجا آپ نے فرمایا کہ تمھارے شیخ بھلا کیسے جانتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ آپ کو اس روز سے جانتے ہیں جب سے آپ ہندوستان سے چلے ہیں۔ تب آپ ان کے ارشاد کے مطابق تشریف لائے سید عمرؒ نے اپنے دستِ مبارک سے سلسلہ قادریہ کی خلافت و اجازت عنایت کرتے ہوئے خرقہ پہنایا۔

کراماتِ غوثِ اعظمؒ

کرامت اثباتِ ولایت کی سب سے بڑی روشن دلیل ہے۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی ولایت چونکہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس لیے آپ کی کرامات بھی برحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کو بڑی بلند شان سے نوازا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ کرامات بھی عطا فرمائیں۔ کرامت کا اظہار غیبی طاقت کے ذریعے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو مکرم رکھنے کے لیے عقل کو حیران کرنے والا واقعہ اپنے ولی کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے جو کرامت کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے ذریعے بے شمار کرامات کا اظہار کیا لہٰذا سیدنا غوثِ اعظمؒ کی کرامات کا کثرت سے ہونے پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔

حضرت امام یافعیؒ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار غوثِ اعظمؒ کی کرامات کی تعداد حدِ شمار سے افزوں ہیں اور اکثر پایۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے زمانہ میں کوئی شخص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بڑھ کر صاحبِ کرامت نہیں دیکھا جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا۔

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلامؒ کا قول ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کرامات جس قدر تواتر سے منقول ہیں اور کسی ولی کی نہیں۔

امام نوویؒ کا قول ہے کہ جس کثرت کے ساتھ معتبر اور ثقہ راویوں کی زبانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کرامات ہم تک پہنچی ہیں اور کسی ولی کی کرامات اس طرح نہیں پہنچیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی یہی بات کہی ہے کہ آپ کی کرامات روزِ روشن

[illegible]

[illegible]

باطن کا حال جان لیا

ابوالفضل احمد بن قاسم بزاز کا بیان ہے
دفعہ سید عبد القادر جیلانی رح کا ایک خادم
پاس آیا اور کہا کہ حضرت کے لیے ایک ایسا نفیس کپڑا درکار ہے جس کا
فی گز ایک اشرفی ہو۔ میں نے کپڑا تو دے دیا لیکن دل میں خیال کیا کہ شیخ
بادشاہوں جیسا لباس پہنتے ہیں۔ اتنا خیال آنا تھا کہ میں نے پاؤں کے
میں شدید درد محسوس کیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سوئی چبھ گئی ہے۔ درد
سے میں بے حال ہو گیا لیکن وہ کسی صورت کم ہوتا دکھائی نہیں دیتا تھا
نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اٹھا کر حضرت کی خدمت میں لے چلو۔ لوگ مجھے آپ
کی خدمت میں لے کر پہنچے تو آپ نے فرمایا ابوالفضل! تو میری خوش پوشی پر اعتراض
کرتا ہے۔ خدا کی قسم! میں حکم الٰہی کے بغیر اچھا نہیں پہنتا۔ لوگ مُردوں کو اچھا
کفن دیتے ہیں اور مجھ کو یہ کفن ہزار موت کے بعد حاصل ہوا۔ پھر آپ نے اپنا
دستِ مبارک میرے پاؤں پر پھیرا۔ یک لخت میرا درد موقوف ہو گیا اور میں
اٹھ کر پھرنے لگا۔ (قلائد الجواہر)

بادشاہ کی قربت کی خبر

ابو المجد حامد الحرانی الخطیب رح فرماتے ہیں کہ
میں ایک دفعہ حضرت کی خدمتِ عالیہ میں
حاضر ہوا اور اپنا مصلّی بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف متوجہ
ہو کر ارشاد فرمایا اے حامد! تم بادشاہوں کی بساط (دسترخوان) پر بیٹھو گے۔ تو
جب میں حران واپس آیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے
پر مجبور کیا اور اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقاف مقرر کر دیا تو اس وقت حضرت
غوث اعظم رح کا وہ ارشاد مجھے یاد آیا۔ (قلائد الجواہر)

عزت اور شہرت کی بشارت

شیخ علی بن ادریس یعقوبی اپنے وقت
کے سرتاج العلماء تھے ان کا بیان ہے
کہ جب میں پہلے پہل بغداد آیا تو کسی سے جان پہچان نہ تھی حضرت شیخ عبد القادر

جیلانی رح کے علم و فضل کی شہرت سن کر آپ کے مدرسہ میں آیا اور باہر بیٹھ گیا۔ آپ
نے اپنے صاحبزادے شیخ عبد الرزاق رح سے با آواز بلند فرمایا عبد الرزاق! باہر جا کر
دیکھو کون آیا ہے؛ وہ باہر آئے اور مجھے دیکھ کر اندر چلے گئے اور حضرت کو بتایا کہ
ایک نوجوان باہر بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "یہ نوجوان صاحبِ علم و فضل ہوگا۔
اور عزت و ناموری کے تخت پر بیٹھے گا اسے اندر لے آؤ"۔

چنانچہ شیخ عبد الرزاق رح مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے مجھے دیکھ
کر فرمایا علی! یہاں بیٹھو۔ پھر آپ نے مجھے کھانا کھلایا اور فرمایا "لوگ تم سے نفع
اٹھائیں گے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ ان کو تیری ضرورت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تجھے
عزت اور شہرت عطا کرے گا"۔

اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے نوازا اور میں مختلف
علوم و فنون میں ماہر ہو کر شہرت اور عزت کی انتہائی بلندیوں پہ پہنچا اور ہمیشہ
سیدنا غوث اعظم رح کو یاد کرتا رہا۔ (بہجۃ الاسرار)

دل کی بات کا علم

شیخ ابو البقا العکبری رح فرماتے ہیں کہ ایک روز میں
حضرت غوث اعظم رح کی مجلسِ وعظ کے قریب سے
گزر رہا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اس عجمی کا کلام سنتے چلیں۔ اس سے پہلے
مجھے آپ کا وعظ سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ
وعظ فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنا کلام چھوڑ کر فرمایا اے آنکھ اور دل کے اندھے!
اس عجمی کا کلام سن کر کیا کرے گا۔ آپ کا یہ فرمان سن کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور آپ
کے منبر کے قریب جا کر عرض کیا کہ مجھے خرقہ پہنائیں۔ چنانچہ آپ نے خرقہ پہنایا اور فرمایا
کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت کی مجھے اطلاع نہ فرماتا تو تم گناہوں کی وجہ سے
ہلاک ہو جاتے۔ (قلائد الجواہر)

خیانت کرنے سے بچا لیا

شیخ ابوبکر تیمی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ
میں حج کی نیت سے مکہ معظمہ جا رہا تھا کہ راستے

میں ایک جیلانی مسافر کا ساتھ ہوگیا۔ اثنائے سفر وہ شخص سخت بیمار ہوگیا جس سے اسے اپنے مرنے کا پورا یقین ہوگیا۔ چنانچہ اس نے مجھے دس دینار، ایک چادر اور ایک کپڑا دیا اور وصیت کی کہ جب بغداد واپس جاؤ تو یہ چیزیں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں پیش کر دینا اور ان سے درخواست کرنا کہ میرے لیے دعائے مغفرت کریں۔ اس کے بعد وہ فوت ہوگیا۔

حج کے بعد میں بغداد واپس آیا تو میری نیت بدل گئی اور میں نے اس مرحوم شخص کی امانت اپنے پاس ہی رکھ لی۔ ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ سرراہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے دبایا اور فرمایا ابوبکر! تم دس دینار کی خاطر خوفِ خدا سے عاری ہوگئے۔

آپ کا یہ ارشاد سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو دوڑا ہوا گھر گیا اور اس جیلانی کی امانت لا کر سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں پیش کر دی۔ (بہجۃ الاسرار)

لڑکے کی ولادت کی خبر

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے صاحبزادہ سیدنا عبدالوہابؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت غوث اعظمؒ سخت علیل ہوگئے اور ہم ان کے اردگرد آبدیدہ ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا ابھی مجھے موت نہیں آئے گی۔ میری پشت میں یحییٰ نامی لڑکا ہے جس کی ضرور پیدائش ہوگی۔ سو آپ کے فرمان کے مطابق صاحبزادہ کی ولادت ہوئی۔ تو آپ نے اس کا نام یحییٰ رکھا۔ پھر آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے (قلائد الجواہر)

کھجوروں کی خواہش

شیخ ابوالمظفر شمس الدین یوسف بن قزعلی الترکی سبط ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مظفر نامی زرگر جو اہل الجزیرہ میں سے تھے انہوں نے مجھ سے بیان فرمایا کہ گرمیوں کے دنوں میں آپ کے مدرسہ کی چھت پر گیا اور وہاں ایک طرف کمرہ تھا جس میں آپ تشریف فرما تھے۔ آپ کے کمرہ میں ایک چھوٹا دریچہ تھا۔ جب میں اس کمرہ میں حاضر ہوا تو میرے

دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کھجور کے چار پانچ دانے ملیں تو میں کھاؤں۔ یہ خواہش دل میں پیدا ہوئی ہی تھی کہ آپ نے الماری کا دروازہ کھولا اور اس سے کھجور کے پانچ دانے نکال کر عنایت فرمائے۔ (قلائد الجواہر)

ہر موضوع پر تقریر

شیخ ابوالحسن سعد الخیرؒ کا بیان ہے کہ میں ۵۲۹ھ میں ایک دفعہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا اور سب لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اس وقت آپ زہد کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپ معرفت کا مضمون بیان کریں۔ آپ نے یکایک زہد کا موضوع چھوڑ کر معرفت کے موضوع پر تقریر شروع کر دی۔ پھر میں نے چاہا کہ آپ شوق کے موضوع پر کلام فرمائیں۔ آپ نے فوراً شوق کے موضوع پر تقریر شروع کر دی۔ اب میں نے چاہا آپ فنا و بقا کے مسئلہ کی وضاحت کریں۔ آپ نے فنا و بقا کا مسئلہ بیان کرنا شروع کر دیا پھر میرا دل غیبت و حضور کے موضوع پر آپ کے ارشادات سننے کے لیے بیتاب ہوا۔ آپ نے اسی موضوع پر ایک سیر حاصل تقریر فرما دی۔ پھر باآواز بلند فرمایا
"ابوالحسن! تمہیں یہی کافی ہے"

میں فرطِ حیرت سے دم بخود ہوگیا اور پھر عالم بے خودی میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ (بہجۃ الاسرار)

موت کی پیشتر اطلاع

آپ کا ایک شاگرد علم فقہ میں نہایت غبی اور کند ذہن تھا لیکن آپ اس کے ساتھ بہت محنت کرتے۔ آپ کے ایک عقیدت مند ابن سمحل نے ایک دن کہا "سیدی! آپ ایسے کند ذہن طالب علم پر ایسی محنت فرماتے ہیں؟" آپ نے فرمایا کہ ایک ہفتہ بعد یہ محنت ختم ہو جائے گی۔ ابن سمحل کہتے ہیں کہ جب ساتواں دن آیا تو وہ طالب علم یکایک بیمار ہوگیا اور شام سے پہلے ہی فوت ہوگیا۔

(بہجۃ الاسرار)

بھوک اللہ کا خزانہ ہے

شیخ ابو محمد الجونی رحمۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ پر بڑی تنگ دستی کے دن آئے اور میرے اہل وعیال فاقے پر فاقہ کر رہے تھے۔ اسی حالت میں میں سیدنا غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "جونی! بھوک اللہ تعالیٰ کا ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے اسی کو عطا فرماتا ہے۔ جب بندہ تین دن تک کچھ نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! تو نے اب تک میرے لیے فقر وفاقہ اختیار کیا ہے۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تجھے خود کھلاؤں گا۔" حضرت کے ارشادات سن کر میں مبہوت ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اپنی مصیبت کو پوشیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دگنا اجر دیتا ہے۔ اے جونی! فقر کو چھپانے ہی میں بہتری ہے۔ پھر آپ نے پوشیدہ طور پر کچھ دیا اور اسے مخفی رکھنے کی تاکید فرمائی۔ (قلائد الجواہر)

شیخ احمد رفاعیؒ کی زیارت کا خیال

شیخ محمد بن الخضرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حضرت غوث اعظمؒ کی خدمت اقدس میں تھا کہ دفعۃً شیخ احمد رفاعیؒ کی زیارت کا دل میں خیال آیا۔ تو آپ نے فرمایا اے خضر! دیکھو شیخ احمد کی زیارت کرلو۔ میں نے آپ کی آستین کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک ذی وقار بزرگ نظر آئے۔ میں نے اٹھ کر ان کو سلام عرض کیا اور ان سے مصافحہ کیا تو شیخ احمد رفاعیؒ نے مجھے فرمایا اے خضر! جو شخص شہنشاہ اولیاء اللہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت سے مشرف ہو اس کو میری زیارت کرنے کی کیا آرزو۔ اور میں بھی حضرت کی ہی رعیت سے ہوں۔ یہ فرما کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے بعد جب شیخ احمد رفاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بالکل وہی شکل وصورت تھی جس کو میں نے بغداد شریف میں آپ کی

آستین میں دیکھا تھا۔ حاضر ہونے پر شیخ احمد رفاعیؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی۔ (قلائد الجواہر)

چھت گرنے کی اطلاع

محرم ۵۵۹ھ میں ایک دن سیدنا غوث اعظمؒ اپنے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ تین سو کے قریب لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ یکایک آپ اٹھ کر مہمان خانے سے باہر تشریف لے گئے اور تمام لوگوں کو باہر آنے کے لیے کہا۔ سب لوگ دوڑ کر باہر آگئے ان کا باہر آنا تھا کہ اس مکان کی چھت دھڑام سے گر پڑی۔ آپ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے غیب سے اطلاع دی گئی کہ اس مکان کی چھت گرنے والی ہے چنانچہ میں باہر آگیا اور آپ لوگوں کو بھی اپنے پاس بلا لیا کہ کوئی دب نہ جائے (قلائد الجواہر)

مخفی حالات سے باخبری

شیخ زین الدین ابوالحسن مصریؒ کا بیان ہے کہ میں اپنے دوست کے ہمراہ حج کرکے بغداد آیا۔ ہمارے پاس سوائے ایک چھری کے کچھ نہ تھا اسے فروخت کرکے چاول خریدے اور پکا کر کھائے لیکن شکم سیر نہ ہوئے۔ اس کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمیں دیکھ کر خادم سے فرمایا کہ چند فقراء حجاز سے آئے ہیں۔ ان کے پاس ایک چھری کے سوا کچھ نہ تھا۔ غریبوں نے اسے فروخت کرکے چاول کھائے لیکن ان کا پیٹ نہیں بھرا۔ ان کے لیے کھانا لاؤ۔ ہم حضرت کی گفتگو سن کر سخت حیران ہوئے۔ خادم کھانا لانے گیا تو میرے دل میں شہد کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور میرے رفیق کو کھیر کی اشتہا پیدا ہوئی۔ اتنے میں خادم دو طباق لایا۔ ایک میں کھیر تھی اور دوسرے میں شہد۔ خادم نے کھیر والا طباق میرے سامنے رکھ دیا اور شہد والا میرے دوست کے سامنے۔ آپ نے فرمایا نہیں نہیں شہد کا طباق زین الدین کے سامنے رکھو اور کھیر کا اس کے ہمراہی کے سامنے۔ میں اب بے اختیار ہو گیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا مرحبا واعظ مصر! میں نے عرض کی حضور یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ مجھے تو الحمد شریف پڑھنے کا بھی سلیقہ

نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے ایسا کہنے کا حکم ہوا ہے۔

پھر میں نے آپ کی شاگردی اختیار کی اور سال بھر آپ کی خدمت میں رہ کر علوم و فنون میں درجہ کمال حاصل کیا۔ پھر آپ کی اجازت سے بغداد میں وعظ کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے آپ سے مصر جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے ہدایت کی کہ دمشق پہنچنے پر تمھیں ترکی فوج ملے گی جو مصر پر حملہ کرنے کی غرض سے جا رہی ہوگی۔ اس کے جرنیل سے مل کر کہہ دینا کہ اس سال مصر مت جاؤ۔ ورنہ ناکام ہو جاؤ گے البتہ اگلے سال آؤ گے تو کامیابی تمھارے قدم چومے گی۔

چنانچہ جب میں دمشق پہنچا تو مجھے ترکی فوج ملی۔ میں نے اس کے سپہ سالار سے مل کر کہا کہ اس سال تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگلے سال آنا۔ لیکن سپہ سالار مُصر رہا کہ ہم اسی سال مصر پر حملہ کریں گے۔ میں ترکی فوج کو وہیں چھوڑ کر مصر پہنچا تو خلیفۂ مصر ترکوں کے مقابلے کے لیے تیاری میں مصروف تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ان شاء اللہ ترکی فوج شکست کھائے گی اور تم فتح یاب ہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب ترکی فوج شکست کھا کر مصر سے چلی گئی۔ تو خلیفۂ مصر نے میری بے حد قدر افزائی کی۔ دوسرے سال ترکوں نے پھر مصر پر حملہ کیا اور اس دفعہ وہ کامیاب ہو گئے۔ مصر پر قابض ہو کر انھوں نے بھی میری بہت عزت کی۔ اس طرح دونوں سلطنتوں کی جانب سے مجھے ڈیڑھ لاکھ دینار وصول ہو گئے اور یہ سب سیدنا غوث اعظم کی برکت سے ہوا۔ مصر میں میرے مواعظ و خطبات نے بھی بہت شہرت حاصل کی اور میں حضرت کے ارشاد کے مطابق واعظِ مصر کے لقب سے پکارا گیا۔

(خلاصۃ المفاخر)

پیشگوئی درست نکلی

شیخ ابو سعد عبداللہ تمیمی شافعیؒ کا بیان ہے کہ میں نے جوانی میں طلب علم کے لیے بغداد کا سفر کیا۔ مدرسہ نظامیہ میں ابن السقا اور میں اکٹھے پڑھتے تھے۔ ہم دونوں مل کر عبادت

الٰہی میں بڑی کوشش کرتے اور نیک لوگوں کی زیارتیں کرتے۔ ان ہی دنوں بغداد میں ایک ایسے آدمی کا شہرہ تھا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ غوثِ وقت ہے۔ جب چاہتا ہے ظاہر ہو جاتا ہے اور جب چاہتا ہے چھپ جاتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی، ابن السقا، اور میں نے ارادہ کیا کہ اس کی زیارت کریں۔ ان دنوں شیخ عبدالقادرؒ نوجوان تھے۔ راستے میں ابن السقا نے کہا کہ میں تو اس سے ایک ایسا مسئلہ پوچھوں گا اور دیکھوں گا کہ اس بارے میں وہ کیا کہتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی بولے معاذ اللہ! میں اس سے کچھ پوچھوں۔ میں تو اس کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا۔ ہم وہاں پہنچے تو وہ موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہم نے دیکھا کہ وہ وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ ابن السقا کی طرف رخ کر کے اس نے کہا اے ابن السقا: تیرے لیے خرابی ہو تُو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھے گا جس کا جواب مجھے معلوم نہیں۔ سن! تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے اندر کفر کی آگ بھڑک رہی ہے۔ پھر میری طرف نگاہ اٹھائی اور کہا اے ابو عبداللہ! تو مجھ سے ایک مسئلہ پوچھے گا پھر دیکھے گا کہ میں اس کے بارے میں کیا کہتا ہوں۔ تمھارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ۔ اپنی بے ادبی کی وجہ سے تُو دنیا میں کانوں کی لو تک دھنس جائے گا۔ پھر شیخ عبدالقادرؒ کی طرف دیکھا، انھیں قریب بلایا اور عزت دی پھر کہا عبدالقادر! اپنے ادب کی وجہ سے تو نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو راضی کیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد میں کرسی پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا ہے اور اس وقت تو نے کہا ہے کہ "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔" اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اپنے وقت کے تمام اولیاء نے تیری عظمت کے سامنے اپنی اپنی گردنیں جھکا لی ہیں۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا اور پھر ہم نے اسے کبھی نہ دیکھا

راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارگاہ خداوندی میں قرب اور مقبولیت کی نشانیاں ظاہر ہوئیں اور خاص و عام سب لوگوں نے اس پر اتفاق کیا۔ وہ وقت بھی آگیا جب آپ نے فرمایا قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ

اور اس دور کے اولیاء نے آپ کی اس فضیلت کا اقرار بھی کر لیا۔ اب ابن السقا کا قصہ سنیئے۔ اس نے علوم شرعیہ میں کمال حاصل کیا اور اپنے زمانے کے بیشتر علماء پر اس نے فضیلت حاصل کر لی۔ تھوڑے دنوں میں اس کی شہرت پھیل گئی کہ تمام علماء میں اس سے کوئی مناظرہ نہیں کر سکتا۔ وہ فصیح اللسان اور اچھے اطوار کا مالک تھا۔ چنانچہ خلیفۂ وقت نے اسے اپنے مقربین میں داخل کیا اور کچھ عرصہ بعد بادشاہ روم کی طرف اسے اپنا سفیر بنا کر بھیجا، اپنی فصاحت، مختلف علوم میں مہارت اور عقلمندی کے باعث بادشاہ روم کے دل میں اس نے گھر کر لیا۔ بادشاہ نے نصرانی علماء اور واعظین کو بلوا کر ابن السقا کا ان سے مناظرہ کرایا مگر اس نے ان تمام کو لاجواب اور عاجز کر دیا۔ اس بات سے بادشاہ کی نگاہ میں اس کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی۔

اسی دوران میں اچانک بادشاہ کی لڑکی پر اس کی نظر پڑ گئی تو اسے دل دے بیٹھا۔ اس نے بادشاہ سے خواہش ظاہر کی کہ یہ لڑکی وہ اس کے نکاح میں دے دے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ تم نصرانی مذہب اختیار کر لو۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ابن السقاء نے نصرانی مذہب قبول کر لیا اور اس لڑکی سے شادی کر لی۔ اس وقت اسے غوث کی بات یاد آئی اور خیال آیا کہ یہ ساری مصیبت اس کی بے ادبی کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔

رہا میں (راوی) سو میں دمشق میں آیا تو سلطان نور الدین شہید نے مجھے زبردستی وزارت اوقاف کا منتظم بنا دیا۔ دنیا مجھ پر غلبہ کرنے لگی اور میں اس میں گل گل دھنس گیا۔ الغرض غوث کا فرمان ہم میں سے ہر ایک کے لیے سچا ثابت ہوا۔ (خلاصۃ المفاخر)

دعا کے ذریعے مرید کی اصلاح

شیخ ابو الغنائم شریف حسینی دمشقی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے حضرت سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم ایک ہی رات میں ستر بار بد خوابی کا شکار ہوا۔ وہ

اپنے آپ کو خواب میں ہر بار ایک نئی عورت سے صحبت کرتے دیکھتا ان میں سے بعض عورتوں کو پہچانتا تھا اور بعض اس کی ناواقف تھیں۔ صبح اٹھا تو حضرت شیخ کی خدمت میں آیا تا کہ آپ سے رات والے واقعہ کی شکایت کرے۔ اس کے کچھ بولنے سے پہلے آپ نے فرمایا کہ رات والے واقعے سے پریشان نہ ہو۔ میں نے لوح محفوظ میں تیرے نام کی طرف دیکھا تو اس میں پایا کہ تو فلاں فلاں ستر عورتوں سے زنا کا ارتکاب کرے گا۔ آپ نے ان عورتوں کے نام اور صفات بھی اسے بتائے جن میں سے بعض کو وہ جانتا تھا اور بعض اس کے لیے ناواقف تھیں۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اس نے بیداری سے یہ امر خواب میں منتقل کر دیا۔

(خلاصۃ المفاخر)

بیمار لڑکے کا تندرست ہونا

شیخ ابو الحسن القرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ منکرین کی ایک بہت بڑی جماعت دو ٹوکرے جن کا منہ بند کیا ہوا تھا، لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ ان میں کیا چیز ہے؟ آپ نے ایک ٹوکرے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک بچہ ہے جو اپاہج ہے۔ حضرت نے اپنے صاحبزادے عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ اس ٹوکرے کا منہ کھولو۔ کھولا گیا تو اس میں اپاہج بچہ تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو تو وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ نے دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا اس میں صحت مند اور بالکل صحیح بچہ ہے اس ٹوکرے کا منہ کھول کر بچہ کو حکم فرمایا کہ باہر نکل کر بیٹھ جا۔ تو وہ حسب ارشاد باہر نکل کر بیٹھ گیا۔ اس پر وہ تمام منکرین تائب ہو گئے۔ (نفحات الانس)

بلغمی مرض سے دائمی نجات

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفتح ہروی کا بیان ہے کہ سنہ ۵۳۰ھ میں میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ مجھے چھینک آئی اور بلغم منہ سے نکل پڑی۔

مجھے شرم محسوس ہوئی کہ شاید حضرت کو کراہت محسوس ہوئی ہو۔ میں شرم سے سر جھکائے ہوئے تھا کہ آپ نے فرمایا، محمد! کوئی مضائقہ نہیں آج کے بعد نہ تھوک اور بلغم ہوگا اور نہ رینٹھ۔ اس واقعہ کے بعد شیخ محمدؒ مدتِ مدید تک زندہ رہے اور ایک سو ستائیس برس کی عمر پائی لیکن اس دن کے بعد نہ کبھی تھوک نکلا اور نہ ریزش آئی۔ (قلائد الجواہر)

مفلوج بچے کا تندرست ہونا

شیخ ابوالحسن ہیتیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار غوث اعظمؒ کے مدرسہ میں حاضر تھا۔ ایک مالدار تاجر ابوغالب فضل اللہ بن اسمٰعیل بغدادی ازجی باریاب ہوا اور بعد ادب عرض کیا کہ حضور آپ کے جدِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب کوئی شخص دعوت پیش کرے تو قبول کرلینی چاہیے۔ خادم آپ کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ میری دعوت قبول فرمالیجئے۔ آپ نے فرمایا اگر مجھ کو اجازت مل گئی تو ضرور شریک ہوں گا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آپ نے مراقبہ میں سر کو جھکا لیا۔ پھر سر مبارک اٹھا کر فرمایا مجھے اجازت مل گئی اب میں ضرور آؤں گا۔ مطمئن رہو۔ وقت معینہ پر آپ اپنی سواری پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ شیخ علی بن ہیتی نے آپ کی دائیں رکاب تھامی اور ابوالحسن نے بائیں رکاب پکڑی اور تاجر کے مکان پر پہنچے۔ وہاں علماء و مشائخ کرام کی ایک بڑی جماعت پہلے سے موجود تھی۔ دسترخوان بچھایا گیا اور طرح طرح کے کھانے چنے گئے۔ پھر ایک بڑا سا ٹوکرا جس کے اوپر چادر پڑی تھی، دو شخص اٹھائے ہوئے لائے اور دسترخوان کے ایک کنارے پر رکھ دیا۔ اس کے بعد داعی نے کہا بسم اللہ کیجئے۔ لیکن سرکار غوث اعظمؒ ہنوز مراقبہ میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ آپ نے کھانا شروع نہیں فرمایا اس لیے کسی کو بھی جرأت نہ ہوسکی۔

چند لمحے کے بعد آپ نے اپنے دونوں محترم رفقاء کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھول دو۔ حکم عالی کے مطابق دونوں نے مل کر اس ٹوکرے کو کھولا اور آپ کے آگے

لاکر رکھ دیا۔ اس میں سے ایک مادرزاد مفلوج و مجذوم بچہ نکلا۔ یہ بچہ ابوغالب سوداگر ہی کا تھا۔ سرکار غوث اعظمؒ نے یہ دیکھتے ہی فرمایا۔ اللہ حی و قیوم کے حکم سے تندرست ہوکر کھڑے ہو جاؤ۔ یہ فرماتے ہی وہ بچہ بالکل صحیح و سلامت اور تندرست ہو کر کھڑا ہوگیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ بچہ کبھی بیمار ہی نہیں تھا۔

(بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

مرض استسقاء سے شفا

ایک مرتبہ خلیفہ المستنجد باللہ کے عزیزوں میں سے ایک مریض مرض استسقاء میں مبتلا آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس کا پیٹ مرض استسقاء کی وجہ سے بہت بڑھ گیا تھا آپ نے اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو اس کا پیٹ بالکل چھوٹا ہوگیا گویا کہ وہ کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

جنات کی فرمانبرداری

ابوسعید عبداللہ بغدادیؒ بیان کرتے ہیں کہ ۵۳۷ھ میں میری ایک لڑکی فاطمہ چھت پر چڑھی اور وہیں سے غائب ہوگئی۔ چنانچہ میں نے حضرت شیخ سے اس حادثے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کرخ کے ویرانے میں پانچویں ٹیلے کے نیچے جاکر زمین پر ایک خط کھینچ کر دائرہ بنالو اور بسم اللہ پڑھ کر یہ نیت کرلو کہ یہ دائرہ میں عبدالقادرؒ کی طرف سے قائم کر رہا ہوں۔ اس کے بعد رات کو تمہارے پاس مختلف صورتوں میں جنات کی ایک جماعت آئے گی لیکن تم خوفزدہ نہ ہونا۔ پھر صبح کے قریب ایک لشکر کے ہمراہ ان کا بادشاہ گزرے گا اور تم سے سوال کرے گا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ تم کہنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اس کے بعد اپنی لڑکی کے غائب ہونے کا واقعہ بیان کر دینا۔

چنانچہ جب میں نے حضرت شیخ کے حکم پر عمل کیا تو پہلے میرے قریب سے بھیانک صورتوں میں کچھ لوگ گزرے لیکن ان میں سے نہ تو کوئی میرے قریب آیا نہ میرے دائرے میں داخل ہوا۔ ان کے گزر جانے کے بعد گھوڑے پر سوار بادشاہ

آیا۔ اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا۔ پھر اس نے دائرے کے قریب کھڑے ہو کر میری حاجت دریافت کی۔ میں نے بتایا کہ مجھ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے تمھارے پاس بھیجا ہے۔

یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے اترا اور ساتھیوں کے ساتھ دائرے سے باہر بیٹھ گیا اور اس کے دریافت کرنے پر جب میں نے اپنا مقصد بیان کیا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں سے پوچھا کہ ان کی لڑکی کو کون اٹھا کے لے گیا تھا۔ بہت سے جنوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد ایک سرکش جن اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لیے حاضر ہوا جو چین کا باشندہ تھا۔ جنوں کے بادشاہ نے پوچھا کہ یہ لڑکی جو ایک قطب دوراں کی نگرانی میں ہے اسے کیوں اٹھا کر لے آیا تھا؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ میرے دل میں اس کی محبت نے گھر کر لیا تھا۔ یہ سنتے ہی بادشاہ نے اس کو قتل کروا دیا اور میری لڑکی میرے حوالے کر دی۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں نے بادشاہ سے کہا کہ آج جس قدر میں نے تجھ کو حضرت شیخ کے حکم کا پابند پایا کبھی کسی دوسرے کو نہیں دیکھا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ بلاشبہ حضرت شیخ دور دراز کے مقامات تک سرکشوں کی نگرانی کرتے رہتے ہیں اور تمام سرکش آپ کے خوف سے اپنے ٹھکانوں میں منہ چھپائے پھرتے ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطبیت عطا فرماتا ہے تو تمام انس و جن پر اس کو دسترس بھی دے دیتا ہے (قلائد الجواہر)

ایک عورت کی جن سے رہائی

اصفہان میں سے ایک شخص حضرت سید عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری بیوی کو مرگی کا مرض ہے۔ عامل اور جھاڑ پھونک کرنے والے عاجز آ گئے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ وادی سراندیپ کے سرکش جنوں میں سے ایک جن ہے اور اس کا نام خانس ہے۔ جس وقت تیری بیوی کو مرگی کا دورہ پڑے اس کے کان میں کہنا، اے خانس! سید عبدالقادر بغدادیؒ کا حکم ہے کہ تم پھر یہاں مت آنا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ وہ شخص چلا گیا اور دس برس غائب رہا

جب واپس آیا تو ہم نے اس سے حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے جونہی حضرت شیخ کا پیغام اسے پہنچایا، مرگی کے دورے ختم ہو گئے، اور دوبارہ کبھی نہیں ہوئے۔ عملیات کے بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ حضرت سید عبدالقادرؒ کی زندگی میں چالیس برس تک بغداد میں کسی کو مرگی کی تکلیف نہیں ہوئی۔ آپ کے وصال کے بعد بغداد میں مرگی کی تکلیف شروع ہوئی۔ (خلاصۃ المفاخر)

جنات کی آپ سے عقیدتمندی

شیخ ابوزکریا یحییٰ بن ابی نصر بغدادیؒ کا بیان ہے کہ میرے والد ایک ماہر عامل تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے اپنے عمل کے زور سے جنات کو بلایا۔ لیکن خلاف معمول وہ بہت دیر کے بعد آئے اور آتے ہی کہنے لگے اے شیخ جب سیدنا غوث الثقلینؒ وعظ فرما رہے ہوں ہمیں نہ بلایا کرو۔ میرے والد نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے ہم ان کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے ہیں۔ وہاں آدمیوں سے زیادہ ہماری تعداد ہوتی ہے۔ ہم میں سے ہزاروں نے ان سے ہدایت پائی ہے اور آپ کے ہاتھ پہ بیعت کی ہے۔ (قلائد الجواہر)

ایک جن کا اژدہا کی صورت میں آنا

حضرت شیخ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاقؒ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ایک مرتبہ رات کو میں جامعہ منصورہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے چٹائی پر رینگتی ہوئی کوئی شے محسوس ہوئی اور یکایک ایک بڑا اژدہا منہ کھولے ہوئے سجدہ گاہ کے سامنے آ گیا اور میں نے سجدہ کرتے وقت اسے ہاتھ سے ہٹایا لیکن جب میں قعدہ بیٹھا تو میرے گھٹنوں پر آ گیا اور پھر گردن سے لپٹ گیا لیکن میں نے سلام پھیرا تو وہ غائب ہو گیا۔

دوسرے دن جب میں جامع مسجد کے ایک ویران گوشے میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص آنکھیں پھاڑے کھڑا ہے۔ اس کی آنکھیں عام آنکھوں کی نسبت لمبائی میں ہیں۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ یقیناً یہ کوئی جن ہے۔ تب اس نے مجھ سے کہا کہ

میں ہی بشکل اژدہا کل شب دوران نماز آپ کو دکھائی دیا تھا۔ اسی طرح سے میں اکثر اولیاء کی آزمائش کر چکا ہوں لیکن جو ثابت قدمی آپ میں پائی وہ کسی میں نہیں دیکھی۔ بعض اولیاء ظاہر میں بعض باطن میں خوفزدہ ہو گئے، بعض پر ظاہر و باطن اضطراب پیدا ہو گیا مگر آپ نہ تو ظاہری اعتبار سے خائف ہوئے اور نہ باطنی طور اس کے بعد وہ میرے ہاتھ پر تائب ہوا اور میں نے توبہ کے بعد اسے بیعت کر لیا
(قلائد الجواہر)

مافی الضمیر ظاہر کر دیا

شیخ بدیع الدین ابوالقاسم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مسند امام احمد بن حنبل رح کا ایک نسخہ خریدنے بازار گیا۔ یہاں ہر شخص کو شیخ عبدالقادر رح کے علم و فضل اور کرامات کی تعریف میں رطب اللسان پایا۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں بھی آپ کی خدمت میں جاؤں گا اگر وہ فی الواقع صاحب باطن ہوئے تو میرے ضمیر کا حال جان جائیں گے پھر میں نے دل میں سوچا کہ جب میں شیخ عبدالقادر رح کی خدمت میں جاؤں گا تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں اور مجھ سے منہ پھیر لیں۔ پھر اپنے خادم سے کہیں کہ اس شخص کی پیشانی کے داغ برابر ایک چھوہارا اور دو درہم کا شہد لے آؤ۔ جب یہ چیزیں لے آئے تو آپ اپنی کلاہ مبارک مجھے پہنا دیں اور میرے سلام کا جواب دیں۔

شیخ ابوالقاسم رح فرماتے ہیں کہ میں نے جو دل میں سوچا تھا خدا کی قسم ویسا ہی وقوع پذیر ہوا اور پھر سیدنا غوث اعظم رح نے مجھ سے فرمایا۔ کیوں ابوالقاسم! تم یہی چاہتے تھے۔

میں شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کی شاگردی اختیار کر لی۔

غائبانہ تعارف

شیخ ابو عمر عثمان اندلسی رح سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے وطن میں گھر سے باہر بیٹھا ہوا تھا اور خلائے آسمانی میں دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں پانچ کبوتر پرواز کرتے ہوئے میرے اوپر سے

گزرے۔ ہر کبوتر بزبان طیور حمد الٰہی کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کبوتروں کی زبان سمجھنے کی قدرت عطا کی اور میں نے سنا کہ پانچ کبوتروں کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

(۱) کل من کان فی الدنیا باطل الا ما کان للہ ورسولہ
دنیا کی ہر چیز باطل ہے سوائے اس چیز کے جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

(۲) سبحان من اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدیٰ
پاک ہے وہ رب جس نے ہر چیز پیدا کی اور پھر اس کو ہدایت دی۔

(۳) سبحان من عندہ خزائن کل شیء وما ننزلہ الا بقدر معلوم
پاک ہے وہ رب جس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور نہیں نازل کرتا مگر ایک مقررہ اندازے کے مطابق۔

(۴) سبحان من بعث الانبیاء حجۃ علی خلقہ وفضل علیہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پاک ہے وہ ذات جس نے انبیائے کرام کو خلق خدا پر حجت بنا کر بھیجا اور ان سب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل بنایا۔

(۵) یا اھل الغفلۃ من مولاکم قوموا الی ربکم رب کریم یعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم۔
اے وہ لوگو جو اپنے مولا سے غافل ہو، اٹھو اپنے رب کی طرف پلٹو۔ جو کریم ہے اور بہت کچھ عطا کرنے والا ہے اور بہت بڑا گناہ بخشنے والا ہے۔

شیخ عثمان ازدی رح کہتے ہیں کہ میں کبوتروں کی زبان سے یہ الفاظ سن کر بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو میں نے عزم صمیم کر لیا کہ کسی مرد کامل کی بیعت کروں گا

یہ ارادہ کر کے گھر سے نکل کھڑا ہوا لیکن منزل کا کچھ پتہ نہ تھا۔ اثنائے سفر میں ایک
بزرگ نورانی صورت ملے اور میرا نام لے کر مجھے سلام کیا۔ میں حیران تھا کہ یہ
کیسے واقف ہیں۔ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ بزرگ بولے اے عثمان! حیران مت
ہو۔ میں خضر ہوں۔ بغداد جاؤ وہاں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی صورت میں تمہیں
گوہر مقصود مل جائے گا۔ وہ اس وقت تمام اولیاء کے سردار ہیں۔ حضرت خضرؑ کے
ارشادات سن کر مجھ پر بیخودی طاری ہوگئی۔ جب ہوش بجا ہوئے تو اپنے آپ
کو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خانقاہ کے دروازہ پر پایا۔ میں فوراً حضرت کی
خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ مرحبا اے مردِ خدا کہ خدا تعالیٰ نے زبان غیب
تجھے عرفان عطا فرمایا۔ پھر آپ نے اپنی کلاہ مبارک میرے سر پر رکھ دی۔ مجھے
محسوس ہوا کہ کائنات کی ہر چیز میرے سامنے ہے۔ قریب تھا کہ عقل و خرد سے ہاتھ
دھو بیٹھوں کہ حضرت نے اپنی چادر مجھے اوڑھا دی اور میں نے اپنے اندر طاقت
محسوس کی۔ اس کے بعد میں کئی ماہ تک حضرت کی سرپرستی میں مجاہدات و ریاضات
میں مشغول رہا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے نوازا۔ (قلائد الجواہر)

آپ کی خدمت میں مہینوں کا حاضر ہونا

شیخ ابوالقاسم بن احمد بن محمد بغدادی حریمی کا بیان ہے
کہ میں شیخ ابوسعود حریمی، شیخ ابوالخیر بن محفوظ، شیخ ابوحفص کیمانی، شیخ ابوالعباس
اسکاف، اور شیخ سیف الدین عبدالوہاب ابن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت آپ
ملفوظ بیان فرما رہے تھے۔ یہ آخر جمعہ ماہ جمادی الآخری ۵۶۰ھ کا واقعہ ہے
ایک خوبصورت نوجوان محفل میں آیا اور حضرت شیخ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور کہنے
لگا اے اللہ کے ولی! آپ پر سلام ہو۔ میں ماہ رجب ہوں۔ آپ کی خدمت میں
پیش کرنے کی غرض سے آیا ہوں کہ اس دفعہ میرے اندر عام لوگوں کے بارے

کسی قسم کی کوئی تکلیف یا برائی نہیں لکھی گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ اس ماہ رجب میں لوگوں نے سوائے خیر و خوبی اور بھلائی
کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ پھر جب رجب کا آخری دن آیا اور یہ اتوار کا روز تھا تو ہماری
موجودگی میں حضرت شیخ کی خدمت میں ایک بدصورت شخص نے آکر سلام کیا انہیں
مبارکباد دی اور کہا اے اللہ کے ولی! اس دفعہ میرے اندر لکھ دیا گیا ہے کہ بغداد
میں وبا آئے، حجاز میں گرانی ہو اور خراسان میں تلوار چلے۔ حضرت شیخ خود شعبان
کے مہینے میں کئی دن بیمار رہے۔

پھر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو جبکہ ہم بھی اتفاق سے محفل میں موجود تھے۔ اور
اس وقت ہمارے علاوہ شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ ابوالحسن
جوسقی اور قاضی ابویعلی محمد بن محمد فرائی بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے، ایک
خوش رُو اور باوقار شخص حاضر ہوا۔ اس نے کہا اے اللہ کے دوست! میرا سلام
قبول ہو۔ میں رمضان کا مہینہ ہوں۔ آپ کے بارے میں جو چیز میرے اندر مقدر
ہو چکی ہے میں آپ سے اس کی معذرت کرتا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں
اور یہ آپ کی ہماری آخری ملاقات ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ نے دوسرا
رمضان آنے سے پہلے ماہ ربیع الآخر میں وصال فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے بارہا منبر پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کئی ایسے بندے
ہیں کہ جن کے پاس ماہ رمضان المبارک چل کر آتا ہے اور انہیں کہتا ہے کہ اگر
میرے اندر آپ کو کوئی بیماری لاحق ہو یا فاقہ پہنچے تو اس پر میں معذرت کرتا ہوں
اور آپ کے لیے میرے اندر جو چیز مقدر ہو چکی ہے اس کے بارے میں آپ کا
کیا حال ہے؟۔

آپ کے فرزند شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ کا بیان ہے کہ کسی مہینے کا چاند
دکھائی نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو۔ پھر اگر اس
میں برائی اور سختی لکھی گئی ہے تو وہ مکروہ شکل میں حاضر ہوتا ہے اور اگر اس میں خیر و

خوبی اور بھلائی مقدر ہے تو خوبصورت شکل میں آتا ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

شانِ غوثِ اعظمؓ کے متعلق خواب

متعدد شیوخ سے مروی ہے، ہم سنہ ۵۶۱ھ میں شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتنے میں شیخ صالح ابو حفص عمر بن مدینہ تشریف لائے۔ شیخ علی نے ان لوگوں سے کہا کہ تم اپنا خواب ان سے بیان کرو۔ شیخ عمر نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے، انبیاء کرام اور ان کی امتیں میدانِ قیامت میں آ رہی ہیں۔ ان میں سے بعض انبیاء کے پیچھے دو دو اور ایک ایک مرد بھی آ رہے ہیں۔ اسی دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف لائے۔ آپ کی امت سیلِ رواں اور رات کی طرح احاطہ کرکے آ رہی ہے اس میں مشائخ ہیں۔ ہر شیخ کے ساتھ اس کے مریدین و معتقدین ہیں جو اپنے انوار، خوش روئی و تازگی اور شمار میں ایک دوسرے سے متفاوت ہیں۔ ان مشائخ کے زمرے میں ایک بزرگ آئے جن کے ساتھ سب سے زیادہ مخلوق تھی میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ شیخ عبدالقادر جیلانیؓ اور ان کے اصحاب ہیں۔ میں ان کی طرف بڑھا اور عرض کی، حضور! میں نے مشائخ میں آپ سے بڑھ کر تاباں اور ان کے پیروکاروں میں آپ کے پیروکاروں سے بڑھ کر خوش لوگ نہیں دیکھے۔ اس پر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

اذا کان منا سید فی عشیرۃ
علاھا وان ضاق الخناق حماھا

(جس وقت ہم میں کوئی سردار کسی قبیلے میں ہوتا ہے تو وہ سچ مچ اس قبیلے پر برتر ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی تنگی پیش آجاتی ہے تو اس کی حفاظت کرتا ہے)

وما اختبرت الا واصبح شیخھا
وما افتخرت الا وکان فتاھا

(اور نہیں امتحان لیا کسی قبیلے نے مگر ہمارا سردار اس کا شیخ ہو جاتا ہے اور نہیں فخر کیا اس نے مگر حال یہ ہے کہ ہم میں سے سردار اس کا جوانمرد ہوتا ہے)

وما ضربت بالابرقین خیامھا
واصبح ماوی الطارقین سواھا

(اور نہیں گاڑے گئے خیمے کسی قبیلے کے مواضع ابرقین میں، مگر حال یہ ہے کہ رات کے آنے والوں کا ملجا و ماویٰ اس کے سوا کوئی اور ہو)

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں جاگ اٹھا اور یہ اشعار یاد کر رہا تھا۔ انہی شیوخ کا بیان ہے کہ شیخ محمد واعظ خیاط سے شیخ علی بن ادریس نے کہا کہ اے محمد! اسی مضمون سے متعلق تم بھی حضرت شیخ کی زبان پر ہمیں کچھ سناؤ۔ شیخ محمدؒ نے یہ اشعار پڑھے:

ھنیئا لصحبی اننی قائد الرکب
اسیر بھم قصدًا الی المنزل الرحب

(میرے اصحاب کو مبارک ہو کہ میں ہی شتر سواروں کے قافلے کا قائد ہوں اور میں اسے فراخ منزل کی طرف درمیانی چال چلا رہا ہوں)

واکنفھم والکل فی شغل امرہ
وانزلھم فی حضرۃ القدس من قرب

(میں ان کی مدد کر رہا ہوں جبکہ سب لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں اور میں انھیں بارگاہِ قدس کے قرب میں اتارتا ہوں۔)

ولی معھد کل الطوائف دونہ
ولی منھل عذب المشارب والشرب

(میرے لیے ایک ایسی منزل ہے کہ تمام گروہ اس کے ورے ہیں

اور میرا ایسا گھاٹ ہے کہ اس کے آبخورے اور پانی کے مقام شیریں ہیں)

واھل الصفا یسعون خلفی و کلھم

لہ ھمۃ امضی من الصارم المنتصب

(اہل صفا میرے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور ان سب کی ہمتیں شمشیر برانی اور سیف قاطع سے بھی زیادہ تیز ہیں۔)

یہ سن کر شیخ علیؒ نے فرمایا خوب! خوب! کیا ہی سچ کہا تم نے۔

شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان بن خباز حضرت ابو الحسن جوسقی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت وہاں شیخ علی بن ہیتی اور حضرت شیخ بقا بھی موجود تھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہر طویلے میں میرا ایک مرد ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر زین میں میرا ایک گھوڑا ہے جس سے کوئی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ ہر لشکر میں میرا ایک سلطان ہے جس کی مخالفت نہیں کی جاتی اور ہر منصب میں میرا ایک خلیفہ ہے جو کبھی معزول نہیں ہوتا۔

حضرت غوث اعظمؒ کے کلام کا اثر

شیخ ابو سعید احمد بن ابی بکر حریمی عطار اور شیخ ابو عبد اللہ محمد بن قائد کا بیان ہے کہ شیخ صدقہ بغدادی نے ایک مرتبہ ایک ایسی بات کہہ دی کہ جس پر شرعی حیثیت سے سخت اعتراض ہوتا تھا۔ وہ بات لکھ کر خلیفہ کو پہنچائی گئی تو اس نے ان کی گرفتاری اور سزا کا حکم جاری کر دیا۔ جس وقت وہ حاضر ہوئے اور سزا کے لیے ان کا سر کھولا گیا تو ان کے خادم نے واشیخاہ کہہ کر فریاد بلند کی۔ اتنے میں انھیں سزا دینے والے جلاد کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انچارج افسر کے دل میں ہیبت ڈال دی۔ چنانچہ اس نے وزیر کو سارے معاملے کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی مرعوب کر دیا۔ پھر خلیفہ کو ساری بات سے آگاہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بھی ہیبت طاری کر دی۔ چنانچہ اس نے ان کے رہا کرنے کا حکم دے دیا۔

رہا ہو کر شیخ عبد القادرؒ کی بارگاہ میں رباط پہنچے۔ انھوں نے دیکھا کہ عام لوگ اور مشائخ حضرت شیخ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ انھیں خطاب کریں۔ اتنے میں حضرت شیخ تشریف لائے اور مشائخ کے درمیان بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کرسی پر چڑھے۔ نہ خود کوئی گفتگو کی اور نہ ہی قاری کو قرأت کے لیے حکم دیا۔ مگر حاضرین پر زبردست وجد طاری ہو گیا اور غیر معمولی جوش و خروش اٹھا۔ شیخ صدقہ نے دل میں کہا کہ نہ تو شیخ نے کوئی کلام کیا اور نہ قاری نے قرأت کی۔ یہ وجد کس چیز پر ہو رہا ہے۔ حضرت شیخ نے اس طرف رخ پھیر کر فرمایا اللہ کے بندے! میرا ایک مرید بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں آیا اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ آج حاضرین اس کی مہمانی میں مصروف ہیں۔ شیخ صدقہ کو خیال آیا کہ جو شخص بیت المقدس سے بغداد کا فاصلہ ایک قدم میں طے کر رہا ہے وہ کس چیز سے توبہ کرے گا اور پھر شیخ کے پاس وہ کیا لینے آئے گا۔ اتنے میں حضرت شیخ نے اس کی طرف رخ پھیرا اور فرمایا کیا نہیں ہے میری تلوار سونتی ہوئی اور میری کمان چڑھائی ہوئی اور کیا نہیں ہیں میرے تیر کمان میں، اور کیا نہیں ہیں میرے تیر نشانے پر پہنچنے والے اور میرے نیزے جائے مقصود پر لگنے والے۔ اور کیا نہیں ہے میرا گھوڑا ہر وقت زین کسا ہوا؟ پھر فرمایا میں اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہوں۔ میں احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔ میں بحر ناپیدا کنار ہوں۔ میں حفاظت میں ہوں۔ میرا لحاظ کیا جاتا ہے۔ میں بہودہ رہوں لے روزے دارو! اور شب بیدارو! اور اے اصحاب جبل! تمھارے پہاڑ توڑ ڈالے گئے اور اے گرجا والو! تمھارے گرجے ویران کر دیے گئے۔ امر الٰہی کی طرف رجوع کرو۔ اور میں امر الٰہی ہوں۔ اور اے راہ (حق) کے راہیو! اے مردو! اے دلیرو اور بہادرو اور اے ابدالو اور بچو! آؤ آؤ اور اس سمندر سے لو جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اے پیارے! تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں منفرد ہوں بلاشبہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ رات دن میں ستر دفعہ کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھے اپنے لیے چن لیا ہے تاکہ اپنی آنکھوں کے سامنے تیری نگہداشت

کروں۔ عبدالقادر! تو کلام کر ہم تجھ سے سنیں گے اور اے عبدالقادر! تجھے قسم ہے میرے حق کی تو کہہ، اور تجھے قسم ہے میرے حق کی تو پی۔ تجھے قسم ہے میرے حق کی تو کلام کر۔ میں نے اسے روکے جانے سے محفوظ کر دیا ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

گانے بجانے سے توبہ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ ایک بار لوگوں پر تقریر فرما رہے تھے۔ یکایک آپ خاموش ہو گئے اور آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ پھر آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "زیادہ نہیں صرف سو دینار درکار ہیں"۔

آپ کا ارشاد سن کر کئی لوگ سو سو دینار لے کر حاضر ہوئے آپ نے صرف ایک شخص سے سو دینار لے لیے اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ "یہ سو دینار لے کر تو شونیزیہ پر جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک بوڑھا بربط بجاتا ہوا ملے گا اسے یہ دینار دے کر میرے پاس لے آؤ۔"

خادم حسب حکم مقبرہ شونیزیہ پر پہنچا۔ وہاں فی الواقع ایک بوڑھا بربط بجا کر گا رہا تھا۔ خادم نے اسے سلام کیا اور وہ سو دینار اس کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ بوڑھے نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو خادم نے کہا تمہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بلا رہے تھے۔ بوڑھا فوراً خادم کے ہمراہ ہو لیا۔ جب دونوں حضرت کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے بوڑھے سے فرمایا، تم اپنا قصہ بیان کرو۔ بوڑھا کہنے لگا یا حضرت لڑکپن میں میں نہایت عمدہ گاتا بجاتا تھا۔ اور بربط نوازی میں کمال رکھتا تھا۔ لوگ میری آواز پر فدا تھے لیکن جب میں بڑا ہوا تو میری مقبولیت بہت کم ہو گئی۔ میں نے شکستہ دل ہو کر شہر چھوڑ دیا اور عہد کر لیا کہ آئندہ صرف مُردوں کو اپنا گانا سنایا کروں گا چنانچہ میں نے قبرستان ہی میں بود و باش اختیار کر لی اور وہاں ہی گاتا بجاتا رہا۔ ایک دن میں اپنے شغل میں مصروف تھا کہ ایک قبر سے آواز آئی۔

"اے شخص تو مُردوں کو کب تک اپنا گانا سنائے گا اب خدا کی طرف رجوع کر"

مجھ پر سخت وحشت طاری ہوئی اور میں نے عالم بے خودی میں یہ اشعار پڑھے

یارب مالی عدۃ یوم اللقا
الا رجا قلبی ونطق لسانی

(اے میرے رب! یوم حشر کے لیے میرے پاس کوئی سرمایہ نہیں سوائے اس کے کہ میرے دل میں تیری بخشش و رحمت کی امید ہو اور میری زبان پر حمد و ثنا ہو)

قد امك الراجون یبغون المنی
واخیبتا ان عدتُ بالحرمان

(تیری رحمت کے امیدوار کل تیرے حضور میں سُرخرو ہوں گے اگر میں محروم رہ گیا تو حیف ہے میری بدبختی پر)

ان کان لا یرجوك الا محسن
فیمن یلوذ و یستجیر الجانی

(اگر صرف نیکو کار لوگ ہی تیری رحمت کے آرزو مند ہوتے تو تیرے گنہگار بندے کس کی پناہ لیتے۔)

شیبی شفیع یوم عرضی واللقا
فسالك تنقذنی من النیران

(میری ضعیف العمری حشر کے دن تیری بارگاہ میں میری شفاعت کرے گی۔ امید ہے کہ تو اس پر نظر کر کے مجھے اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے گا اور جہنم سے بچا لے گا۔)

یہ اشعار میری زبان پر تھے کہ آپ کے خادم نے آ کر میرے ہاتھ پر سو دینار رکھ دیے اب میں گانے بجانے سے توبہ کرتا ہوں اور اپنے خالقِ حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا بربط توڑ دیا۔

اس بوڑھے کی داستان سن کر لوگ دم بخود ہو گئے اور چالیس آدمیوں نے

اسی وقت سو سو دینار اس بوڑھے کو دیے۔ آپ کے خادم ابوالرضیؒ کا بیان ہے کہ یہ واقعہ دیکھ کر پانچ آدمیوں پر ایسا اثر ہوا کہ وہ تڑپنے لگے اور تڑپتے تڑپتے واصل بحق ہو گئے (قلائد الجواہر)

نورانی مخلوق

شیخ اجل ابوالفلاح منجم بن شیخ جلیل ابوالخیر بن شیبان قدوہ ابو محمد مطر باورائی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جب شیخ مطر کا آخری وقت آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے وصیت کریں کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟ انھوں نے کہا شیخ عبدالقادر کی۔ میں نے سوچا کہ اس وقت یہ بیماری کی غشی میں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے پھر پوچھا کہ آپ کے بعد میں کس کی اقتدا کروں؟ فرمایا شیخ عبدالقادر کی۔ مجھے اب کے بھی اطمینان نہ ہوا۔ چنانچہ موقع پا کر میں نے تیسری دفعہ پھر یہی سوال دہرایا۔ اس پر انھوں نے کہا میرے بیٹے! جس دور میں شیخ عبدالقادر موجود ہوں اس میں کسی دوسرے کی پیروی اور اقتدا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں بغداد آیا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہاں شیخ بقا، شیخ ابوسعد قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی وغیرہ اکابرین مشائخ بھی موجود تھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ نے فرمایا۔ "میں تمھارے عام واعظین کی طرح نہیں ہوں۔ میں تو خدا کے حکم سے بولتا ہوں اور میرا خطاب تو ان لوگوں سے ہے جو فضا میں رہتے ہیں۔"

یہ فرما کر آپ نے اپنا سر اقدس فضا کی طرف اٹھایا۔ میں نے بھی اوپر دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ نورانی گھوڑوں پر سوار نورانی لوگوں سے آسمان بھرا ہوا ہے۔ انھوں نے اپنے سر جھکا رکھے ہیں ان میں سے کوئی رو رہا ہے، کوئی کانپ رہا ہے کسی کے کپڑوں میں آگ ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر بیہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب افاقہ ہوا تو میں لوگوں کو چیرتا آپ کی طرف دوڑا۔ اور آپ کے منبر شریف پر چڑھ گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر فرمایا کیوں کرم! پہلی دفعہ تمھیں اپنے والد کی بات

پر یقین نہ آیا تھا؟ میں نے آپ کی ہیبت کی وجہ سے سر جھکا لیا۔

حضرت حمادؒ کی قبر پر دعا کا اثر

شیخ ابوالحسن خفاف بغدادیؒ، شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان المعروف خباز اور شیخ جلیل قیصر کا بیان ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے بروز چہارشنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۵۲۹ھ کو قبرستان شونیزی کی زیارت کی۔ آپ کے ہمراہ فقہاء اور فقراء کی ایک بڑی جماعت بھی تھی۔ آپ دیر تک حضرت شیخ حمادؒ کے مزار کے پاس کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ سخت گرمی ہو گئی۔ تمام لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ جب آپ واپس ہوئے تو آپ کے چہرہ پر خوشی و مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے اتنی دیر کھڑے رہنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ ۴۹۹ھ نصف شعبان جمعہ کے روز میں حضرت شیخ حمادؒ اور آپ کے معتقدین کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد سے نکلا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ نماز جمعہ ہم جامع مسجد رصافہ میں پڑھیں جب ہم نہر کے پل پر پہنچے تو حضرت شیخ نے مجھے پانی میں ڈال دیا اور یہ سخت سردی کا موسم تھا۔ میں نے کہا بسم اللہ جمعہ کا غسل ہو گیا۔ اس وقت مجھ پر اون کا جبہ تھا اور میری آستین میں کچھ ورق تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا لیا تاکہ وہ بھیگ نہ جائیں۔ سارے لوگ مجھے پانی میں چھوڑ کر چل دیے۔ میں پانی سے نکلا جبے کو نچوڑا اور ان کے پیچھے چل دیا۔ چونکہ سردی کی شدت کی وجہ سے مجھے کافی اذیت پہنچی تھی۔ شیخ کے معتقدین میں سے کچھ لوگوں نے مجھ میں طمع کی خواہش کی شیخ نے انھیں جھڑکا اور فرمایا کہ میں نے صرف اس لیے ایذا دی تاکہ اسے آزماؤں۔ یہ تو ایک ... ایسا پہاڑ ہے جو اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہیں لیتا۔

میں نے آج شیخ حمادؒ کو ان کی قبر میں دیکھا ان پر جوہر کا ایک حلہ تھا اور ان کے سر پر یاقوت کا تاج۔ ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور پاؤں میں سونے کی دو جوتیاں تھیں البتہ ان کا داہنا ہاتھ بے کار تھا جو کام نہیں کر رہا تھا۔ میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا یہ وہ ہاتھ ہے جس سے میں نے

آپ کو چھینکا تھا۔ کیا آپ مجھے یہ بات معاف کر دیں گے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا تو اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ وہ میرے ہاتھ کو ٹھیک کر دے۔ میں ٹھہر گیا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے لگا۔ دریں اثنا پانچ ہزار اولیاء اللہ اپنی اپنی قبروں پر کھڑے ہو گئے اور شیخ حمادؒ کے حق میں میرے سوال کی قبولیت کی دعا کرنے لگے نیز میرے پاس بھی حضرت شیخ حمادؒ کے حق میں شفاعت کرنے لگے۔ میں اس پر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ہاتھ صحیح و سالم کر دیا اور انھوں نے اس ہاتھ سے مجھے مصافحہ کیا۔ اس سے میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

ان تینوں (راویوں) کا بیان ہے کہ جب یہ واقعہ بغداد میں مشہور ہوا تو شیخ حمادؒ کے معتقدین اور تلامذہ میں سے مشائخ اور صوفیاء کا ایک گروہ بغداد میں جمع ہو گیا اور ان کے ساتھ عام لوگوں اور فقراء کی ایک بڑی جماعت امنڈ آئی تاکہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ سے حضرت شیخ حماد کے بارے میں بیان کردہ واقعے کی جواب طلبی کریں۔ یہ سارے لوگ حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے مدرسہ میں پہنچ گئے مگر حضرت شیخ کے جلال اور ہیبت کی وجہ سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ چنانچہ خود حضرت شیخ نے ان سے مطلب کی بات شروع کی اور ان سے فرمایا کہ تم مشائخ میں سے دو شخص منتخب کر لو ان کی زبان پر یہ بات ظاہر ہو جائے گی جو میں نے تمھیں بتائی ہے۔

چنانچہ انھوں نے شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی (جو اسی وقت بغداد آئے تھے) اور شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن شعیب بن مسعود کردی بغدادی رحمہما اللہ کے نام پیش کیے۔ یہ دونوں بزرگ صاحب کرامت اور بلند احوال کے مالک تھے۔ اس پر لوگ حضرت شیخ سے کہنے لگے کہ ان کی زبان پر وہ بات جاری ہونے کے لیے ہم آپ کو ایک ہفتہ کی مہلت دیتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا نہیں نہیں آپ لوگ اپنی جگہ سے اٹھنے نہ پائیں گے کہ اس بات کا فیصلہ

ہو جائے گا۔ آپ نے اپنا سر نیچا کیا اور ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنے سر جھکا لیے کہ اچانک مدرسہ کے باہر شور اٹھا۔ اتنے میں شیخ یوسف برہنہ پا دوڑتے ہوئے آئے اور مدرسہ میں داخل ہو گئے اور فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی مجھے شیخ حمادؒ کا مشاہدہ کرایا اور انھوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اے یوسف! تو جلدی شیخ عبدالقادرؒ کے مدرسہ میں جا اور وہاں جو لوگ جمع ہیں — انھیں کہہ دے کہ شیخ عبدالقادرؒ نے انھیں میرے بارے میں جو خبر دی ہے وہ اس میں سچے ہیں۔ ابھی شیخ یوسف کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ شیخ عبدالرحمٰن بھی آ گئے اور انھوں نے بھی وہی بات دہرائی جو شیخ یوسف کہہ چکے تھے۔ اس پر تمام بزرگ کھڑے ہو گئے اور حضرت شیخ عبدالقادرؒ سے معافی چاہنے لگے۔ (خلاصۃ المفاخر)

خرقہ کی سند کا عطیہ

شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادیؒ کا بیان ہے کہ میں نے بچپن کے زمانے میں ۵۵۳ھ میں خواب میں دیکھا کہ نہر عیسیٰ کا پانی خون اور پیپ میں تبدیل ہو گیا ہے اور اس کی مچھلیاں سانپ اور کیڑے مکوڑے بن کر میری طرف بڑھ رہی ہیں ان کے خوف سے بھاگ کر میں اپنے گھر پہنچا۔ گھر میں سے ایک شخص نے میرے ہاتھ میں پنجہ تھما دیا اور کہا اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں نے کہا یہ تو مجھے نہیں بچا سکے گا۔ اس نے کہا تیرا ایمان تجھے بچائے گا۔ میں نے اسے ایک کونے سے پکڑ لیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے گھر میں ایک تخت پر موجود ہوں۔ میرا خوف دور ہو گیا۔ میں نے کہا تمھیں قسم ہے اس ذات کی جس نے تمھارے سبب مجھ پر احسان فرمایا مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ کہا میں تیرا نبی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ میں آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ میں اس کی کتاب اور آپ کی سنت پر مروں۔ اس پر آپ نے فرمایا ہاں! اور تیرا پیر شیخ عبدالقادرؒ ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے اپنی بات تین دفعہ بارگاہ رسالت مآب میں دہرائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

راوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اثنا میں آپ کو بتایا گیا کہ باب ازج کے قبرستان میں ایک مُردے کی، جب سے وہ دفن ہوا ہے۔ آواز سنی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا اس نے میرے ہاتھوں سے خرقہ پہنا ہے؟ لوگوں نے کہا معلوم نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا وہ کبھی میری مجلس پر آیا تھا؟ لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ پوچھا کیا اس نے کبھی میرے کھانے سے کھانا کھایا تھا؟ لوگوں نے کہا ہمیں علم نہیں۔ فرمایا کیا اس نے کبھی میرے پیچھے نماز پڑھی تھی؟ لوگوں نے اس کی بھی تائید یا تنکیر نہیں کی۔ اس پر آپ نے فرمایا اس قدر قصوروار اور نااہل شخص اسی لائق ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے سر جھکا لیا آپ سے ہیبت جھلک رہی تھی اور سکون و وقار دوچند ہو گیا تھا۔ اتنے میں فرمایا کہ بیشک فرشتوں نے کہا ہے کہ اس نے آپ کا چہرہ دیکھا اور آپ کے ساتھ حسن ظن رکھا اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرما دیا ہے۔ اس کے بعد عرصے تک لوگ اس کی قبر پر جاتے رہے مگر کسی نے کبھی کوئی آواز نہ سنی۔

کرامت کی تصدیق کا واقعہ

بغداد میں ایک صاحب عبدالصمد بن ہمام تھے۔ وہ سیدنا غوث اعظم کی کرامات کے منکر تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن میں آپ کے مدرسے کے قریب سے گزرا اس وقت میں رفع حاجت کے لیے جانا چاہتا تھا لیکن نماز کا وقت قریب تھا۔ میں نے سوچا پہلے نماز ادا کر لوں پھر رفع حاجت کے لیے چلا جاؤں گا چنانچہ میں مدرسہ کے اندر چلا گیا اور منبر کے قریب بیٹھ گیا۔ جوں جوں نماز کا وقت قریب آتا جاتا لوگوں کا ہجوم بڑھتا جاتا۔ حتیٰ کہ مدرسہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی ادھر مجھے اس شدت سے حاجت براز ہوئی کہ برداشت کی طاقت نہ رہی لیکن لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی راستہ باہر جانے کے لیے نہ پاتا تھا اس وقت سیدنا غوث اعظمؒ منبر پر تشریف فرما ہو چکے تھے۔ عین اس وقت کہ میرے کپڑے ناپاک ہونے کو تھے آپ اپنے منبر سے اتر کر میرے قریب آئے اور اپنی آستین مبارک

سے میرے سر پر سایہ کر لیا۔ معاً میں نے اپنے آپ کو ایک باغیچہ میں پایا جہاں دور دور تک کوئی آدمی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ قریب ہی پانی بہہ رہا تھا۔ میں وہاں رفع حاجت سے فارغ ہوا اور طہارت کر کے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اس وقت آپ نے اپنی آستین میرے سر سے ہٹا لی۔ اور یہ دیکھ کر میری عقل چکرا گئی کہ میں ہجوم خلائق کے درمیان آپ کے منبر کے قریب ہی بیٹھا ہوں۔ حالانکہ اس باغیچہ میں کیے ہوئے وضو کی نمی اب تک مجھے محسوس ہو رہی تھی۔ خیر جب نماز ہو چکی اور میں اٹھنے لگا تو اپنا رومال جس میں میری کنجیاں بندھی ہوئی تھیں غائب پایا۔ ہر چند تلاش کی لیکن کہیں نہ پایا۔ مایوس ہو کر گھر واپس آگیا اور اپنے گھر کے تالے لوہار سے کھلوائے۔

اسی دن میں اپنے کسی کام کے لیے ایک قافلہ کے ہمراہ بلادِ عجم کو روانہ ہوا۔ چودہ دن کے سفر کے بعد ہمارا گزر ایک ایسے مقام پر ہوا جو ہو بہو ویسا ہی تھا۔ جہاں مذکورہ جمعہ کو میں نے وضو کیا تھا۔ چونکہ آگے دور دور تک پانی نظر نہیں آتا تھا اس لیے ہمارے قافلے نے یہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ میں نے اتر کر غور سے دیکھا۔ تو واقعی وہی میدان تھا۔ میں سخت حیرت زدہ ہوا۔ اور وضو کر کے نماز کے لیے اس مقام کی طرف بڑھا جہاں پہلے نماز پڑھی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرا گم شدہ رومال مع چابیوں کے گچھے کے وہاں پڑا ہے۔ اب تو میں سیدنا غوث اعظمؒ کا سچے دل سے معتقد ہو گیا۔

اگرچہ اس واقعہ والے دن ہی میں نے آپ کی کرامات کا انکار ترک کر دیا تھا۔ سفر سے واپس آ کر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے بصد ادب معافی مانگی اور بیعت کر کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ آپ نے مجھے ہدایت فرمائی کہ جب تک میں زندہ ہوں اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ (قلائد الجواہر)

مجلس میں غیبی مخلوق کا آنا

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رح کی مجلس میں حاضر ہوا آپ نے تقریر شروع کی اور اس میں یوں ہو گئے پھر فرمانے لگے اگر اللہ تعالیٰ میرا کلام سننے کے لیے کسی سبز پرندے کو بھیجنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ ابھی آپ کی یہ بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ سبز رنگ کا ایک پرندہ آیا اور آپ کی آستین میں گھس گیا۔ پھر وہ وہاں سے باہر نہ نکلا۔ ایک دفعہ آپ کی تقریر کے دوران لوگوں میں سستی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا اگر ارادۂ خداوندی میں یہ بات ہو کہ وہ میری تقریر سننے کے لیے سبز پرندے بھیجے تو وہ فوراً بھیج دے۔ ابھی آپ کی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ مجلس سبز رنگ کے پرندوں سے بھر گئی جنہیں تمام حاضرین مجلس دیکھ رہے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ قدرت کے موضوع پر تقریر جاری تھی اور ہیبت زدہ اور سہمے ہوئے تھے کہ اسی اثنا میں مجلس پر سے ایک عجیب الخلقت پرندہ گزرا۔ کچھ لوگ حضرت شیخ کے کلام کی بجائے پرندے کی طرف متوجہ ہو گئے اس پر آپ نے فرمایا قسم ہے معبود کی۔ اگر میں اس پرندے کو ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا حکم دوں تو ابھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جائے۔ ابھی آپ یہ بات فرما رہے تھے کہ وہ پرندہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سرزمین مجلس پر آگرا۔ (خلاصۃ المفاخر)

مردان کوہ قاف

شیخ ابو محمد عبداللہ لطائحی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کی خدمت میں آپ کے گھر حاضر ہوا وہاں چار شخص موجود تھے جنہیں میں نے اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا انہیں دیکھ کر میں اپنی جگہ ٹھہر گیا جس وقت وہ آپ کی خدمت سے اٹھے آپ نے مجھے فرمایا انہیں پہچانو اور اپنے حق میں دعا کرا لو۔ باہر نکلنے سے پہلے میں نے انہیں صحن مدرسہ میں جا لیا۔ اور دعا کی درخواست پیش کی۔ ان میں ایک نے مجھے کہا تمہیں خوشخبری ہو۔ تم ایک ایسے مرد راہ کے خادم ہو جس کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آباد زمین اور پہاڑوں، خشک بیابانوں اور دریاؤں کی حفاظت و نگرانی کرتا ہے اور اسی کی دعا کی بدولت اپنی مخلوق کے نیک و بد

رحم فرماتا ہے۔ ہم اور دوسرے تمام اولیاء اس کے انفاس کے عہد و پیمان کے پابند اس کے قدموں کے سائے کے نیچے اور اس کی حکومت کے دائرہ کار میں ہیں اتنے میں وہ مدرسہ سے باہر نکلے اور غائب ہو گئے۔ میں تعجب کرتا ہوا حضرت شیخ رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا عبداللہ! جو کچھ ان لوگوں نے تم سے کہا جب تک میں زندہ رہوں اس کے بارے میں کسی سے کچھ کہوں تو کہوں۔ تم کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ میں نے پوچھا حضور! یہ کون لوگ تھے؟ فرمایا کہ یہ مردان کوہ قاف کے رؤسا ہیں۔ اور وہ اس وقت کوہ قاف میں اپنے ٹھکانوں پر پہنچ چکے ہیں۔

کھجور کے درختوں کا سرسبز ہونا

ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ قرشی بغدادی سے روایت ہے کہ شیخ علی الہیتی جب علیل ہو جاتے تھے تو شیخ ابو المظفر اسمٰعیل بن سنان حمیری کے پرفضا باغیچہ میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی روز وہیں تشریف رکھتے تھے اس باغ میں دو درخت کھجور کے بالکل خشک و بیکار ہو گئے تھے اور چار سال سے اس میں پھل وغیرہ کچھ نہیں آتا تھا۔ ان کے کٹوانے کا اب ارادہ کر لیا گیا تھا۔ حضرت شیخ علی ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو سرکار غوث اعظم رح ان کی عیادت کے لیے اس باغ میں تشریف لے گئے۔ عیادت سے فارغ ہو کر آپ نے بذات خود ان درختوں میں سے ایک کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی۔ اللہ اللہ! آپ کے قدم مبارک کی برکت ملاحظہ کیجیے کہ یک بیک وہ درخت شاداب ہو گئے۔ اور گو کہ اس وقت پھلوں کے آنے کا وقت بھی نہیں تھا مگر ایک ہفتہ کے اندر ان درختوں سے کھجوریں بھی پیدا ہونے لگیں۔

حضرت شیخ صالح ان درختوں سے کھجوریں لے کر سرکار غوث اعظم رح کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں اور دعا کی کہ پروردگار عالم تمہاری زمین، تمہارے درہم، تمہارے صاع اور تمہارے مویشیوں

میں برکت عطا فرمائے۔

شیخ صالح کا اپنا بیان ہے کہ اس دعا کی ایسی برکت ہوئی اور آپ کا اشارہ ہوا کہ اب میں ایک درہم خرچ کرتا ہوں تو اس کے دوگنے فوراً کہیں سے آجاتے ہیں۔ گھر کے اندر اگر سو بوریاں گیہوں کی رکھتا ہوں اور پچاس صرف کر ڈالتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں تو سو کی سو موجود پاتا ہوں۔ مویشی اس قدر بچے دینے لگے ہیں کہ ان کی گنتی مشکل سے یاد رہتی ہے۔ دودھ کی اس قدر فراوانی ہے کہ ختم کرنے کی کوشش کے باوجود ختم نہیں کر پاتا۔ غرضیکہ آپ کی اس دعا کی برکت سے برابر مالدار ہوتا چلا جا رہا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

کمزور اونٹنی کا تیز رفتار ہونا

امام المحدثین حضرت ملا علی قاریؒ نے اپنی تصنیف لطیف نزہۃ الخاطر الفاتر میں تحریر فرمایا ہے کہ ابو حفص عمر بن صالح بغدادیؒ اپنی اونٹنی ہانکتے ہوئے حضرت غوث الثقلینؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں حج بیت اللہ کو جانا چاہتا ہوں۔ مگر میری اونٹنی قابلِ سفر نہیں۔ اس کے سوا میرے پاس کوئی دوسری سواری بھی نہیں۔ حضرت غوث اعظمؒ نے اونٹنی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور ایک ایڑی لگائی تو وہ اونٹنی بیت اللہ شریف تک کسی سے پیچھے نہ رہی۔ (بہجۃ الاسرار)

مجلس میں حضرت خضرؑ کا آنا

آپ کے خادم خطاب کا بیان ہے کہ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور آپ وعظ ترک کر کے تمام اہلِ مجلس کے سامنے ہوا میں پرواز کرنے لگے۔ دورانِ پرواز آپ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی۔ کچھ دیر یہاں تشریف رکھیے اور اس محمدی کی چند باتیں سن لیجیے۔ چند لمحات کے بعد آپ منبر پر تشریف لے آئے اور پھر وعظ میں مشغول ہو گئے۔

مجلس برخاست ہوئی تو لوگوں نے دورانِ پرواز آپ کے ارشادات کی

وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ حسنِ اتفاق سے آج حضرت خضر علیہ السلام کا گزر اس طرف ہوا۔ میں ان سے مجلس میں تشریف آوری کے لیے کہہ رہا تھا چنانچہ انھوں نے میری درخواست قبول کر لی اور مجلس میں کچھ دیر میرا کلام سنتے رہے۔

(قلائد الجواہر)

آفتابہ کا قبلہ رخ ہونا

شیخ ابو عبداللہ محمد جیلی قزوینی اور شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن ابو عبداللہ طبریؒ کا بیان ہے کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شہرت دیار و امصار میں پھیلی تو جیلان کے تین بزرگ آپ کی زیارت کے ارادے سے بغداد آئے اس وقت آپ اپنے مدرسے میں تھے۔ انھوں نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جو انھیں مل گئی انھوں نے دیکھا کہ حضرت کے ہاتھ میں کتاب ہے۔ ان کا لوٹا سمت قبلہ سے ٹیڑھا رکھا ہے اور ان کا خادم ان کے سامنے کھڑا ہے۔ انھوں نے لوٹے کے ٹیڑھے ہونے اور خادم کی گستاخی پر ایک دوسرے کی طرف انکاری نگاہوں سے دیکھا۔ حضرت شیخ نے کتاب اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور انھیں ایک نگاہ سے دیکھا اور خادم پر بھی نظر ڈالی۔ خادم بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر لوٹے کی طرف دیکھا تو وہ خود بخود قبلے کی طرف پھر گیا۔ (خلاصۃ المفاخر)

آپ کی مجلس میں حضورؐ کا تشریف لانا

شیخ بقا بن بطوؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت منبر کے نیچے کے زینے پر وعظ فرما رہے تھے یکایک آپ نے کلام چھوڑ دیا اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ منبر کا پہلا زینہ حدِ نظر تک وسیع ہو گیا ہے۔ اس پر دیبائے سبز کا فرش بچھ گیا ہے اور اس پر سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرامؓ رونق افروز ہوئے ہیں۔ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے قلب پر اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی۔ آپ گرنے لگے تھے کہ سرورِ کونینؐ نے تھام لیا

سے جا ملا۔ میں نے اس سے دعا کی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ مجھے یہ سب کچھ تمہارے والد گرامی کی دعا اور خرقے کی بدولت نصیب ہوا ہے۔ پھر کسی وقت میں نے شیخ علی بن ہیتی سے اس واقعے کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ آج تک جتنے خرقے لوگوں کو پہنائے گئے ہیں ان میں خیر و برکت اور سلفِ صالح کے لیے روحانی مقامات اور فتوحات کے اعتبار سے آپ کے والد گرامی کے خرقے کو میں نے جتنا مؤثر دیکھا ہے ایسا کسی کو نہیں دیکھا۔ ان ستر مردوں پر اللہ تعالیٰ نے فتوحاتِ غیبیہ کے دروازے کھول دیے جنھوں نے ایک ہی روز شام کے وقت حضرت شیخ سے خرقۂ خلافت پہنا۔ ان کے سروں پر حضرت شیخ کے ہاتھ کی برکت سے انھیں اجرِ جمیل عطا کیا گیا۔ جن ایام میں میں نے تمہارے والد گرامی کو دیکھا ان سے بڑھ کر خیر و برکت والے دن میری نظر سے نہیں گزرے۔
(خلاصۃ المفاخر)

غلّے میں بے پناہ برکت

ایک دفعہ بغداد میں خوفناک قحط پڑا۔ آپ کے رکابدار شیخ ابوالعباس احمد آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کثیر العیال ہوں لیکن گھر میں کچھ نہیں اور کئی روز سے فاقہ ہے۔ آپ نے ان کو تقریباً نصف من گیہوں دیے اور فرمایا کہ انھیں مٹی کے ایک مٹکے (یا گھڑے) میں بند کر دینا اور اس میں ایک سوراخ کر کے روزانہ ضرورت کے مطابق غلہ نکال لیا کرنا۔ شیخ ابوالعباس احمد کا بیان ہے کہ ہم پانچ سال تک گیہوں کھاتے رہے لیکن ختم ہونے میں نہ آئے۔ پھر ایک دن میری بیوی نے یہ مٹکا کھول لیا تو جتنے گیہوں ڈالے تھے اتنے ہی موجود تھے۔ اب یہ گیہوں سات دن میں ختم ہو گئے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر آپ سے کیا تو فرمایا کہ اگر تم اس مٹکے کو نہ کھولتے تو تمہارا کنبہ ساری عمر یہ گیہوں ختم نہ کر سکتا تھا۔ (قلائد الجواہر)

حضرت غوثِ اعظمؒ کا روحانی تصرف

شیخ ابو حفص عمر کیماتی رحؒ کا بیان ہے کہ ایک رات میں اپنی خلوت گاہ میں بیٹھا تھا کہ دیوار پھٹ گئی اور ایک نہایت بدصورت شخص اندر داخل ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں، تجھے نصیحت کرنے کی خاطر آیا ہوں۔ میں نے کہا تو مجھے کیا نصیحت کرتا ہے۔ کہنے لگا میں تمھیں مراقبہ میں بیٹھنے کا طریقہ سکھاتا ہوں۔ وہ محدود و مقصور ہو کر بیٹھ گیا اور اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ (اس طریقے میں گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھ اس میں حائل کیے جاتے ہیں اور سر گھٹنوں میں جھکا ہوتا ہے) اگلے روز صبح کے وقت میں حضرت شیخ عبدالقادرؒ جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ انھیں اس واقعے سے مطلع کروں۔ جب میں نے مصافحہ کیا تو انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میرے کچھ کہنے سے پہلے فرمایا۔ اے عمر! اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے تم سے سچ کہی ہے خیال کرنا اس کے بعد اس کی کوئی بات قبول نہ کرنا۔

شیخ ابوالحسن کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں چالیس برس تک شیخ عمرؒ کے بیٹھنے کا یہی انداز رہا (خلاصۃ المفاخر)

فلسفے سے توبہ

شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک واسطی واعظ المعروف جرادہ کا بیان ہے کہ میں جوانی کے ایام میں ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے پاس علومِ فلسفہ اور علومِ روحانیات پر مشتمل ایک کتاب تھی۔ حاضرین میں سے کسی نے بھی اس کتاب کے بارے میں مجھ سے بات نہ کی۔ البتہ حضرت شیخ نے کتاب کو دیکھے بغیر اس کے مندرجات معلوم کیے بغیر مجھ سے فرمایا اے منصور! تیری یہ کتاب بُرا ساتھی ہے۔ اٹھ کھڑا ہو اور اسے پانی میں دھو ڈال۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ حضرت شیخ کے سامنے سے اٹھ کر کتاب کو گھر پھینک آؤں اور شیخ کے خوف سے دوبارہ اسے نہ اٹھاؤں البتہ کتاب کو دھو ڈالنے پر میرا دل آمادہ نہ

ہو رہا تھا کیونکہ مجھے یہ کتاب بہت پسند تھی اور اس کے بعض مضامین میرے ذہن میں کھُب چکے تھے۔ میں اس نیت سے اٹھا ہی تھا کہ حضرت شیخ نے متعجب نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ میں اٹھ نہ سکا گویا اس وقت میں قید ہو کر رہ گیا تھا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اپنی یہ کتاب ذرا مجھے دکھانا۔ میں نے لے کر دیکھا تو وہ کورے کاغذوں کا ایک پلندہ تھا جس میں ایک حرف بھی لکھا ہوا نہ تھا۔ میں نے کتاب آپ کے ہاتھ میں تھما دی۔ آپ نے اس کے کچھ ورق الٹائے پلٹائے اور پھر فرمایا کہ یہ تو محمد بن خریس کی کتاب فضائلِ قرآن ہے۔ یہ کہہ کر کتاب آپ نے مجھے دے دی۔ اب میں دیکھتا ہوں تو وہ واقعی محمد بن خریس کی کتاب فضائل قرآن ہی ہے۔ جو نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ تم اس بات سے توبہ کرتے ہو کہ زبان سے وہ بات کہو جو تمہارے دل میں نہ ہو۔ میں نے کہا جی حضور! حضرت شیخ رح نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ میں اٹھا تو میرے قلب سے فلسفہ اور روحانیت کے وہ تمام مضامین حرفِ غلط کی طرح مٹ چکے تھے جو اس سے پہلے میں یاد کر چکا تھا اور یہ مضامین آج کے دن تک یوں محو ہوئے جیسے کبھی اس ذہن سے گزرے بھی نہ تھے۔ (خلاصۃ المفاخر)

آپ کے جلال کا اثر

شیخ بقا کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر کی خدمت میں ایک سن رسیدہ شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا اس نے آپ سے درخواست کی کہ اس لڑکے کے لیے دعا فرمائیں۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہ تھا بلکہ یہ دونوں غلط کار تھے۔ حضرت شیخ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تم لوگ میرے ساتھ بھی ایسا کرنے لگے ہو! یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے گئے اسی وقت بغداد کے اطراف میں آگ لگ گئی۔ ایک مکان میں بجھتی کہ یکایک دوسرے مکان میں بھڑک اٹھتی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ مصائب اور آفات بادل کے ٹکڑوں کی طرح بغداد میں اتر رہے ہیں۔ میں جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ دیکھا تو آپ غضبناک ہیں۔ میں قریب بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا حضور! مخلوق پر رحم فرمائیں۔ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ ان کا غصہ ختم ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ مصائب کے بادل چھٹ گئے اور آگ بجھ گئی۔ (خلاصۃ المفاخر)

روحانی طاقت پر غلبہ پانا

شیخ عبداللہ محمد حسینی رح سے روایت ہے کہ ایک دن میں شیخ علی بن الہیتی رح کے ہمراہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازے پر ہم نے دیکھا کہ ایک جوان چت پڑا ہوا ہے اس نے ہمیں دیکھتے ہی شیخ علی بن الہیتی رح سے مخاطب ہو کر نہایت لجاجت سے کہا کہ خدارا شیخ عبدالقادر رح کی خدمت میں میری سفارش کر دیجیے گا۔

جب ہم اندر پہنچے اور پیشتر اس کے کہ شیخ علی بن الہیتی اس نوجوان کے بارے میں کچھ کہتے آپ نے فرمایا علی دروازے پر جو شخص پڑا ہے وہ میں تمہیں دیتا ہوں۔ شیخ علی نے دروازے پر جا کر اس شخص سے کہا کہ سیدنا عبدالقادر رح نے تیرے متعلق میری سفارش قبول فرمالی ہے۔

اتنا سنتے ہی وہ شخص ہوا میں پرواز کر کے نظروں سے غائب ہو گیا پھر ہم نے آپ سے اس نوجوان کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا یہ شخص صاحب حال تھا آج ہوا میں پرواز کرتا ہوا بغداد پر سے گزرا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ اس شہر میں میری مثل کوئی نہیں ہے۔ میں نے بفضل الٰہی اس کا حال سلب کر لیا اور وہ اڑنے کی قوت سے محروم ہو کر ہمارے دروازے پر آگرا۔ اگر شیخ علی اس کی سفارش نہ کرتے تو وہ یونہی پڑا رہتا۔ (قلائد الجواہر)

خانہ کعبہ دکھلانے کا واقعہ

آپ کے ایک ہم عصر شیخ ابو مدین بڑے پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ ایک دن انھوں نے اپنے مرید ابو صالح دریجان محمد ازکالی کو حکم دیا کہ بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی رح سے فقر کی تعلیم حاصل کرو۔ چنانچہ وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق

حضرت کی خدمت میں بغداد پہنچے۔ خود ان کا بیان ہے کہ میں نے شیخ عبداللہ
جیسا جلال کسی میں نہیں دیکھا۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میرے خلوت خانہ کے
دروازے پر بیس دن بیٹھو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بیس دن پورے ہوئے تو
آپ نے اپنے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ابو صالح ادھر دیکھو۔ میں نے ادھر
دیکھا تو اپنے آپ کو عین بیت اللہ شریف کے سامنے پایا۔ پھر فرمایا اس طرف دیکھو
میں نے دوسری طرف دیکھا تو اپنے شیخ ابو مدین کو کھڑا پایا۔ پھر آپ نے مجھ سے
پوچھا کہ اب تم بیت اللہ جانا چاہتے ہو یا اپنے شیخ کے پاس؟ میں نے عرض کیا
اپنے شیخ کے پاس۔ پھر فرمایا کہ ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے
تھے ویسے ہی؟ میں نے عرض کیا کہ جس طرح آیا تھا ویسے ہی جاؤں گا۔ آپ
نے فرمایا اچھا جو تیری مرضی۔ پھر فرمایا ابو محمد فقر کی سیڑھی توحید ہے اور توحید یہ
ہے کہ دوئی کو یکسر دل سے نکال ڈالو۔ اس کے بعد آپ نے ایک بھرپور نظر مجھ پر
ڈالی اور تمام جذبات اور ارادے میرے دل سے نکل گئے اور میں دولتِ فقر سے
مالا مال ہو گیا۔ (قلائد الجواہر)

ارواحِ انبیاءؑ

شیخ کبیر عارف باللہ ابو سعید قیلوی رح کا بیان ہے کہ میں
نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار حضرت شیخ کی مجلس
میں جلوہ گر ہوتے دیکھا۔ بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح زمینوں اور آسمانوں
میں سیر و سیاحت کرتی رہتی ہیں۔ جس طرح ہوا فضا میں چلتی رہتی ہے۔ اور میں
نے آپ کی مجلس میں فرشتوں کو بھی گروہ در گروہ دیکھا ہے۔ نیز میں نے مردانِ
غیب اور جنات کو حضرت شیخ کی مجلس میں داخل ہونے کے لیے ایک دوسرے
پر سبقت کرتے کئی بار دیکھا۔ حضرت خضرؑ تو کثرت سے مجلس میں آیا کرتے تھے
ایک دفعہ شیخ کی مجلس کے بارے میں میں نے پوچھا تو حضرت خضرؑ نے کہا جو شخص
بھی کامیابی اور چھٹکارے کا خواہش مند ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ شیخ کی
مجلس میں حاضری دے۔ (خلاصۃ المفاخر)

ایک تاجر کی غیبی مدد کا واقعہ

ابو السعود الحریمی رح سے مروی ہے کہ
ابو المظفر الحسن بن نعیم تاجر نے شیخ
حماد الدباس رح کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور والا! میرا ارادہ ملکِ شام کی
طرف سفر کرنے کا ہے اور میرا قافلہ بھی تیار ہے۔ سات سو دینار کا مال تجارت
کے لیے ہمراہ لے جاؤں گا۔ شیخ حمادؒ نے فرمایا اگر تم اس سال سفر کرو گے تو تم سفر میں
ہی قتل کیے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔ وہ آپ کا ارشاد
سن کر مغموم حالت میں باہر نکلا تو سیدنا غوث اعظم رح سے ملاقات ہو گئی۔ اس
نے شیخ حماد کا ارشاد سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم سفر کرنا چاہتے ہو تو جاؤ۔ تم اپنے
سفر سے صحیح و تندرست واپس آؤ گے۔ میں اس کا ضامن ہوں۔

آپ کی بشارت سن کر وہ تاجر سفر کو چلا گیا اور ملکِ شام میں جا کر ایک ہزار
دینار میں اس نے اپنا مال فروخت کیا۔ بعد ازاں وہ تاجر اپنے کسی کام کے لیے حلب
گیا۔ وہاں ایک مقام پر اس نے اپنے ہزار دینار رکھ دیے اور وہاں ہی دینار وہ
بھول گیا۔ اور حلب میں اپنی قیام گاہ پر آ گیا۔ نیند کا غلبہ تھا کہ آتے ہی سو گیا
خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ عرب بدوؤں نے اس کا قافلہ لوٹ لیا ہے اور قافلہ
کے کافی آدمیوں کو ان بدوؤں نے قتل بھی کر دیا ہے اور خود اس پر بھی بدوؤں نے
حملہ کر کے اس کو مار ڈالا ہے۔ گھبرا کر بیدار ہوا تو اسے اپنے دینار یاد آئے
فوراً دوڑتا ہوا اس جگہ پر پہنچا تو دینار وہاں ویسے ہی پڑے ہوئے مل گئے۔ دینار
لے کر اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو بغداد شریف واپس جانے کی تیاری کی۔

جب بغداد شریف پہنچا تو اس نے سوچا کہ پہلے شیخ حمادؒ کی خدمت میں حاضر
ہوں کیونکہ وہ کبیر السن اور عمر رسیدہ ہیں یا حضرت غوث پاک رح کی خدمت میں حاضر
ہوں کیونکہ آپ نے میرے سفر کے متعلق جو فرمایا تھا بالکل درست ہوا ہے۔ اسی
سوچ و بچار میں تھا کہ حسنِ اتفاق سے سوقِ سلطان میں شیخ حماد سے اس کی
ملاقات ہوئی تو آپ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ پہلے حضرت غوث الثقلین رح کی خدمت

اقدس میں حاضری دو۔ کیونکہ وہ محبوب سبحانی ہیں۔ انھوں نے تمھارے حق میں ستر مرتبہ دعا مانگی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کریم نے تمھارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دیا ہے اور مال کے تلف ہونے کو نسیان سے بدل دیا ہے۔ جب تاجر حضرت غوث الثقلینؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ حمادؒ نے سلطان بازار میں تجھ سے بیان فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے کہ میں نے ستر مرتبہ اللہ کریم کی بارگاہ میں تمھارے لیے دعا کی کہ وہ تمھارے قتل کے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے اور تمھارے مال کے ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کے لیے نسیان سے بدل دے۔ (قلائد الجواہر)

ستر گھروں میں بیک وقت حاضر ہونے کی کرامت

ایک دن رمضان شریف میں ستر آدمیوں نے فرداً فرداً آپ کو اپنے گھر میں برکت کی خاطر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے ہر ایک کی دعوت قبول فرمائی۔ ہر دعوت دینے والے کو کسی دوسرے کے مدعو کرنے کا قطعاً علم نہ تھا آپ نے ایک ہی وقت میں ہر ایک کے گھر ان کے ہمراہ روزہ افطار فرمایا۔ نیز آپ نے اپنے آستانہ عالیہ پر بھی اس روز روزہ افطار فرمایا۔

صبح ہر مدعو کرنے والے نے آپ کی اپنے گھر تشریف آوری اور افطار کی سعادت حاصل کرنے کا تذکرہ کیا تو یہ خبر بغداد شریف میں خوب پھیلی۔ آپ کے غلام میں سے ایک خادم کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت اپنے آستانہ عالیہ سے باہر بھی تشریف نہیں لے گئے تو یہ لوگ آپ کے بیک وقت تشریف آوری اور کھانا تناول فرمانے کا تذکرہ کیسے کرتے ہیں تو اس نے حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کی دعوت قبول کی اور بیک وقت ہر آدمی کے گھر جا کر کھانا کھایا۔ (تفریح الخاطر)

چور کو ابدال بنانے کی کرامت

شاہ ابو المعالیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ داؤدؒ فرماتے تھے، کہ چونکہ ہمارے پیر جہانگیر (حضرت غوث اعظمؓ) کے در دولت پر سب لوگ آتے تھے اور تمام اہل دولت و صاحب ثروت اس بارگاہ کے خادم تھے اس لیے چور نے خیال کیا کہ ضرور ایسے جاہ و جلال والے بڑے مالدار ہوں گے۔

آں را کہ چنیں جاہ و حشم روئے نمود
در خانۂ او تودۂ زر خواہد بود

اور ارادہ کیا کہ ان کے گھر میں گھس جاؤں اور اپنی دلی مراد پاؤں۔ جب گھر کے اندر داخل ہوا تو کچھ بھی نہ پایا اور اندھا ہو گیا۔

خفاش کہ در خانہ خورشید رود
روشن کہ چنیں بے بصر و کور شود

آنجنابؒ پر اس سیاہ بے نور کا حال روشن تھا۔ خیال فرمایا کہ یہ بات مروت سے بعید ہے کہ ہمارے گھر میں کامیابی کی خواہش سے آکر ناکام یاب چلا جائے۔

از فتوحات و از جنس ہمیں
کور شد چیزے تواں دادن بایں

آپ ابھی اس خیال میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ اے عالی ممالک کے والی! ایک ابدال اس وقت قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ہے جس کے لیے آپ حکم دیں اس کی جگہ مقرر کیا جائے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا ایک شکستہ دل شخص ہمارے گھر میں پڑا ہے جاؤ اس کو لے آؤ تا کہ اس کو بلند مرتبہ پر مقرر کریں۔ حضرت خضر علیہ السلام گئے اور اس شخص کو آپ کے حضور میں پیش کیا۔ جس کو آپ نے ایک ہی نگاہ و لطف سے ابدال بنا دیا۔ (سیرت غوث الثقلین)

جہاز کو ڈوبنے سے بچانے کا واقعہ

ایک دن آپ اپنے مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول

تھے کہ یکایک آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے اپنا ہاتھ چادر کے اندر کر لیا کچھ دیر بعد جب باہر نکالا تو آستین سے پانی ٹپک رہا تھا۔ طلباء آپکے جلال سے مبہوت ہو گئے اور کچھ دریافت نہ کر سکے۔ اس واقعہ کے دو ماہ بعد کچھ سوداگر بحری سفر کے بعد بغداد پہنچے اور بہت سے تحائف لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے طلبہ کے سامنے ان کا حال پوچھا۔ سوداگروں نے بیان کیا کہ دو ماہ ہوئے ہم پُرسکون سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ یکایک تیز و تند ہوا چلنے لگی اور سمندر میں ایک ہولناک تلاطم پیدا ہوا۔ ہمارا جہاز گرداب میں پھنس کر ڈوبنے لگا اس وقت بے اختیار ہماری زبان سے " یا شیخ عبدالقادر جیلانی " نکلا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک ہاتھ غیب سے برآمد ہوا اور اس نے جہاز کو کھینچ کر کنارے پر لگا دیا۔ طلبہ نے اس واقعہ کی تاریخ پوچھی تو وہی تھی جس دن آپ نے بھیگی ہوئی آستین اپنی چادر سے نکالی تھی۔ (قلائد الجواہر)

اولیاء پر حصول عظمت

شیخ ابوالعباس موصلی کا بیان ہے کہ میرے والد بزرگوار نے خواب میں دیکھا کہ بڑے بڑے عظیم المرتبت اولیائے کرام ایک محفل میں جمع ہیں اور صدرِ محفل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رہ ہیں۔ ان اولیاء اللہ میں بعض کے سر پر صرف عمامہ تھا۔ بعض کے سر پر عمامہ اور ایک چادر، اور بعض کے سر پر عمامہ اور اس پر دو چادریں تھیں لیکن آپ کے سرِ اقدس پر عمامہ اور اس پر تین چادریں تھیں۔ میں ابھی آپ کی عظمت جمال کا مشاہدہ کر رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ بنفسِ نفیس میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ میرے بیدار ہوتے ہی فرمایا کہ ان تین چادروں کے متعلق سوچ رہے ہو۔ ان میں سے ایک چادر شریعت کی ہے دوسری حقیقت کی اور تیسری عظمت و بزرگی کی ہے۔ (قلائد الجواہر)

چڑیا کے مرنے کا واقعہ

شیخ عمر بن مسعود بزاز بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت غوث الثقلین رہ وضو فرما

رہے تھے کہ ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی۔ آپ نے جلالیت سے سر مبارک اٹھا کر اوپر دیکھا تو وہ اوپر اڑ رہی تھی۔ آپ کا دیکھنا ہی تھا کہ وہ اسی وقت گر کر مر گئی۔ آپ جب وضو سے فارغ ہوئے تو آپ نے کپڑے کا وہ حصہ دھویا اور اپنی قمیص مبارک اتار کر مجھے دی اور فرمایا کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کر دو۔ یہ اس کا بدلہ ہے۔ (قلائد الجواہر)

چوہیا کے گرنے کا واقعہ

ایک رات آپ کچھ لکھ رہے تھے کہ ایک چوہیا نے چھت میں سے کئی بار مٹی گرائی۔ آپ نے ہر بار مٹی صاف کی لیکن چوہیا باز نہ آئی۔ آخر آپ نے سر مبارک اٹھا کر چھت کی طرف نظر جلالت سے دیکھا تو آپ نے چوہیا کو دیکھ کر فرمایا تیرا سر اڑ جائے اسی وقت وہ چوہیا مر کر گر پڑی۔ لیکن آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ نے لکھنا چھوڑ دیا۔ ایک خادم نے عرض کیا یا حضرت! یہ چوہیا اپنے کیفرِ کردار کو پہنچی۔ آپ کیوں آزردہ ہوتے ہیں! فرمایا ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے مجھے اذیت پہنچے اور اس کا بھی یہی حال نہ ہو۔ (قلائد الجواہر)

بچھو کے ہلاک ہونے کا واقعہ

ایک دن آپ سواری پر جامع منصوری نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ تو آپ نے اپنی چادر اتاری اور اپنے کپڑوں کے نیچے سے ایک بچھو نکال کر زمین پر پھینک دیا۔ یہ بچھو بھاگنے لگا تو آپ نے فرمایا " تو اللہ کے حکم سے مر جا " آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ بچھو آناً فاناً ہلاک ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جامع منصوری سے یہاں تک اس بچھو نے مجھے ساٹھ دفعہ کاٹا لیکن میں نے صبر کا اجر حاصل کرنے کے لیے اف تک نہیں کی اس کی ہلاکت دوسرے لوگوں کو آزار سے بچانے کے لیے ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

ایک پرندے کے مرنے کا واقعہ

ایک دن آپ اپنی مجلس میں قدرت الٰہی کے موضوع پر تقریر فرما رہے

تھے کہ اتنے میں ایک عجیب الخلقت پرندہ فضائے آسمانی میں نمودار ہوا اور لوگ اشتیاق سے دیکھنے لگے۔ آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اس خدا کی قسم! اگر میں اس پرندے سے کہوں کہ تو اللہ کے حکم سے مر جا تو یہ فوراً مر جائے۔ ابھی یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر ہی تھے کہ وہ پرندہ مر کر زمین پر آ پڑا۔ اور لوگ دم بخود ہو گئے۔

واقعہ مُرغ بریاں

جمادی الاول ۵۵۱ھ میں بغداد کی ایک عورت اپنے لڑکے عبداللہ کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا سیدی! میرا یہ فرزند آپ سے بیحد عقیدت رکھتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ آپ سے فیض حاصل کرے۔ اسے اپنی غلامی میں قبول فرمائیے۔

آپ نے اس عورت کی استدعا قبول کر لی اور عبداللہ آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرت نے اسے چند اذکار و اشغال کی تلقین فرمائی اور مجاہدہ و ریاضت کا حکم دیا۔

چند دن کے بعد عبداللہ کی ماں اپنے فرزند کو دیکھنے آئی۔ عبداللہ بہت دبلا اور زرد رو نظر آ رہا تھا اور جو کی روٹی کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ بھی اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک قاب میں بھنی ہوئی مرغی رکھی تھی جس میں سے کچھ کھا چکے تھے اور ہڈیاں پاس پڑی تھیں۔ اس عورت سے صبر نہ ہو سکا اور کہنے لگی۔ حضرت! آپ تو مرغی کھاتے ہیں۔ اور میرے بچے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنا ہاتھ مرغی کی ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا۔ "کھڑی ہو جا اس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے" آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ مرغی زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بولنے لگی۔ وہ عورت سکتے میں آ گئی۔ آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تیرا لڑکا جب اس درجہ پر پہنچ جائے گا۔ اس وقت جو جی چاہے کھائے اس وقت اس کے لیے جو کی روٹی ہی مناسب ہے وہ عورت بہت نادم ہوئی اور عفو تقصیر کی خواستگار ہوئی (قلائد الجواہر)

کبوتری اور قمری کا واقعہ

ایک مرتبہ ابو الحسن علی بن احمد بن وہب ازجی بیمار ہوئے تو حضرت شیخ ان کی بیمار پرسی کو تشریف لائے۔ آپ نے ان کے گھر میں ایک کبوتری اور قمری دیکھی۔ ابو الحسن نے عرض کی۔ حضور یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دے رہی اور قمری نو ماہ سے خاموش ہے۔ آپ کبوتری کے پاس تشریف لائے اور اسے فرمایا اپنے مالک کو فائدہ پہنچا۔ پھر قمری کے پاس آ کر ٹھہرے اور اسے فرمایا تو اپنے خالق کی تسبیح کر قمری اسی وقت چہچہانے لگی اور بغداد کے لوگ جمع ہو کر اس کی آواز سننے لگے۔ کبوتری نے بچے دینے شروع کر دیے اور یہ آخر تک جاری رہے (خلاصۃ المفاخر)

سیلاب کا ٹل جانا

ایک دفعہ دریائے دجلہ میں خوفناک سیلاب آیا اور پانی دریا کے کناروں سے اچھل کر بغداد کی طرف بہنے لگا اہل بغداد گھبرا اٹھے اور سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے خواستگار ہوئے۔ حضرت نے اسی وقت اپنا عصا لیا اور لوگوں کے ساتھ چل پڑے۔ دریا کے کنارے پر پہنچ کر اپنا عصائے مبارک وہاں گاڑ دیا اور فرمایا بس یہیں رک جاؤ۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ طغیانی ختم ہو گئی۔ اور سیلاب کا پانی اترنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ دریا کے کناروں کے اندر اپنی اصلی حد پر بہنے لگا۔ (قلائد الجواہر)

بارش کا رک جانا

ایک دن سیدنا غوث اعظمؒ اپنے مدرسہ میں وعظ فرما رہے تھے۔ سامعین ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے یکایک سیاہ بادل گھر آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ لوگ بارش سے بچنے کے لیے منتشر ہونے لگے۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا کہ مولائے کریم! میں تیرے بندوں کو جمع کرتا ہوں اور تو ان کو منتشر کرتا ہے۔ معاً بارش تھم گئی اور لوگ جم کر بیٹھ گئے۔ شیخ عدی بن مسافرؒ اور حضرت کیمانیؒ جو اس موقع پر موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ مدرسہ کے اندر جہاں تک سامعین موجود تھے

بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا تھا لیکن مدرسہ کے باہر بارش بدستور جاری تھی۔ (قلائد الجواہر)

حملے کا پسپا ہونا

ایک دفعہ بغداد پر ایک عجمی بادشاہ نے چڑھائی کی اور اس کی زبردست افواج نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ خلافتِ عباسیہ اس وقت زوال پذیر تھی اور عباسی خلیفہ میں دشمن کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں تھی۔ چنانچہ وہ آپ سے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ سے فرمایا۔ دشمن افواج کو پیغام بھیجو کہ وہ یہاں سے چلی جائیں۔ انھوں نے اپنے خادم کو بلا کر کہا کہ حملہ آور لشکر میں جاؤ۔ اس کے پہلے سرے پر چادر کا ایک خیمہ ہوگا اس میں تین اشخاص بیٹھے ہوں گے ان سے کہنا کہ تم بغداد سے چلے جاؤ۔ اگر وہ کہیں کہ ہم کسی دوسرے کے حکم سے آئے ہیں تو تم کہنا کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ خادم نے اسی طرح عمل کیا۔ جب اس نے ان تین آدمیوں کو حضرت کا پیغام دیا تو کہنے لگے کہ ہم خود نہیں آئے کسی دوسرے کے حکم سے آئے ہیں۔ خادم نے کہا کہ میں بھی کسی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ اتنا سنتے ہی ان لوگوں نے اپنا خیمہ لپیٹ لیا اور چلتے بنے۔ ان کے ساتھ ہی سارا حملہ آور لشکر محاصرہ اٹھا کر چل دیا۔

آپ کی دعا سے گمشدہ اونٹوں کا مل جانا

ایک دفعہ شکر کا ایک سوداگر بشر قرظی چودہ اونٹوں پر شکر لاد کر بغرضِ تجارت کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں ایک لق و دق صحرا میں قافلے کو قیام کرنا پڑا۔ آخر شب جب قافلہ چلنے کے لیے تیار ہوا تو چار لدے ہوئے اونٹ کہیں غائب ہو گئے۔ بشر قرظی بہت پریشان ہوا۔ ادھر اُدھر بہتیری تلاش کی لیکن اونٹ کہیں نہ ملے۔ وہ سیدنا غوث اعظمؒ کا عقیدتمند تھا۔ عالمِ یاس میں آپ کو پکارا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک نورانی بزرگ سفید پوش ایک ٹیلے پر کھڑے ہیں اور ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔

جب وہ اس ٹیلے کے پاس پہنچا تو وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ اس نے ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا تو دوسری طرف چاروں اونٹ سامان سمیت بیٹھے تھے۔

خیال میں ملاقات کروا دینا

شیخ محمد بن خضرؒ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک دن میں سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل میں خیال آیا کیا خوب ہو اگر کبھی شیخ احمد کبیر رفاعیؒ سے ملاقات ہو جائے۔ یہ خیال آنے کی دیر تھی کہ آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا خضر! یہ شیخ احمد کبیر رفاعیؒ بیٹھے ہیں ان سے ملاقات کر لو۔ میں نے حیران ہو کر اوپر نظر اٹھائی تو آپ کے پاس ایک پُرجلال بزرگ کو بیٹھے پایا۔ میں نے انھیں مؤدبانہ سلام کیا انھوں نے فرمایا اے خضر! جو شخص شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو دیکھ لے اسے مجھ جیسے شخص کو دیکھنے کی آرزو نہیں کرنی چاہیے۔ یہ فرما کر شیخ احمد کبیر غائب ہو گئے۔

بے موسم کے سیب

شیخ ابو العباس خضر بن عبد اللہ الحسینی الموصلیؒ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے حضرت غوث اعظمؒ کی خدمتِ اقدس میں خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف عباسی کو دیکھا اور اس نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور والا! میں اطمینانِ قلبی کے لیے آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں اور عراق میں وہ موسم سیب کے پھل کا نہ تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ہوا میں پھیلایا تو دیکھا کہ آپ کے مبارک ہاتھ میں دو سیب ہیں۔ آپ نے ایک سیب ابو المظفر کو دیا اور دوسرا خود اپنے پاس رکھا۔ آپ نے ہاتھ والا سیب چیرا تو وہ سفید نکلا اور اس میں سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی مگر ابو المظفر نے جب اپنا سیب چیرا تو اس میں سے کیڑا نکلا۔ اس پر اس نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے کہ آپ کا سیب تو نہایت ہی عمدہ اور نفیس ہے؟ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا اے ابو المظفر! اس کو ظالم کا ہاتھ لگا جس سے اس میں کیڑا پیدا ہو گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوعبداللہ بن الوزیر عون الدین۔ ۱۱۔ ابوالفتوح عبداللہ بن ہبۃ اللہ۔ ۱۲۔ ابوالقاسم علی بن محمد۔ ۱۳۔ شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظ۔

اثنائے گفتگو میں آپ کا جذبۂ سخاوت جوش میں آیا اور آپ نے حاضرینِ مجلس سے فرمایا، مانگو جو مانگنا ہے۔

شیخ ابوالسعودؒ نے فرمایا "میں ترکِ اختیار چاہتا ہوں"۔
شیخ محمد بن قائدؒ نے کہا "میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں"۔
شیخ عمر بزازؒ نے کہا "میں خشیتِ الٰہی چاہتا ہوں"۔
شیخ حسن فارسیؒ نے کہا "میرا کھویا ہوا حال مجھے واپس مل جائے"۔
شیخ جمیلؒ نے کہا "میں حفظِ وقت کا آرزومند ہوں"۔
شیخ عمر غزالؒ نے کہا "میں طویل عمر کا خواہش مند ہوں"۔
شیخ مرمریؒ نے عرض کیا "میری آرزو ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب تک اللہ تعالیٰ مجھے مقامِ قطبیت پر فائز نہ کر دے"۔
شیخ ابوالبرکاتؒ نے کہا "میں عشقِ الٰہی میں انہماک چاہتا ہوں"۔
شیخ ابن خضریؒ نے کہا "میں قرآن و حدیث حفظ کرنے کا خواہشمند ہوں"۔
شیخ ابوعبداللہ محمد بن الوزیر نے کہا "میں نائب وزیر بننا چاہتا ہوں"۔
شیخ ابوالفتوح بن ہبۃ اللہ نے عرض کیا "میں خلیفہ کے گھر کا استاد بننا چاہتا ہوں"۔

شیخ ابوالقاسم بن محمد نے کہا "میں خلیفہ کا دربان بننا چاہتا ہوں"۔
شیخ ابوالخیر ملتجی ہوئے "مجھے مقامِ معرفت عطا ہو جائے"۔

سب کی تمنائیں سن کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے یہ آیت پڑھی: كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۔ (ان کی بھی وہ (دنیا کے طالب) اور یہ (آخرت کے طالب) سب ہی کو تیرے پروردگار کی بخشش عام ہے۔ کسی پر بند اور ممنوع نہیں)

شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظؒ نے ۳ رجب ۵۹۲ھ کو بیان کیا کہ خدا کی قسم ان لوگوں میں سے ہر ایک کو وہی کچھ مل گیا جس کی اس نے خواہش کی تھی، سوائے شیخ خلیل مرمریؒ کے کیونکہ ابھی ان کے مقامِ قطبیت پر فائز ہونے کا وقت نہیں آیا۔ انشاء اللہ وہ بھی مقررہ وقت پر اپنی آرزو پائیں گے۔

قُرب اور بُعد پر تصرّف

شریف ابوالعباس احمد بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن محمد ازہری حسینیؒ اپنے والد کے حوالے سے خبر دیتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں عراق کے اکابر مشائخ سرکردہ علماء اور سرخیل فقہاء حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان میں سے شیخ بقا، شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ ابوالحکیم بن دنیا۔ شیخ ماجد کردی، شیخ مطر باورانی، قاضی ابوالعلاء محمد بن فراء، قاضی ابوالحسن علی بن دامغانی اور امام ابوالفتح رحمہم اللہ وغیرہم سرفہرست ہیں۔ مشائخ اور اکابرین میں سے جو بھی بغداد میں داخل ہوتا وہ لازماً پہلے پہل آپ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کو اگرچہ میں نے بغداد میں نہیں دیکھا، تاہم میں نے بارہا دیکھا کہ وہ اپنے شہر طفسونج میں دیر تک خاموش کان لگائے بیٹھے رہتے۔ پوچھنے پر فرماتے کہ میں حضرت شیخ عبدالقادرؒ کا کلام سن رہا تھا۔ اور میں نے بارہا حضرت شیخ عدی بن مسافر کو وانس میں دیکھا کہ آپ اپنے خلوت کدے سے پہاڑ کی طرف نکلتے اور برچھے سے دائرہ کھینچ لیتے اور اس دائرہ میں ہو جاتے۔ پھر فرماتے کہ جو شخص معتقدین کے جوہر فرد سے شیخ عبدالقادر بن ابی صالحؒ کا کلام سننا چاہے وہ اس دائرہ میں آ جائے۔ ان کے بڑے بڑے اہلِ صحبت دائرے میں داخل ہو کر حضرت شیخ کا کلام سنتے۔ بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ یہ کلام لکھ بھی لیتے۔ یہ لوگ دن اور تاریخ یاد رکھتے اور جب بغداد ان کا آنا ہوتا تو حضرت شیخ کی مجلس کے حاضر باش لوگوں کی تحریروں سے اپنی تحریر کا مقابلہ کرتے چنانچہ وہ بالکل صحیح نکلتی۔ دوسری طرف جس وقت

شیخ عدی بن مسافر دائرے میں داخل ہوتے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ شیخ عدی بن مسافر تم میں موجود ہیں۔

ابدالوں کی جماعت

شیخ ابوالحسن بغدادیؒ کا بیان ہے کہ میں حضرت سیدی عبدالقادر جیلانیؒ کے دروازے پر ذکر واذکار میں معروف رہتا تھا۔ اور رات کے وقت اکثر بیدار ہوتا۔ تا کہ حضرت شیخؒ کی خدمت کا شرف حاصل ہو سکے۔ ایک دفعہ ماہ صفر ۵۵۳ھ میں رات کے وقت حضرت شیخ اپنے گھر سے نکلے۔ میں نے پانی کا لوٹا پیش کیا مگر آپ نے نہ لیا۔ مدرسہ کے دروازے پر پہنچے تو وہ دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آپ آگے روانہ ہوئے اور میں پیچھے چل پڑا۔ میرا خیال تھا کہ حضرت شیخ کو میرے پیچھے آنے کا علم نہیں ہے آپ شہر کے دروازے پر پہنچے، یہ دروازہ بھی کھل گیا۔ آپ باہر نکلے اور پیچھے میں بھی نکلا۔ دروازہ بند ہو گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ ہم ایک ایسے شہر میں ہیں جسے میں نہیں جانتا۔ وہاں سرائے کی طرز کے ایک مکان میں ہم داخل ہوئے۔ مکان میں موجود چھ آدمیوں نے حضرت شیخؒ سے سلام دعا کی میں کونے میں ایک ستون کی آڑ میں دبکا کھڑا تھا۔ اسی اثنا میں مکان کے ایک حصے سے رونے کی آواز آئی مگر یہ آواز جلدی بند ہو گئی۔ اتنے میں ایک شخص داخل ہوا اور اس طرف چل دیا جہاں سے رونے کی آواز آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص ایک آدمی کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے واپس آیا اس کے ساتھ ایک اور شخص تھا جو سر سے ننگا اور لمبی مونچھوں والا تھا۔ وہ حضرت شیخؒ کے روبرو بیٹھ گیا۔ آپ نے اسے کلمہ شہادت کی تلقین کی۔ اس کے سر اور مونچھوں کے بال کتر کر درست کیے اسے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا۔ پھر اس جماعت سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ مرنے والے شخص کی بجائے میں اسے مقرر کر دوں۔ انھوں نے کہا بسر و چشم۔ اس کے بعد حضرت شیخؒ ان لوگوں کو چھوڑ کر واپس روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے چلا۔ چند قدم ہی چلے تھے کہ بغداد کے دروازے پر پہنچ گئے

حسب اول یہ دروازہ کھل گیا۔ پھر آپ مدرسہ کے دروازے پر تشریف لائے تو وہ بھی کھل گیا۔ آپ گھر میں چلے گئے۔ اگلی صبح میں حسب معمول پڑھنے کے لیے آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ کی ہیبت سے میں کچھ پڑھ نہ سکا۔ آپ نے فرمایا بیٹے پڑھو ڈرتے کیوں ہو؟ میں نے آپ کو قسم دی کہ مجھے گزشتہ رات والے واقعے کی حقیقت سے باخبر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ جو شہر تم نے دیکھا وہ نہاوند ہے اور چھ آدمی جن سے ملاقات ہوئی ابدال اور نجبا ہیں۔ مرنے والا شخص اسی جماعت کا ساتواں فرد تھا۔ میں اس کی وفات کے وقت اس کے پاس آیا۔ جو شخص اسے کاندھے پر اٹھا کر لایا وہ ابوالعباس خضرؑ ہیں۔ وہ اسے اٹھا کر لائے تا کہ اس کی بجائے دوسرا انتظام کیا جا سکے اور جس شخص کو میں نے کلمہ شہادت پڑھایا وہ قسطنطنیہ کا ایک عیسائی ہے۔ مجھے حکم دیا گیا کہ مرنے والے کا قائم مقام یہی شخص بنے۔ چنانچہ وہ لایا گیا۔ میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور ابدالوں کی جماعت کا رکن بنا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت شیخؒ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں ان کی زندگی میں اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کروں۔

واقعہ زغن

شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت غوث اعظمؒ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے اور اہل مجلس ہمہ تن گوش ہو کر آپ کے ارشادات سن رہے تھے اور ہوا بہت تیز چل رہی تھی کہ ایک چیل نے مجلس کے اوپر آ کر چکر لگانا اور زور زور سے چلانا شروع کر دیا جس سے حاضرین کو بہت تشویش ہوئی، تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا اے ہوا! اس چیل کے سر کو پکڑ لے۔ اتنا فرمانا ہی تھا کہ اس چیل کا سر جدا ہو کر گر پڑا۔ پھر آپ منبر شریف سے اترے اور اس چیل کا سر اور دھڑ دونوں کو ملا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے اپنا ہاتھ مبارک اس پر پھیرا تو وہ اللہ کے اذن سے زندہ ہو گئی اور اڑنے لگی اور لوگوں نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔

(بہجۃ الاسرار)

سمجھا کہ وہ حنفی المذہب ہے۔ اس کے بعد وہ چل دیا۔ مجھے خیال آیا کہ حضرت سید عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضری دوں۔ اور انھیں یہ واقعہ بتاؤں میں آپ کے مدرسہ میں آیا اور دروازے پر رک گیا۔ آپ نے اندر سے مجھے آواز دی ابا محمد! مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر اس وقت اس کے سوا کوئی اور حنفی ولی موجود نہیں ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

مشاہدہ کرانے میں راہنمائی

شیخ ابوالحسن جوسقیؒ کا بیان ہے کہ آخری عمر میں میرے دل میں ایک ایسا عقدہ پیدا ہوا جس کے بہت سارے امور مسئلہ لاینحل کی شکل اختیار کر گئے۔ میں اس کے حل کے لیے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی خدمت میں آیا۔ انھوں نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ابوالحسن! تیرا عقدہ افعال قدرت کے بارے میں ہے۔ یہ زبانی کلامی باتوں سے نہیں صحبت سے حل ہوگا۔ تم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس جاؤ۔ وہ عرفاء کے بادشاہ ہیں اور اس وقت متصرفین کے افعال کی باگ انھی کے ہاتھ میں ہے۔

شیخ ابوالحسن کا بیان ہے کہ میں بغداد میں حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ اپنے مدرسے کے قبے میں تشریف فرما تھے اور سامنے ایک جماعت موجود تھی۔ میں بھی سامنے جا کر بیٹھ گیا تو آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی۔ جو کچھ میرے دل میں تھا اور جس سبب سے میں ان کے پاس آیا تھا۔ وہ سب اسی ایک نگاہ میں ان سے میں نے سمجھ لیا۔ انھوں نے اپنے مصلے کے نیچے سے پانچ تار کا بٹا ہوا ایک دھاگا نکالا۔ اس کا ایک سرا میرے ہاتھ میں دے دیا دوسرا اپنے ہاتھ میں رکھا اس کا ایک پیچ کھولا تو میرے عقدہ کا ایک بڑا حصہ مجھ پر کھل گیا اور میں نے اس میں ایک امر جلیل مشاہدہ کیا آپ نے اس کا ایک اور پیچ کھولا تو میرے اس عقدہ کا دوسرا بڑا حصہ حل ہوگیا اور میں نے اس میں بھی بڑا معاملہ دیکھا آپ جونہی اس دھاگے کا پیچ کھولتے میرے

عقدے کی گرہیں خود بخود کھلتی جاتیں اور میں ایسے امر دیکھتا جن کی حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس کے پانچوں پیچ کھول ڈالے اس دوران میرے مسئلے کے سارے راز مجھ پر عیاں ہوگئے اور اس کے تمام مخفی اور پوشیدہ راز کھل کر میرے سامنے آگئے۔ نیز میری بصیرت قوائے روحانیہ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے تمام حجابات کو پھاڑ ڈالا۔ حضرت شیخؒ نے میری طرف نظر کی اور فرمایا:

"پوری قوت کے ساتھ اسے پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ اس کے خوب تر کو لے لے۔"

میں آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ قسم بخدا نہ تو میں نے ان سے کوئی بات کی اور نہ حاضرین کو میرے معاملے کا کچھ پتہ چلا۔ اس کے بعد میں واپس اپنے مقام پر لوٹ آیا اور شیخ علی بن ہیتیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ بولوں آپ نے فرمایا کیوں! میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ شیخ عبدالقادرؒ عارفین کے بادشاہ اور افعال متصرفین کی باگ کے مالک ہیں۔ ابوالحسن! تیرے عقدے کے سلسلے میں مشاہدات تیرے مقدر میں نہ تھے مگر جس وقت شیخ عبدالقادرؒ کی نظر تیرے عقدے پر پڑی تو انھوں نے تجھے اس کا مشاہدہ کرا دیا۔ یہ تو وہ عقدہ ہے کہ جس کی ابجد میں عمریں گزر جاتی ہیں اور ہاں اگر وہ تجھے "مضبوطی سے پکڑ لو" کا جملہ ارشاد نہ فرماتے تو تیری عقل زائل ہو جاتی اور تیرا حشر حیران و سرگرداں لوگوں میں ہوتا۔ اور آپ نے "اپنی قوم کو حکم دے کہ وہ اس کا خوب تر لے لے" فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ تو مقتدا ہے۔

حضرت غوث اعظمؒ کی بات نہ ماننے کی سزا

ابو محمد بن رجب داریؒ کا بیان ہے کہ شیخ عبادؒ اور شیخ ابوبکر بن حامی بلند احوال کے مالک تھے۔ حضرت سیدی شیخ عبدالقادرؒ شیخ ابوبکر سے فرمایا کرتے تھے کہ شریعت مطہرہ مجھ سے تیری شکایت کرتی ہے آپ

[illegible]

شیخ جبلیؒ

شیخ ابوالقاسم بطائحیؒ نزیل شام کا بیان ہے کہ میں ۵۹۰ھ میں صالحین کی زیارت کے لیے کوہ لبنان کی طرف آیا اس وقت اس پہاڑ میں اصفہان کا ایک نہایت صالح شخص رہتا تھا جسے کوہ لبنان میں طویل عرصہ قیام کرنے کی وجہ سے شیخ جبلی کہا جاتا تھا۔ میں اس کے پاس حاضر ہوا۔ پوچھا حضور! آپ کو یہاں کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا ساٹھ سال۔ میں نے کہا اس دوران آپ کے ساتھ کوئی عجیب و غریب واقعہ گزرا ہو تو بتائیے۔ انھوں نے کہا یہ ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ چاندنی رات کو اس پہاڑ والوں کو میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ دوسروں کے ساتھ جمع ہو رہے ہیں اور گروہ در گروہ عراق کی طرف ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک دوست سے پوچھا آپ لوگ کدھر جا رہے ہیں؟ اس نے کہا ہمیں خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگ بغداد میں قطب وقت کے سامنے ہوں۔ میں نے پوچھا قطب وقت اس وقت کون ہے؟ اس نے کہا شیخ عبدالقادرؒ۔ میں نے ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی جو اس نے دے دی۔ چنانچہ ہم لوگ ہوا میں اڑے۔ ذرا دیر میں بغداد پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ تمام لوگ صفیں باندھ کر حضرت شیخ کے سامنے کھڑے ہیں اور ان کے اکابر حضرت شیخ سے عرض کر رہے ہیں آقا! جو حکم ہو۔ آپ انھیں مختلف احکام دے رہے ہیں اور وہ ان کی بجا آوری کے لیے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے انھیں واپس ہونے کا حکم دیا تو وہ الٹے قدم پیچھے ہٹے۔ پھر ہوا میں چلتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو گئے۔ میں اپنے دوست کے ساتھ پہاڑ پر واپس لوٹ آیا تو میں نے اس سے کہا کہ آج کی رات حضرت شیخ کے سامنے تم لوگوں کا ادب اور ان کے حکم کی بجا آوری میں سبقت کا جو تماشا میں نے دیکھا ہے میں حیران رہ گیا ہوں۔ اس نے کہا میرے بھائی! ہم ایسا کیوں نہ کریں۔ یہ تو وہ شخصیت ہے جس نے کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور پھر ہمیں ان کی اطاعت اور احترام کا

حکم بھی تو دیا گیا ہے۔

مخالفت کا انجام

شیخ ابوالحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عباد نے کہا کہ میں حضرت سید عبدالقادرؒ کی وفات کے بعد زندہ رہوں گا اور میں ان کے احوال و مقامات کا وارث بنوں گا۔ حضرت شیخ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے عباد! میں تیری خواہش کے اور تیرے درمیان دوری ڈال دوں گا۔ اور تیری صفات کی چراگاہ میں اپنے ہجر کے گھوڑے چھوڑ دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور اس کا سارا حال سلب کر لیا۔ وہ اس حالت پر ایک مدت تک رہا۔ اسی دوران ایک رات شیخ جمیل بدوی اپنی خلوت گاہ میں موجود تھے کہ اچانک ان پر ایک شخص وارد ہوا اس نے انھیں مغلوب کر دیا اور ان کا جسم علیحدہ پھینک دیا گیا۔ ان میں سے ایک تیز روشنی والا لطیف نور ظاہر ہوا۔ وہ اس حال میں دیکھ رہے ہیں سن رہے ہیں اور ادراک کر رہے ہیں پھر ان کی روح عالم ملکوت کی بارگاہ کی طرف اٹھائی گئی۔ وہ ایک ایسی مجلس میں پہنچی جہاں مشائخؒ کی ایک جماعت موجود تھی۔ جن میں سے کچھ لوگوں سے یہ واقف تھے اور کچھ سے ناواقف تھے۔ اسی اثنا میں ایک لطیف ہوا چلی جس نے انھیں مست کر دیا۔ وہ لوگ کہنے لگے یہ ہوا سید عبدالقادر جیلانیؒ کے مقام کی خوشبو سے مہک رہی ہے اس وقت ان کے کان میں آواز آئی کہ مخفی وصف کے ادراک کے سلسلے میں یہ سب سے اعلیٰ شے ہے۔ یہاں انھوں نے اپنے باطن سے ندا سنی کہ اے اللہ! میں اپنے بھائی عباد کے بارے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ معاً ان کے کان میں یہ بات ڈال دی گئی کہ عباد کو ان کا حال وہی شخص واپس کرے گا جس نے اس سے سلب کیا ہے اس کے بعد شیخ جمیل اپنے بشری حال کی طرف لوٹ آئے اور حضرت سید عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے جمیل! تو نے عباد کے لیے سوال کیا؟ انھوں نے کہا جی ہاں! فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ یہ اسے آپ کی خدمت میں لے گئے آپ نے اس سے فرمایا کہ اے عباد! تم حاجیوں کے ہمراہ ان کے خادم بن کر چلے جاؤ اس نے

کہا بہتر! اس وقت عراقی قافلہ بغداد سے نکل رہا تھا۔ عباد اس قافلہ کے ساتھ ہو لیا فید تک چلا۔ وہاں اس نے درخت دیکھا جس کی وجہ سے اس میں وجد پیدا ہوا، وہ چیخا چلایا اور چکر لگائے یہاں تک کہ وجد میں اپنے وجود سے غائب ہو گیا اس کے پیر کھل گئے۔ اور ان سے خون بہنے لگا یہاں تک کہ جب اس کے قدموں سے خون بہہ نکلا تو اسے ہوش آیا اور اس کا سلب شدہ حال اسے واپس مل گیا۔ ادھر حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے شیخ جمیلؒ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی فید کے مقام پر عباد کو اس کا حال واپس کر دیا ہے۔ میں نے اللہ پر قسم کھائی تھی کہ اسے اس کا حال واپس نہ کرے یہاں تک کہ وہ خون بھر میں غوطے کھائے۔ سو آج اس نے ایسا کر لیا۔ پھر عباد حاجیوں کے ساتھ چلا اور کچھ بدویوں نے ان پر حملہ کیا۔ عباد جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا تو ایک چیخ مارتا چنانچہ وہ چیز ہو جاتی۔ ان بدویوں کو بھگانے کی نیت سے اس نے چیخ ماری مگر یہی چیخ خود اس پر لوٹ آئی اور وہ اسی جگہ مر گیا۔ فید میں حاجیوں کے درمیان اس کی موت کی خبر پھیل گئی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اسی دن اس کی موت کی خبر جمیل کو دے دی۔ حضرت سید عبدالقادرؒ فرمایا کرتے تھے کہ ان دو آدمیوں نے میرے حال میں مجھ سے مقابلہ بازی کی۔ میں نے بارگاہ خداوندی میں ان کی گردنیں ماریں۔

ملفوظات

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ اللہ تعالیٰ کے سچے دوست تھے ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دین حق کے پرچار اور احیائے کتاب وسنت میں گزرا آپ کی تعلیمات اور وعظوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے اتباع پر بہت زور دیا گیا ہے۔ آپ نے شریعت اور طریقت کو لازم وملزوم قرار دیا ہے آپ کے نزدیک اللہ کی معرفت کا راستہ صرف اتباع سنت کے ذریعے طریقت کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ آپ کے سلسلہ تصوف کا تمام تر ماخذ قرآن مجید اور سنت نبوی ہے اور انہی کی روشنی میں آپ نے مخلوق خدا کو علم وعرفان سے اپنے قلوب کو روشن کرنے کی دعوت دی ہے۔ آپ کی تعلیمات جو ملفوظات کی صورت میں مختلف کتب میں موجود ہیں ان کا یہاں خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ قارئین مستفید ہو سکیں۔

توحید توحید مقام قدس سے ہونے والے اسرار وضمائر اخفاد کا نام ہے اور قلب کا حدود افکار سے تجاوز کر کے مدارج اعلیٰ تک پہنچ جانے کا اور اقدام تجرید سے تقرب کی جانب بڑھنے اور تفرید سے جانب قرب بڑھ جانے کا۔ اور کونین کو لاشئ سمجھتے ہوئے ظاہری و باطنی نور کے اقتباس کا۔ اور بلا عزیمت کشف تجلیات انوار کے تحت دونوں عالموں کو فنا کر لینے کا۔

یقین یقین نام ہے عالم غیب کے اسباب واسرار کی تحقیق کا اور محبوب کے ساتھ اس اتصال کا جس سے محبوب کے سوا تمام غیروں سے انقطاع ہو جائے اور ذکر محبوب کے ذریعہ وحشت وغیبت کی اصلاح ہو گی۔ اگر تم اپنے نفس کو حالت ذکر میں غیر اللہ سے جدا کر کے لقا ومشاہدہ حرمت وجدان کو ترک

کردو گے تو تم اپنی عقل سے عاجز تصور کیے جاؤ گے کیونکہ محبت کے ساتھ غیوبت
کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جب مراد قلب پہ غالب آجاتی ہے تو ہر شے خدا کی
ملکیت بن جاتی ہے اور غیر اللہ سے تمام ارادے ساقط ہو جاتے ہیں اس وقت
صحیح معنوں میں مملوک سے ملکیت ختم ہو جاتی ہے اور اسی حالت کو خالص کہا جاتا
ہے۔ کیونکہ جب تم ذکر میں مشغول ہو گے تو اس سے محبت قائم رہے گی لیکن جب
تم اس سے اپنا ذکر سننے لگو تو پھر تم اس کے محبوب بن جاؤ گے۔

یاد رکھو! مخلوق تمہارے درمیان ایک حجاب ہے کیونکہ تمہارا نفس بھی تمہارے
رب کے درمیان حجاب بنا ہوا ہے۔ فقر ایک موت ہے لیکن پھر بھی لوگ اس
میں زندہ رہنے کی تمنا کرتے ہیں۔ حال کی ابتدا عوام کرتے ہیں لیکن حال کی ابتدا
صرف خواص ہی کا حصہ ہے۔ جس وقت بسط کی کیفیت ہوتی ہے تو انبساط حاصل
ہوتا ہے اور رخصت کو عزیمت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے کیونکہ عزیمت ایک
قابلِ فخر مسرت ہے اس لیے کہ رخصت ناقص ایمان والوں کے لیے ہوتی ہے
اور عزیمت کامل ایمان والوں کے لیے۔

ذکر آپ نے فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا اشارہ
ہو جائے جو قلوب پر اثر انداز ہونے لگے اور یہ اثر اندازی دائمی ہے
نہ تو اس میں نسیان کا دخل ہو نہ وہ غفلت و تکدر کا باعث بن سکے اور جب یہ
وصف پیدا ہو جائے تو نفس و قلب خود بخود ذاکر ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۔ یعنی خدا کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو۔

اور افضل ذکر وہ ہے جو گوشۂ باطن میں منجانب اللہ پیدا ہونے والی واردات
سے ایک ہیجان برپا کردے۔

حسنِ خلق آپ نے فرمایا ہے کہ حسنِ خلق نام ہے مطالعہ حق کے بعد
مخلوقات کی جفاؤں سے اثر قبول نہ کرنے کا۔ لہٰذا اپنے نفس کو

حقیر تصور کرتے ہوئے نفسانی افعال کو حقیر تصور کرے۔ جو مخلوق کو ایمان و حکمت
ودیعت کیے گئے ہیں اس کی قدر و منزلت کرے۔ یہی ایسے مناقب ہیں جن سے
لوگوں کے جوہر کھلتے ہیں۔

واردات آپ نے فرمایا ہے کہ واردات الٰہیہ نہ تو بلا طلب حاصل ہوتے
ہیں نہ کسی وجہ سے زائل ہوتے ہیں اور نہ کسی ایک طریقہ سے
پہنچتے ہیں نہ ان کے لیے کوئی وقت کا تعین ہے لیکن طوارق شیطانیہ کی حقیقت
اس کے برعکس ہے۔

محبت آپ نے فرمایا ہے کہ محبت اس قلبی لگاؤ کا نام ہے جو محبوب کے
لیے پیدا ہو اور دنیا محبت کرنے والوں کی نظر میں انگوٹھی کے حلقہ یا
غم و الم کی مجلس کی طرح محسوس ہونے لگے۔

محبت ایک ایسا نشہ ہے جس میں ہر وقت مدہوشی کا عالم طاری رہتا ہے
جس کا نشہ نہیں اترتا لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ ظاہری و باطنی طور پر محبوب
سے وہ خلوص قائم رہے جس میں خلوص نیت کا دخل رہے۔ محبت محبوب کے سوا
سب سے قطع تعلق کر لینے کا نام ہے اور جب محبت کا نشہ طاری ہو جاتا ہے
تو مشاہدۂ محبوب کے بغیر محب ہوش میں نہیں آتے اور نہ اپنے امراض قلب سے
بلا مشاہدۂ محبوب شفایاب ہوتے ہیں۔ نہ وہ محبوب کے تذکرہ کے بغیر لذت حاصل
کرتے ہیں نہ کسی کی پکار کا جواب دیتے ہیں۔

نعمت آپ نے فرمایا ہے کہ چشم معرفت سے مشاہدہ کرکے بساطِ قربت تک
رسائی حاصل کرنے کا نام نعمت ہے۔

تصوف آپ نے فرمایا ہے کہ صوفی وہ ہے جو اپنی مراد کو مرادِ حق کے تابع
کرے اور ترکِ دنیا کے مقدرات کی موافقت کرنے لگے۔ اس
وقت اس کو مراد کے مطابق آخرت سے قبل ہی دنیا حاصل ہو جائے گی اور اس
پر خدا کی جانب سے سلام آنے لگے گا۔

توبہ آپ نے فرمایا ہے کہ توبہ نام ہے اللہ تعالیٰ کی ان عنایاتِ سابقہ اورقدیمہ کے دوبارہ حاصل کرنے کا جو اس نے ماضی میں اپنے بندے پر کی ہیں اور جب یہ مقام مل جاتا ہے تو ناپاک عزائم کا قلب سے خاتمہ کرکے اس کو اس طرح روح کے سپرد کر دیا جاتا ہے کہ قلب وعقل روح کے تابع ہو کر رہ جاتے ہیں ۔ اور توبہ کا صحیح مقام حاصل ہو کہ تمام امور صرف رضائے الٰہی کے لیے انجام پانے لگتے ہیں ۔

معرفت آپ نے فرمایا ہے کہ معرفت نام ہے کائنات کی مخفی اشیاء کے معانی سے واقفیت حاصل کر لینے اور مشیت میں اس کے حسن کے مشاہدے کا جس کی بنا پر کائنات کی ہر شے سے وحدانیت کے معنی ظاہر ہونے لگیں اور فانی اشیاء کی فنا سے علمِ حقیقت کا اس طرح ادراک ہونے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی احدیت کی جانب ایک ایسا اشارہ ہو جس سے ہیبتِ ربوبیت اور اثباتِ بقا ظاہر ہونے لگیں اور وہ اشارہ لقاء کی جانب اس طرح ہو جس سے چشمِ باطن پر جلالِ خداوندی کا ظہور ہونے لگے ۔

شوق آپ نے فرمایا ہے کہ بہترین شوق وہ ہے جس میں ایسی حضوری حاصل ہو کہ کوئی وقت بھی ملاقات سے خالی نہ رہے اور وہ حضوری رویت و قرب سے زائل نہ ہو سکے بلکہ جس قدر ملاقات میں اضافہ ہوتا جائے اسی قدر شوق میں بھی زیادتی پیدا ہوتی چلی جائے ۔ اسی طرح جب تک عوارضات سے انخلا نہیں ہوتا اس وقت تک شوق کی تکمیل محال ہے ۔ عوارضات موافقتِ روح اتباعِ عزائم اور حظِ نفس کا نام ہے اور جب اشتیاق اسباب سے خالی ہوتا ہے تو پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس شے نے اس درجہ پر پہنچا دیا ۔ کیونکہ پھر ایسی دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کے سبب شوقِ مشاہدہ میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ۔

حمد آپ نے فرمایا ہے کہ حامد وہ ہے جو عطا و منع اور سود و زیاں سے بے نیاز ہو ۔ اسی مقام پر پہنچ کر بندے میں شکر و حمد کے دونوں اوصاف مساوی ہو جاتے ہیں اور حمد ہی وہ شے ہے جو شہود و کمال کی تمام حدوں کو وصفِ جمال میں گم کر دیتی ہے ۔

صدق آپ نے فرمایا ہے کہ اقوال و اعمال میں صدق یہ ہے کہ اس کے ذریعہ رویتِ خداوندی حاصل رہے اور احوال میں صدق یہ ہے کہ بندے کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے تصورات قائم ہو جائیں کہ خدا کی نگرانی اور توجہ کے خیال کے علاوہ اس میں اور کوئی شے باقی نہ رہے ۔

فنا آپ نے فرمایا ہے کہ فنا یہ ہے کہ ادنیٰ تجلی کی وجہ سے ولی کے اوپر اسرارِ خداوندی کا اس طرح ظہور ہو کہ پوری کائنات اس کی نگاہوں میں ہیچ ہو کر رہ جائے اور اسی ادنیٰ تجلی کی وجہ سے ولی فنا ہو جائے اور اس کی فنا ہی اس کی بقا کا سبب ہو جائے لیکن یہ بقا خدا تعالیٰ کی لقاء کا مظہر ہوگی یعنی جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو تو فنا ہو جائے اور جب اس کی تجلی پڑے تو بقا حاصل ہو جائے ۔ اس طرح وہ ولی فنا کے بعد مقام بقا میں پہنچ جائے گا ۔

بقا آپ نے فرمایا ہے کہ بقا اس لقاء کے بغیر حاصل نہیں ہوتی جس لقاء کے ساتھ فنا و انقطاع وابستہ نہ ہو ۔ خواہ وہ چشم زدن کے لیے ہی کیوں نہ ہو اور اہلِ بقا کی شناخت یہ ہے کہ کوئی فانی شے ان کے اوصاف میں مصاحب نہیں ہو سکتی اس لیے کہ فنا اور بقا آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں ۔

وفا آپ نے فرمایا ہے کہ وفا نام ہے محرومی و ناکامی کے عالم میں خدا کی خوشنودی اور اطاعت کو ملحوظ رکھنے کا اور اپنے تمام اقوال و اعمال میں حدودِ الٰہی کے ملحوظ رکھنے کا قولاً اور فعلاً ۔ اور جب مومن کے خوف و رجاء

کا وزن کیا جائے تو دونوں مساوی ہوں۔

مشاہدہ

آپ نے فرمایا ہے کہ مشاہدہ نام ہے چشمِ باطن کو تمام چیزوں کو دیکھنے سے منع کرنے اور چشمِ معرفت سے مشاہدہ باری کرنے کا۔ تاکہ یقین و صفا قلب میں اس طرح جلوہ فگن ہوں کہ عالمِ غیب کا مشاہدہ ہونے لگے۔

ہمت

آپ نے فرمایا ہے کہ ہمت نام ہے اپنے نفس کو حبِ دنیا سے اور اپنی روح کو تعلق عقبیٰ سے خالی کر لینے اور اپنے ارادوں کو اپنے رب کے ارادوں کے ساتھ وابستہ کر دینے اور اپنے باطن کو کائنات سے خالی کر دینے کا۔ خواہ وہ چشم زدن کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

تجرید

آپ نے فرمایا ہے کہ طلبِ محبوب میں ثباتِ کائنات کے باوجود مقامات اسرار کو تدبر سے خالی کر لینے اور لباسِ طمانیت کے ساتھ مفارقتِ مخلوق کو گوارا کر لینے اور خلوص کے ساتھ خلق سے حق کی جانب رجوع ہو جانے کا نام تجرید ہے۔

انابت

آپ نے فرمایا ہے کہ انابت کا مطلب ہے طلبِ ترقی اور کسی منزل پر رک جانے سے احتراز کرنا اور ترقی کر کے رموزِ باطنی تک رسائی حاصل کر لینا اور اپنے ارادوں پر وقتِ حضوری اعتماد رکھنا۔ پھر ترقی کر کے رب کریم کی جانب کلی طور پر خود کو رجوع کر دینا۔ اس کے حصول کے بعد انابت و حضوری کے ذریعہ رجوع کا اس طرح مشاہدہ کرنے لگے گا کہ غیر اللہ کی جانب سے رغبت ختم ہو جائے گی اور خوفِ الٰہی کا غلبہ ہو جائے گا۔

تعوز

آپ نے فرمایا ہے کہ تعوز حقیقت میں وہ ہے جو اللہ کی طرف سے ہو اور اللہ ہی کے لیے ہو۔ اس تعوز کا فائدہ یہ ہوگا کہ نفس احساسِ عجز کرنے لگے گا اور اللہ تک رسائی کے لیے حوصلے بلند ہو جائیں گے۔

کبر

آپ نے فرمایا ہے کہ تکبر وہ ہے جو خواہش نفس کے لیے ہو۔ اور طبیعت میں ایسا ہیجان پیدا کر دے کہ خدا تک رسائی کا ارادہ مغلوب ہو کر رہ جائے (کبر طبعی کبر کسبی سے برائی میں کم نہیں ہوتا)

حصول

آپ نے فرمایا ہے کہ حکمِ الٰہی کے بغیر خواہش کے مطابق کسی شے کا حصول تو عناد و شقاق میں داخل ہے اور بلا خواہش حاصل کرنا موافقت و اتفاق ہے۔ کسی شے کو بذاتِ خود ترک کر دینا نفاق و ریا ہے۔

حیا

آپ نے فرمایا ہے کہ حیا یہ ہے کہ جب تک بندہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا یا اس کی حرام کردہ اشیاء کی جانب متوجہ رہتا ہے یا اس شے کی تمنا کرتا رہتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے لہٰذا وہ اللہ سے حیا کرتا ہے اور خوفِ الٰہی کی وجہ سے گناہوں کو ترک کر دیتا ہے اور اس میں حیا کا جذبہ شامل ہوتا ہے اور اس وقت تک حیا پر قائم رہتا ہے جب تک یہ تصور رکھتا ہے کہ اس کی پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اس پر مطلع ہے۔ کبھی ہیبت و قلب کے درمیانی پردے اٹھ جانے کی وجہ سے بھی حیا پیدا ہوتی ہے۔

صبر

آپ نے فرمایا ہے کہ مصائب و ابتلا میں ثابت قدمی اور شریعت کے دامن کو پکڑے رہنے کا نام صبر ہے۔ صبر کی بھی کئی اقسام ہیں۔ اول صبر مع اللہ۔ وہ یہ ہے کہ اوامر و نواہی کو ثابت قدمی کے ساتھ ادا کرے خدا تعالیٰ کے احکام پر صبر اختیار کرے اور اسی کے ذریعہ وہ سکون حاصل کرے جس کے تحت قضا و قدر اور خدا کی مرضی کے مطابق حالتِ فقر میں بھی ترش رو ہوئے بغیر غنا محسوس کرنے لگے۔

دوم صبر علی اللہ۔ ہر معاملہ میں اللہ کے وعدوں کی جانب متوجہ رہے کیونکہ مومن کے لیے دنیا سے آخرت کی طرف رجوع زیادہ آسان ہے مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع مشکل ہے اور خلق کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع بہ نسبت خدا کی محبت میں مخلوق کو چھوڑ دینے کے۔ لیکن اللہ کی جانب اور زیادہ مشکل

ہوتا ہے

اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ صابر فقیر، شاکر غنی سے افضل ہے اور شاکر فقیر ان دونوں سے افضل ہے اور شاکر و صابر فقیر افضل ہے ان لوگوں سے جو حصولِ ثواب کی خاطر مصائب کو دعوت دیتے ہوں۔

شکر

آپ نے فرمایا ہے کہ حقیقتِ شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی و انکسار سے نعمت کا اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدنظر رکھ کر منت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے۔ شکر کے کئی اقسام ہیں۔ شکر لسانی یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے اور شکر بالارکان یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے اور شکر بالقلب یہ ہے کہ بساطِ شہود پر معتکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے۔ پھر اس مشاہدہ کی نعمت کو دیکھ کر دیدارِ منعم کی طرف ترقی کرے۔ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر کرے، شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر کرے اور حامد وہ ہے کہ منع کو عطا اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے اور ان دونوں وصفوں کو برابر جانے اور حمد یہ ہے کہ بساطِ قرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصافِ جمالی و جلالی کا مشاہدہ کرے اور اس کا اعتراف کرے۔

توکل

آپ نے فرمایا ہے کہ توکل ماسوا اللہ سے باطن کو خالی کر کے اللہ کے ساتھ مشغولیت اختیار کر لینے کا اور غیر اللہ سے قطعی مستغنی ہو جانے کا نام ہے۔ توکل مقام فنا تک رسائی اور پوشیدہ مقدرات کو چشمِ معرفت سے مشاہدہ کرنے کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ مسلکِ معرفت میں حقیقتِ یقین پر اعتقاد قائم کرنے کا سبب بنتا ہے اس لیے کہ یقین اس طرح مہر شدہ ہو جاتا ہے کہ جس میں تناقص یقین اثر انداز ہو ہی نہیں سکتا۔ توکل حقیقتاً اخلاص کی طرح ایک حقیقت کا نام بھی ہے اور حقیقتِ اخلاص نام ہے اعمال کے سلسلے میں طلب جزا کو ختم کر دینے کا۔ پھر بھی توکل بندے کو منجانب اللہ حول و قوۃ سے نکال کر سکون د

طمانیت کی منازل تک پہنچا دیتا ہے۔

رجاء

آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن ہو مگر نہ کسی نفع یا دفع ضرر کی امید پر کیونکہ اہلِ ولایت جانتے ہیں کہ ان کو ان کی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے اسی وجہ سے وہ مستغنی رہتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ سے ڈرتا بھی رہے محض اس کی عظمت و جلال کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وہ رؤف و رحیم ہے۔ رجا بلا خوف امن بے خوفی ہے اور خوف بلا رجا ناامیدی ہے اور یہ دونوں مذموم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاءُهٗ لَاعْتَدَلَا۔ اگر مومن کا خوف اور رجا وزن کیا جائے تو دونوں برابر نکلیں۔

خوف

آپ نے فرمایا خوف کے کئی مقام ہیں۔ گنہگاروں کا خوف عذاب کے سبب سے ہوتا ہے۔ عابدین کا خوف عبادت کا ثواب کم ملنے یا نہ ملنے کے سبب ہوتا ہے۔ عاشقانِ الٰہی کا خوف لقائے الٰہی کے فوت ہو جانے کے سبب ہوتا ہے اور عارفین کا خوف عظمت و ہیبتِ الٰہی کے سبب ہوتا ہے یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ یہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے۔

فقیر

حضرت شیخؒ نے فقیر کے چار حروف (ف۔ ق۔ ی۔ ر) کی تعریف کو یوں سمجھایا ہے:

فقیر کی فَ سے فنا ہو جانا اپنی ذات میں اور فارغ ہو جانا اپنی تعریف و صفات سے۔

قَ، قوتِ قلب کے لیے ہے جو اس کو اپنے حبیب سے حاصل ہے اور قائم رہنا اس کا اپنے حبیب کی مرضی کے تحت۔

یَ (یرجو) کے معنی کو ظاہر کرتی ہے یعنی اپنے رب سے پُرامید بھی ہیں۔ اور (یخاف) خائف بھی اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہی حق پر قائم ہیں۔

رَ۔ رقتِ قلب اور صفائی قلب کی ہے اور رجوع کرنے کے لیے تمام خواہشات

اللہ تعالیٰ کی جانب سے دلالت کرتی ہیں۔۔۔

فقیر کے لیے یہی مناسب ہے کہ اس کی فکر میں جولانی ہو، اس کے انداز فکر میں جوہر ہو۔ بہت کیفیت اشتیاق ہو، رجوع کی صلاحیت ہو، دریا دل ہو اور حق کو صرف حق ہی کے لیے طلب کرے صداقت کے سوا اور کوئی راستہ اختیار نہ کرے اس کی جنسی تبسم سے تجاوز نہ کرے اس کا سوال کرنا صرف حصول علم کے لیے ہو۔ غافلوں کو یاد دہانی کرانے والا ہو۔ جاہلوں کے لیے معلم ہو اور اگر اس کو اذیت بھی پہنچائی جائے تب بھی وہ کسی کو اذیت نہ دے۔ لغو چیزوں پر غور و فکر نہ کرے۔ کسی کو تکلیف پہنچانے والا نہ ہو۔ حرام اشیاء سے احتراز کرتا ہو۔ شبہات میں توقف اختیار کرے۔ غریبوں کا مددگار ہو۔ یتیموں کا ولی بن جائے چہرے پر بشاشت ہو لیکن قلب غمگین رہے۔ اپنے فقر پر خوشی کے ساتھ اپنی فکر میں مشغول رہے۔ نہ کسی کا راز فاش کرے نہ کسی کی پردہ دری کرے۔ اس کا ہر فعل مہربانی کے ساتھ ہو اور اس کا فیض جاری اور ترقی پذیر ہو۔ عمدہ مشاہدہ رکھتا ہو۔ فائدہ پہنچانے میں سخاوت سے کام لے۔ اعلیٰ مذاق اور بہترین اخلاق کا حامل ہو۔ ایسا نرم دل ہو جیسے پگھلا ہوا سیال جوہر۔ اکثر خاموش رہتا ہو جب کوئی اس کے ساتھ جہل سے پیش آئے تو وہ بردباری اختیار کرے اگر کوئی برا بھلا کہے تو صبر سے کام لے۔ نہ اس میں مکمل جمود ہو نہ حق کی آگ بجھی ہوئی ہو چغل خور نہ ہو، حاسد نہ ہو، عجلت پسند نہ ہو۔ بزرگوں کی تعظیم کرے۔ چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آئے۔ بہت زیادہ متحمل مزاج ہو۔ اس کا ہر فعل ادب آموز ہو۔ اس کا کلام پُر مغز ہو۔ نہ تو کسی کی غیبت کرے نہ کسی کی مصیبت پر خوش ہو۔ صاحب وقار ہو۔ صابر و شاکر ہو۔ کم گو ہو۔ صوم و صلوٰۃ میں اکثر مشغول رہتا ہو۔ صادق القول ہو۔ ہر حال میں ثابت قدم رہے۔ مہمانوں کی تواضع کرتا ہو۔ جو کچھ بھی اپنے پاس ہو دوسروں پر خرچ کرتا ہے۔ پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ رہیں۔ نہ گالی دے نہ غیبت کرے نہ غافل ہو نہ رنجیدہ، نہ زبان دراز ہو لیکن

قلب غمزدہ۔ موزوں گفتگو کرے۔ ما کان وما یکون کے بارے میں جولانی فکر رکھتا ہو۔

وجد آپ نے فرمایا ہے کہ وجد یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذت طرب میں مشغول ہو جائے اور سب سے فارغ ہو کر صرف خدا تعالیٰ کی ہی طرف متوجہ ہو۔ نیز وجد محبت الٰہی کی شراب ہے جب مولا اپنے بندے کو پلاتا ہے تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے اور اس کا دل محبت کے بازوؤں پر اڑ کر مقام حضرت القدس میں پہنچ کر دریائے ہیبت میں جا گرتا ہے۔ اسی لیے واجد گر جاتا ہے اور اس پر غشی طاری ہوتی ہے۔

عمل صالح آپ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے مولا سے صدق و تقویٰ کا معاملہ کر لیا وہ خدا کے سوا سب سے بیزار ہو جاتا ہے۔ عزیزو! اس بات کا دعویٰ نہ کرو جو تم سے ممکن نہ ہو۔ شرک سے احتراز کرو اور قضا و قدر کے ان تیروں سے خوف کھاؤ جو تمہیں زخمی کرنے کی بجائے قتل کر ڈالیں گے جس شخص کا راہ مولا میں کچھ گم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا کر دیتا ہے۔ جب تک نفس پاکیزگی حاصل نہیں کرے گا دل بھی مزکی نہ ہوگا اور جب تک نفس گرویدگی میں اصحاب کہف کے کتے کی طرح نہ ہو جائے جو اپنے لیے دروازے کو لازم کرے۔ تمہیں اس وقت تک صالح نہیں کہا جا سکتا۔ جب تک تمہارے نفس سے یہ صدائیں نہ آنے لگے:

يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ — یعنی اے نفس مطمئنہ! راضی خوشی سے

ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً — اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔

اس وقت قلب کو وہ حضوری حاصل ہوگی کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز بن جائے گا اور اس پر جلال الٰہی کے انکشافات ہونے لگیں گے اور اس کو کامل و اکمل بنا کر وراثت اس کے سپرد کر دی جائے گی۔ وہ مقام اعلیٰ سے یہ صدا سننے لگے گا:

یَا عَبْدِیْ وَ کُلُّ عَبْدِیْ اَنْتَ لِیْ وَ اَنَا لَکَ — اے میرے بندے تو میرے لیے ہے اور میں تیرے لیے۔

طولِ تقرب کے بعد خاصانِ خدا میں شمار ہونے لگے گا۔ خلیفۃ اللہ کا لقب مل جائے گا اور نظامِ کائنات پر قبضہ حاصل ہو جائے گا تاکہ غرق ہونے والا اگر خشکی پر لائے۔ گمراہوں کو ہدایت دے اور اگر کسی مردہ پر گزرے تو اسے زندہ کر دے۔ گنہگاروں میں پہنچے تو ان کو نصیحت کرے۔ دور ہونے والوں کو قریب کر دے اور شقی کو سعید بنا دے کیونکہ ولی اللہ ابدال کے تابع ہوتا ہے اور ابدال نبی کے تابع ہوتے ہیں اور تمام انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ اولیاء کی مثال بادشاہ کے قصہ گو جیسی ہوتی ہے جو ہمیشہ اس کی صحبت میں رہتا ہے اور رات کو اسرار مملکت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اس طرح دن رات بادشاہ کے قریب رہتا ہے جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ رات کا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا۔

یَا بُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ — اے فرزند! تم اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا

دن اولیاء کے لیے تقرب کا سبب بنتا ہے تو شب ان کے لیے کاشفِ اسرار۔

اسم اعظم

آپ نے فرمایا ہے کہ لفظ "اللہ" اسم اعظم ہے لیکن اس کا اثر اس وقت مرتب ہوتا ہے اور اس اسم کے ذریعہ دعائیں اسی وقت قبول ہوتی ہیں کہ جب تمہارے قلب میں اللہ کے سوا کسی غیر کا تصور نہ ہو اور عارف کی بسم اللہ (ابتداء) بمنزلہ حکم "کُن" کے ہو جائے۔

یاد رکھو: اسم اعظم ایسا حکم ہے جس سے حزن و ملال دور ہو جاتا ہے اور ہر کام آسان ہو جاتا ہے اسی کے ذریعہ ہر قسم کے زہر کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے اور یہی ایک ایسا حکم ہے جس کا نور عام ہے۔

اللہ ایک ایسا حاکمِ مطلق ہے جس کی بارگاہ بہت بلند ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ وہی لوگوں کے قلوب کا نگران ہے۔ اس کو ہر جابر پر غلبہ ہے۔ وہی قیصر و کسریٰ کے غرور کو توڑنے والا ہے۔ اس سے ایک ذرہ بھی مخفی نہیں، جو شخص اللہ کا ہو جاتا ہے وہ اس کی حفاظت و نگرانی میں آ جاتا ہے۔ جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ کسی دوسرے کی جانب نہیں دیکھتا۔ جو اللہ کے راستے پر گامزن ہوتا ہے وہ اللہ تک یقیناً پہنچ جاتا ہے۔ جس کے اندر اللہ کا اشتیاق پیدا ہو جائے وہ اللہ سے انس کرنے لگتا ہے اور غیر اللہ کو چھوڑ دیتا ہے اس کا وقت خالصتاً اللہ ہی کے لیے ہو جاتا ہے۔

اللہ کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ۔ اللہ کی پناہ حاصل کرو۔ اللہ پر توکل رکھو۔ اللہ کے راستے سے بھاگنے والو! اللہ کی جانب رجوع ہو جاؤ۔ جب اللہ کے نام کی اس دار الفنا میں یہ برکتیں ہیں تو پھر دار البقا میں کیا حالت ہوگی۔ جب تم اللہ کا نام لے کر صرف اسی کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ گے تو تمام حجابات اٹھ جائیں گے اب بتاؤ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب اسی کا نام لے کر پکارنے میں مذکورہ بالا اثرات مضمر ہیں تو اس وقت کا کیا عالم ہوگا جب تم اس کی تجلیات کا مشاہدہ کر رہے ہوگے اور دریائے اصل سے سیرابی کر رہے ہوگے۔

دولت کی مثال اس محبت کرنے والے بندے کی ہے جو دم بھر اپنے حبیب کے نغمے الاپتا ہے اور صبح امید میں اس کی آنکھ نہیں لگتی۔ جب قلوب محبین پر اس کے قرب کی ہوائیں چلتی ہیں تو وہ ہمہ وقت اسی کے مشتاق نظر آتے ہیں۔ اسی لیے وہ فرماتا ہے کہ اگر تم مجھ کو شوق و محبت سے یاد کرو گے تو میں تمہیں وصل و قرب کی بشارت سے یاد کروں گا۔ اگر تم حمد و ثنا کے ساتھ یاد کرو گے تو میں احسان و جزا کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم اگر توبہ کے ساتھ یاد کرو گے تو میں تمہیں عفوِ گناہ کے ساتھ یاد کروں گا۔ اگر تم اخلاص کے ساتھ یاد کرو گے تو میں مغفرت و رحمت کے ساتھ یاد کروں گا۔ اگر تم اطاعت کے ساتھ یاد کرو گے تو میں انعام و اکرام کے ساتھ یاد کروں گا۔

ساتھ یاد کروں گا۔ اگر تم فانی کی حیثیت سے یاد کرو گے تو میں باقی رہنے والا
کی حیثیت سے یاد کروں گا۔ تم اگر عاجزی کے ساتھ یاد کرو گے تو میں وصل کے
ساتھ یاد کروں گا۔ تم اگر عاجزی و انکساری کے ساتھ یاد کرو گے تو میں تمہاری
لغزشوں کی معافی کے ساتھ یاد کروں گا۔

علم

آپ نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے کنارہ کشی سے قبل علم حاصل کرو کیونکہ
جو شخص علم کے بغیر عبادت کرتا ہے وہ اصلاح سے زیادہ فساد میں مبتلا
ہو جاتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ شمع شریعت اپنے ہمراہ لے کر علم کی روشنی میں عمل
کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہیں علم لدنی کا وارث بنا دے گا جس سے تم ناواقف ہو۔ تمہیں
چاہیے کہ تمام اسباب و ذرائع سے تعلق منقطع کر کے رشتہ داروں اور احباب
سے جدائی اختیار کر لو تاکہ تم اپنے زہد کی وجہ سے اپنی قوت باطنی اور اپنے حسبِ
ادب کا مشاہدہ کر سکو۔ خدا کے علاوہ تمام عالم و اسباب سے اس خوف سے
منقطع ہو جاؤ تاکہ تمہاری شمع معرفت نہ بجھ جائے اور جب تم چالیس دن ایک
چلہ) اپنے رب کے لیے مخصوص کر دو گے تو تمہارے قلب سے حکمت کے چشمے
جاری ہو جائیں گے اور تم معرفت الٰہی کی تپش کا مشاہدہ کرنے لگو گے جس کو حضرت
موسیٰؑ نے اپنے شجر قلب پر محسوس کیا تھا۔ اس کیفیت کے بعد تم اپنے نفس و
خواہش، اپنے شیطان، اپنی طبیعت اور اپنے وجود سے کہو گے کہ ٹھہر جاؤ میں نے
اس آگ کا مشاہدہ کر لیا ہے جو قلب موسیٰؑ پر روشن ہوئی تھی۔ اس کے بعد تمہارے
قلب میں باطن سے یہ آواز آنے لگے گی کہ میں ہی تمہارا رب ہوں۔ میری ہی
عبادت کرو۔ میرے غیر کی اطاعت سے گریزاں ہو جاؤ۔ میرے سوا کسی سے تعلق
نہ رکھو۔ میری معرفت حاصل کر کے میرے غیر کو فراموش کر دو۔ غیر سے اعراض کر کے
صرف میرے علم، میرے قرب، میرے ملک اور میری سلطنت کی جانب متوجہ ہو۔
جب تمہیں لقاء الٰہی حاصل ہو جائے گا تو تمہاری زبان پر فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ جاری
ہو جائے گا اور تمام حجابات رفع ہو کر قلب سے کدورت زائل ہو جائے گی

اور نفس کو مکمل سکون حاصل ہو گا۔ پھر جب اس کے الطاف غالب آ جائیں گے
تو تمہیں خطاب کیا جائے گا اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اے قلب فرعون نفس کی طرف
توجہ کر اور ان کو راہ ہدایت پر چلاتا ہوا میری جانب لے آ اور ان سے کہہ دے
کہ میری اتباع کریں۔ پھر انہیں رشد کے راستے پر ہدایت کر کے ان سے تعلق
قائم کر۔ اس کے بعد پھر قطع تعلق کر کے دوبارہ استوار کر لے۔ اور اسی طرح
کرتا رہ۔

سچائی

آپ نے فرمایا ہے کہ سچائی کو اپنے اوپر لازم قرار دے لو کیونکہ اس کے
بغیر انسان قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر تم اپنے سنگ دل
پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے اخلاص کی ضرب لگاؤ تو اس سے حکمتوں کے
چشمے ابل پڑیں اور تم عارفین کی طرح اخلاص کے پروں سے قفس کی تاریکیوں
سے نور قدس کی وسعتوں میں پرواز کر کے مقصد صدق کے باغات میں پہنچ جاؤ۔
بندے کے قلب میں اس وقت تک ضیا اور نور یقین پیدا نہیں ہوتا جب تک
اس کے چہرے پر نور کی روشنی کے خطوط ظاہر نہ ہونے لگیں۔ اس کے بعد
ملاءِ اعلیٰ سے ملائکہ اس کا نام لے کر پکارنے لگتے ہیں اور وہ روز حشر صادقین
کے زمرے میں شامل کر لیا جاتا ہے۔
لہٰذا تمہیں چاہیے کہ نہ صرف خواہشات نفسانی سے اعراض کرو بلکہ اس
میں توحید کو جگہ دو جس کی لذت قلوب عارفین کو سراپا نور بنا دیتی ہے۔ پھر
انہیں کسی غیر سے لذت حاصل نہیں ہوتی۔ یاد رکھو بغیر توشۂ صدق و حضوری کے
سفر آخرت نہیں کیا جاتا۔ قلب پر قابو حاصل کیے بغیر کبھی آخرت کی منزل حاصل
نہیں ہو سکتی۔ جب قلب بشریت کی کثافتوں سے مصفا ہو جاتا ہے تو بندہ خود
بخود تعمیل احکام کرنے لگتا ہے۔ جس وقت عارف نگاہِ عقل سے مشاہدہ
کرتا ہے تو انوار الٰہی اس کے باطن میں نفوذ کر جاتے ہیں۔ یاد رکھو! اولیائے کرام
بارگاہِ سلطانی کے خواص ہوتے ہیں اور عارفین مجلس شاہی کے ندیم۔ اور اولیاء

کے شہد میں اس وقت تک حلاوت پیدا نہیں ہوتی جب تک وہ ابدالیین کے بہرا تلخیوں کو نہ چکھ لیں۔

یاد رکھو! سرداروں کی نگاہِ عقل نہ تو دنیا کو دیکھتی ہے نہ اس کی چمک دمک سے فریب کھاتی ہے۔ بلکہ وہ اپنے محبوب کے اس قول وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ کو اچھی طرح سمجھنے لگتے ہیں اور اگر لذات و شہوات مسلسل طلب کی جائیں تو شیطان قلب میں داخل ہو کر شہوات کی نالیوں سے گرم ہوا سینے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور بندہ طلب دنیا کے چکر میں فریب پر فریب کھاتا چلا جاتا ہے لہٰذا اس کے لیے بشارت ہے جو متنبہ ہو کر غفلتِ عقل کی نیند سے بیدار ہو گیا اور اس نے قرب مولیٰ میں اپنے احوال کو مصفا کر کے سفرِ آخرت کی تیاری کر لی اور اس نے ان چیزوں سے اپنے نفس کا محاسبہ کر کے نفس سے ان چیزوں کو خارج کر دیا جن کا نفس سے خارج ہونا ضروری تھا۔ یاد رکھو کہ دنیا ایک گزرگاہ ہے اور قیامت مصائب و تلخیوں کی آماجگاہ۔

مقامِ فنا

حضرت غوث اعظمؓ نے فرمایا ہے کہ حکمِ الٰہی کی تعمیل کے لیے مخلوق سے فنا اختیار کرو یعنی علیحدہ ہو جاؤ۔ اس طرح تمہاری خواہشات کو حکمِ الٰہی کے اور ارادوں کو فعلِ خداوندی کا مظہر بنا دیا جائے گا۔ مخلوق سے (فنا) علیحدگی کی علامت یہ ہے کہ تم ان سے اپنی تمام امیدیں منقطع کر لو اور خود اپنی ذات اور خواہشات سے (فنا) علیحدگی کی علامت یہ ہے کہ نہ تمہارے اندر کسی قسم کی حرکت باقی رہے اور نہ نفع و نقصان کا خیال رہے۔ اسبابِ ظاہری سے قطع تعلق کر کے سوچ لیا جائے کہ یہ سب کچھ اسی ہستی کی طرف سے ہے جو اول بھی ہے اور آخر بھی۔

ارادے کے فنا کی علامت یہ ہے کہ مشیتِ الٰہی میں اپنے ارادے کو شامل نہ کرو۔ بلکہ اس کا جو فعل بھی تمہارے لیے ہو۔ اس کو اطمینانِ قلبی اور انشراحِ صدر کے ساتھ قبول کر لو۔ اپنے باطن کو اس طرح آباد کر لو کہ تمام چیزوں سے بے نیاز ہو کر

ان کو تقدیر کے سپرد کر دو۔ پھر تمھیں لسانِ قدرت سے ندا دی جائے گی۔ اور تمہارا رب تمھیں تعلیم سے سنوار کر تمھیں نور کے حلے پہنائے گا۔ تمھیں وہ منزل عطا کر دی جائے گی جو تمہارے اسلاف اہلِ علم کی تھی۔ پھر تمھیں اس طرح کر دیا جائے گا کہ تمہارے اندر مشیتِ خداوندی کے سوا اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے گا اور یہ تمہاری نشأۃِ ثانیہ ہو گی اور اگر تمہارے اندر اپنا کوئی ارادہ پایا جائے گا تو یہ تمہارے وجود کے منافی ہو گا۔ جب تک کہ وہ معینہ وقت نہ آ جائے۔ ایسی صورت میں تمھیں فنا و بقا دونوں حاصل رہیں گی۔ حالانکہ فنا وہ آخری حد ہے جہاں سوائے خدائے واحد کے اور کچھ باقی نہیں رہتا جیسا کہ مخلوق کی تخلیق سے قبل تھا۔ جب تم مخلوق سے فنا ہو جاؤ گے تو تم سے کہا جائے گا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو۔ اور جب اپنے ارادے سے فنائیت حاصل کر لو گے تو پھر بھی تم سے یہی کہا جائے گا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو۔ پھر تمھیں وہ حیات بخش دی جائے گی جس کے بعد کبھی موت نہیں۔ اس کے بعد ایسا غنا حاصل ہو گا جس کے بعد فقر نہیں۔ جو کچھ تم کو عطا کیا جائے گا اس کو روکنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ تمھیں ایسا علم عطا ہو گا جس کے بعد جہل نہیں ہو گا اور ایسا نڈر کر دیا جائے گا جس کے بعد کوئی خوف نہیں ہو گا اور وہ سعادت حاصل ہو گی جس کے بعد شقاوت کا وجود ہی نہیں ہو گا۔ وہ عزت حاصل ہو گی جس کے بعد کوئی ذلت نہیں۔ وہ قرب حاصل ہو گا جس کے بعد کوئی بُعد نہیں اور وہ لطافت حاصل ہو گی جس کے بعد کوئی کثافت نہیں۔

تنزیہہ باری تعالیٰ

آپ نے فرمایا ہے کہ تنزیہہ خدائے بلند و بالا سے قرب کا نام ہے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے مخلوق کو پیدا فرمایا جس کے تمام کام حکمت کے مطابق ہیں جس کا علم ہر شے کو محیط ہے اس کا کلام مکمل اور اس کی رحمتیں عام ہیں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے شریک ٹھہرانے والے کاذب ہیں یا جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کا کوئی ہمنام اور مثیل ہے۔ اللہ ان چیزوں سے پاک ہے اس کا علم لامتناہی ہے۔

وہ رحمٰن ورحیم ہے۔ وہ مالک وقدوس ہے وہ عزیز وحکیم ہے وہ واحد اور ہے اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ اس جیسی کوئی شے نہیں وہ سمیع وبصیر ہے اس کا نہ کوئی معاون ہے نہ کوئی مددگار۔ اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر ومشیر۔ نہ اس کا جسم ہے جس کو چھو سکیں نہ وہ جوہر ہے جس کو محسوس کر سکیں۔ نہ وہ عرض ہے جو فنا ہو جائے۔ نہ وہ مرکب ہے جس کے اجزا ہو سکیں نہ وہ ذی تالیف ہے جس کی کیفیت بیان کی جا سکے۔ نہ وہ ذی ماہیت ہے جس کو تصور میں لا سکیں۔ نہ اس کا کوئی مزاج ہے نہ وہ طلوع ہونے والی شے ہے نہ وہ تاریکی ہے نہ روشنی۔ اس کے علم میں تمام اشیا امتزاج کے بغیر منتشر ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق ان کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔ وہ قاہر ہے وہ حاکم ہے وہ معبود ہے۔ اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ وہ حاکم عادل ہے۔ قادر وراحم ہے وہ غفار مغفرت کرنے والا ہے اور ستار پردہ پوشی کرنے والا ہے۔ اس کی حاکمیت ابدی ہے۔ وہ ایسا قیوم ہے جو کبھی نہیں سوتا۔ ایسا عزیز ہے جس پر کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے اسمائے حسنیٰ ہیں اس کی صفات بہت بلند ہیں۔ اوہام اس کو کبھی تصور میں نہیں لا سکتے۔ نہ افہام اس کے سمجھنے پر قادر ہیں نہ قیاس اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے نہ وہ عام لوگوں کی طرح ہے نہ ذہن میں اس کی حدود متعین ہو سکتی ہیں۔ وہ ان تمام چیزوں سے برتر ہے جن کو اس کی مصنوعات سے مشابہت دی جا سکے۔ وہ سانسوں کا شمار کرنے والا ہے۔ نفس کے اعمال کا نگران ہے۔ اس کے پاس ان سب چیزوں کی فرداً فرداً تعداد موجود ہے۔ جو روز محشر اس کے سامنے انفرادی طور پہ پیش ہوں گی۔ وہ کھلاتا ہے خود نہیں کھاتا۔ وہ رزق دیتا ہے اس کو کوئی رزق نہیں دیتا۔ وہ پناہ دیتا ہے اس کو کوئی پناہ نہیں دیتا۔ اس نے نمونے اور مثال کے بغیر مخلوق کو پیدا کر دیا لیکن اس کی یہ تخلیق کسی کی طلب پر نہیں ہوئی۔ محض تعبیر زمانہ سے بے نیاز ہو کر اپنے ارادہ سے تخلیق کر دیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے،

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ — بزرگ و برتر عرش والا ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وہ اپنی قدرت میں منفرد ہے وہی حالات کو بدلنے والا ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝ — ہر دن اس کی ایک نرالی شان ہے۔

وہ مقدرات کو وقت معینہ پر پورا کرتا ہے اس کے نظم مملکت میں کوئی معاون نہیں۔ اس کی حیات غیر مکتسب ہے وہ اپنی لامحدود قدرت پر مکمل طور پہ قادر ہے۔ اس کے ارادے میں غیر کو قطعاً دخل نہیں۔ وہ حفیظ ہے فراموش کرنے والا نہیں۔ وہ قیوم ہے جس سے ہرگز سہو نہیں ہو سکتا۔ وہ منقلب کرنے والا ہے جو قطعاً مہلت نہیں دیتا۔ اس کو مکمل طور پہ قبض وبسط حاصل ہے وہ راضی بھی ہوتا ہے اور غصہ بھی کرتا ہے۔ معاف بھی کرتا ہے اور رحم بھی فرماتا ہے وہی اس شے کا مستحق ہے کہ اس کے لیے کہا جائے کہ وہ اپنی مخلوقات کی بیماری اور تکلیفوں کا دور کرنے والا ہے۔ وہ اپنے اوصاف کامل کے ساتھ ابدی ہے۔ وہ ایسا رب ہے جو اپنے بندوں پہ اپنی مرضی کے مطابق افعال کا اجرا کرتا ہے۔ وہ ایسا عالم حقیقت ہے جس کا نہ کوئی مشابہ ہے نہ مثیل۔ اس کی ذات وصفات کسی سے مشابہ نہیں۔ ہر شے کا قیام اس کے ازلی وابدی ہونے کا آئینہ دار ہے۔ ہر شے کی حیات اسی کے حکم پہ مبنی ہے۔ روانی طبع اس کے جلال میں بحث کرنے سے قاصر اور عقل وفہم اس کی عظمت بیان کرنے سے عاجز۔ اس کی عظمت واضح ہے لیکن عقل اس کی پاکیزگی کا کوئی بدل نہیں پاتی اور نہ اس کی وحدانیت سے روگردانی کر سکتی ہے۔ اگر عقل اس کی عظمت وعزت کی مثال دینا چاہے یا اس کی عظمت و جلال میں بحث کرے تو یقیناً وہ عاجز ہو کر رہ جائے گی۔ متفکر و دہشت زدہ ہو کر گر پڑے گی۔ جب اس کی تقدیس کے لشکر سامنے آتے ہیں تو بیان وتقریر کی تمام راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں۔ عقل پہ اس کی کبریائی کے پردے اس طرح پڑے ہوئے ہیں کہ اس کی حقیقت ومعرفت تک رسائی محال ہے۔ آنکھوں کو اس کے نور

اور اس کی احدیت سے روک دیا گیا ہے۔ اس کے علوم و حقائق کی غایتیں اس طرح قائم ہو چکی ہیں کہ ان کا علم قرآن و حدیث کے سوا ممکن نہیں۔ کیونکہ آنکھیں آفتاب برقِ ازل کی چمک کا اثر ہی دیکھ سکتی ہیں کیونکہ ذاتِ الٰہی تشبیہات کے نقائص سے مبرا ہو کر نقابِ کمال کا برقع اوڑھے ہوئے ہے۔ اس کے نور سے تجاوز کرنے کی کسی میں ہمت نہیں۔ وہ قدیم و ابدی ہے اس کی ہیبت اس درجہ ظاہر و باہر ہے کہ جہاں تمام علل و عوارض دم توڑ دیتے ہیں۔ وہ منفرد ہے اس میں کسی قسم کا تعدد نہیں ہے اس کے وجود کا ادراک ناممکن ہے۔ اس کے جلال کی کوئی کیفیت نہیں۔ اس کے کمال کی کوئی داد نہیں دی جاسکتی۔ وہ ایک ایسا وصف ہے جس کے لیے دوام واجب ہے۔ اس کی قدرت پوری کائنات پر محیط ہے۔ اس کو وہ عزت و عظمت حاصل ہے جہاں تمام تعریفیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کا علم ارض و سما اور ان کے درمیان تمام اشیاء کو محیط ہے۔ وہ ہر ہر بال اور ہر ہر شجر کے اگنے کے مقام سے بھی باخبر ہے۔ وہ ہر گرنے والے پتے کو بھی جانتا ہے اس کے شمار میں کنکریاں اور ریت کے ذرات بھی ہیں۔ وہ پہاڑوں کے وزن اور دریاؤں کی وسعت سے بھی واقف ہے۔ وہ بندوں کے اعمال و جزا کو بھی جانتا ہے۔ کوئی جگہ اس کے علم سے خالی نہیں۔ ان تمام چیزوں کے پیشِ نظر عقل کو اس کی احدیت کی تصدیق کرنا ہی پڑتی ہے۔ اس کی صمدیت کی کوئی مثال بیان نہیں کی جاسکتی، عقل میں اس کے ادراک کی طاقت نہیں۔ ہر وہ شے جس کو وہم و فہم ظاہر کرتا ہو یا عقل و ذہن اس کو تصور میں لا سکتے ہوں۔ اس کی عظمت ان تمام چیزوں سے ماوراء ہے

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔

وہ ابتداء سے ہے اور انتہا تک رہے گا وہ اپنی قدرتوں سے ظاہر اور ذات و صفات سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔

تخلیقِ انسانی

آپ نے فرمایا ہے کہ تخلیقِ آدم کس قدر عجیب و غریب واقعہ ہے، اس کے صانع خدائے تعالیٰ کی حکمت اسی قدر حیرت انگیز ہے۔ اگر انسان خواہشات کی اتباع نہ کرتا اور اس کی طبیعت میں کثافت نہ ہوتی تو اس کی عقل لطیف معانی و اسرار کی مالک ہوتی۔ انسان عجیب و غریب اسرار کا خزانہ بھی ہے اور ہمہ اقسام کے عیوب کا مجموعہ بھی۔ انسان عظمت و نور سے لبریز ایک خزانہ ہے جس نے چشمِ اغیار سے عروسِ روح کو نہاں کر رکھا ہے اور قدرت نے اسی عروس کے حسن و جمال کو اپنے فرشتہ صفت بندوں کو وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ کا لباس پہنا کر وَفَضَّلْنٰهُمْ کی مجلس میں جگہ عطا فرما کر اس کے حسن و جمال کو دکھا دیا اور اپنے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ہونے کی شہادت دلائی۔ پھر عقل سیپ کی شکل میں ارواح کے موتیوں کو سفینۂ علم کے خزانہ کو بحرِ وجود میں پہنچا دیتی ہے تاکہ نورِ یقین کی روشنی جگمگتی ہو جائے۔ اور روح مجاہدہ کے خزانوں پر متصرف ہو سکے۔ اس سلسلہ میں شاہِ عقل شاہِ خواہشات کے مدِ مقابل ہوتا ہے اور میدانِ صدر میں دونوں مقابلہ و مقاتلہ کرتے رہتے ہیں۔ نفس بادشاہِ خواہشات کے لشکر کا مخصوص فرد ہوتا ہے اور سلطانِ عقل کے لشکر کے سب سے اشرف فرد کو روح کہا جاتا ہے۔ پھر اعلان کرنے والا ان دونوں کو حکم دیتا ہے کہ اے لشکرِ الٰہی کے جوانمردو! تیار ہو جاؤ اور اے حق کے لشکر و مقابلہ کرو۔ اے خواہشات کے لشکر! سامنے آ۔ اس طرح دونوں لشکر ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔ پھر خدا جس جماعت کو چاہتا ہے غلبہ و تصرف عطا کرتا ہے۔ پھر توفیقِ الٰہی لسانِ غیب کے ذریعہ جس کو بھی فتح و نصرت کا مژدہ سناتی ہے اس کا جھنڈا بلند ہو جاتا ہے اور جس کی لسانِ غیب اعانت کرتی ہے وہی دین و دنیا میں سرفراز ہو جاتا ہے۔ وہی لسانِ غیب جس کا ساتھ دیتی ہے اس سے اس وقت تک جدا نہیں ہوتی جب تک اس کو صدق و توفیق کے مقام تک نہ پہنچا دیا جائے۔ پھر حق تعالیٰ چشمِ قدرت کے ساتھ اپنے تبع کی

نگرانی کرتا ہے لہٰذا نفس و خواہش سے جدا ہو کر عقل کا اتباع کرو۔ تاکہ تمھیں سواریٔ کبریٰ کے ایسے راستوں پہ پہنچا دیا جائے کہ تم آسمانِ محبوبیت پر روح کی پرواز کو حیرت سے دیکھنے لگو۔ تمھارا یہ جسدِ خاکی کثافتِ نفس کے گھونسلے سے نکل کر طائرِ لطیف کے ہمراہ عنایت کے پروں سے شجرِ اعلیٰ کی جانب پرواز کرنے لگے اور تم شاخِ قرب پر اپنا آشیانہ بنا کر زبانِ شوق سے عشقِ الٰہی کی دُھن میں گانے لگو۔ ندیمِ انس کے ساتھ دستِ معارف سے حقائق کے وہ جواہر چننے لگو کہ کثافتِ وجودِ نفس ظلمت میں محصور ہو کر رہ جائے۔ یاد رکھو جب اجسام فنا ہو کر صرف قلوب باقی رہ جاتے ہیں تو اس وقت اگر تمھارے قلب پر ایک نظر بھی پڑ جائے تو تمھیں عرش پہ پہنچا کر علوم و حقائق عطا کرنے کے ساتھ اسرار و معرفت کا خزانہ بنا دیا جائے گا اور تم اس وقت جمالِ ازل کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہر اس شے سے گریزاں ہو جاؤ گے جس میں حدوث کی صفت پائی جاتی ہو۔ اس طرح تمھاری بصیرتِ باطنی آئینۂ قرب میں عالمِ ملکوت کا نظارہ کرنے لگے گی اور آیاتِ حقائق کے ذریعہ مجلسِ کشف میں عروسِ نتیجِ تمھاری آنکھ کے تخت پہ جلوہ فگن ہو جائے گی۔ یاد رکھو سوفیاء کی عقلیں ظلمتِ افکار میں سرداروں کی زین کی طرح پھیلی ہوئی ہیں اور اربابِ معارف و عنایت کے لیے ایسی بیّن دلیلیں ہیں جو بدگمانیوں اور ارادوں کے ہجوم میں نورِ یقین کے وجود سے نقابِ شکوک کو اٹھا دیتی ہیں اور جہاں تمام دلائل قاصر ہو کر رہ جاتے ہیں وہاں افکارِ باطل کو دستِ حق سے قطع کر دیتی ہیں۔

ورع

آپ نے فرمایا ہے کہ ورع کنایہ ہے ہر شے سے توقف اور اس کی طرف سے ترکِ رجوع کا۔ جب تک اس کے بارے میں شریعت کا حکم حاصل نہ ہو جائے اگر وہ فعل شریعت میں موجود ہے تو اس کو اختیار کرے ورنہ اس کو ترک کر دے۔ پھر ورع کے بھی تین مدارج ہیں۔ عوام کا ورع تو یہ ہے کہ وہ حرام و مشتبہ اشیاء سے احتراز کریں۔ خواص کا ورع یہ ہے کہ خواہشاتِ نفسانی سے اجتناب کریں اور اخص الخواص کا ورع یہ ہے کہ اپنے تمام ارادوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔

علاوہ ازیں ورع کو بانداز دیگر دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اول ظاہری، دوم باطنی۔ ظاہری تو یہ ہے کہ جس میں اللہ کے سوا اپنی ذات کا قطعی دخل نہ ہو اور باطنی ورع یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی طرف بھی قلب رجوع نہ ہو اور جو شخص ورع کا عمیق نظر سے مطالعہ نہیں کرتا اس کو مراتبِ علیا حاصل نہیں ہو سکتے۔

جس طرح رضا کی راہ میں قناعت ضروری ہے اسی طرح لباس و طعام و گفتگو میں بھی قواعدِ ورع نافذ ہیں اس لیے کہ اہلِ تقویٰ کا کھانا نہ تو مخلوق کے دکھاوے کے لیے ہے نہ کسی مطالبہ پر۔ اور ولی کا کھانا بلا کسی ارادے کے محض فضلِ الٰہی پر موقوف ہوتا ہے اور جس میں پہلا وصف نہیں ہو گا وہ بعد کے اوصاف تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن حلال و پاکیزہ کھانا وہی ہے جس میں خدا کی نافرمانی شامل نہ ہو۔ اسی طرح ان کے لباس میں بھی تین قسمیں ہیں۔

اول انبیاء کرامؑ کا لباس۔ جو حلال لباس ہے جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں خواہ وہ لباس ریشمی ہو یا روئی کا یا اونی۔

دوسرا لباس اولیاء کرام کا جو حکمِ شریعت کے عین مطابق ہوتا ہے اور جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ سترِ عورت کے ساتھ ضرورت پوری ہو جائے لیکن اس میں ان کی خواہش کا قطعاً دخل نہ ہو۔

تیسرا لباس ابدالین کا ہے جو تحفظِ حدود کے ساتھ قضا و قدر کے بھی تابع ہوتا ہے خواہ وہ ایک رتی قیمت کا ہو یا ستّو دینار کا۔ اور جس کے اعلیٰ ادنیٰ ہونے میں ذاتی خواہش اور ارادے کا بالکل دخل نہ ہو۔ بلکہ صرف فضلِ خداوندی پر موقوف ہو۔ اور اس وقت تک ورع کی تکمیل ہرگز نہیں ہو سکتی جب تک مندرجہ ذیل دس خصلتیں اپنے نفس پر لازم نہ کرے۔

(۱) زبان کو قابو میں رکھنا۔

(۲) غیبت سے زبان کو محفوظ رکھنا۔ کلام الٰہی میں ارشاد ہوا ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ — تم میں سے ایکدوسرے کی غیبت نہ کرے

(۳) کسی کی ہنسی نہ اڑائے اور حقیر نہ جانے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ۔ — یعنی ایک قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے شاید کر وہ اس سے بہتر نکلے۔

(۴) نامحرموں سے نگاہ جھکا کر چلنا۔ جیساکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔ — یعنی اے پیغمبرؐ! مومنین سے فرما دیجیے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔

(۵) راستبازی۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا۔ — جب تم بات کہو تو سچی کہو۔

(۶) انعامات واحسانات الٰہی کا اعتراف تاکہ نفس غرور میں مبتلا نہ ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدٰكُمْ لِلْإِيْمَانِ۔ — خدا کا تم پر احسان یہ بھی ہے کہ تم کو ایمان کی ہدایت عطا فرمائی۔

(۷) اپنے مال کو غلط راہ پر خرچ کرنے کی بجائے نیک کاموں میں خرچ کرنا جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا۔ — وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو معصیت میں خرچ کرنے کی بجائے اطاعت میں خرچ کرتے ہیں اور گناہ و معصیت میں نہیں اڑاتے۔

(۸) اپنے نفس کے لیے برتری اور بھلائی طلب نہ کرنا۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا — یہ آخرت کا مکان (جنت) انہی کے لیے جو زمین میں برتری حاصل کرنے اور فساد کرنے

فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔ — قصد نہیں کرتے۔

(۹) صلوٰۃ خمسہ کا وقتِ معینہ پر ادا کرنا جیساکہ فرمانِ خداوندی ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔ — نمازوں کے اوقات کا تحفظ کرو خصوصاً نماز عصر کا اور خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔

(۱۰) سنتِ نبویؐ اور اجماعِ امت پر قائم رہنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ۔ — بلاشبہ یہ (دینِ اسلام) میرا سیدھا راستہ ہے اسی پہ چلتے رہو۔

حضرت غوث اعظمؒ کا وصال

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ یہ ظاہری زندگی فانی ہے۔ جان آخر ایک دن جانی ہے کیونکہ موت ایک دن ضرور آتی ہے۔ اللہ کے بندے ہر وقت اللہ کے اس قانون کے آگے سر تسلیم خم ہیں۔ اگرچہ وہ موت سے پہلے ہی مر چکے ہوتے ہیں، فنا ہو کر بقا میں جلوہ افروز ہو جاتے ہیں۔

حضرت غوث اعظمؒ کی زندگی کے نوے سال پورے ہو کر جب اگلا سال شروع ہو گیا تو چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک روز معمولی سی طبیعت ناساز ہو گئی لیکن آہستہ آہستہ چند روز میں اس علالت نے شدت اختیار کر لی اور آپ چلنے پھرنے سے مجبور ہو گئے۔ یہ علالت درحقیقت اس بات کا اشارہ تھا کہ اب مشیت ایزدی کا بلاوا آنے ہی والا ہے۔ اس کے بعد یکم ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کے آغاز میں مرض بہت زیادہ بڑھ گیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باخبر کر دیا گیا کہ اس دار فانی کو چھوڑنے کا وقت قریب ہے۔ چنانچہ وصال سے چند دن پہلے آپ نے اپنے متعلقہ افراد پر اس بات کا اظہار فرما دیا کہ اب بہت جلد میں تم سے بلا ہونے والا ہوں اور یہ مرض اسی کا پیش خیمہ ہے۔

وصیت

بیان کیا جاتا ہے کہ علالت کے دوران آپ کے صاحبزادہ حضرت سید شیخ عبدالوہابؒ نے آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا حضور! مجھے کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیے۔ جن پر آپ کے انتقال کے بعد عمل کروں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَطَاعَتِهٖ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا وَّلَا تَرْجُهٗ

تو اللہ کے تقویٰ اور اس کی عبادت کو اپنا شعار بنا۔ کسی اور سے نہ ڈر اور

وَكِلِ الْحَوَائِجَ كُلَّهَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا عَلَيْهِ وَاطْلُبْهَا مِنْهُ وَلَا تَثِقْ بِاَحَدٍ سِوَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا عَلَيْهِ سُبْحَانَهٗ اَلتَّوْحِيْدُ اَلتَّوْحِيْدُ وَجِمَاعُ الْكُلِّ التَّوْحِيْدُ

نہ امید رکھ۔ تمام حاجتیں بزرگ و برتر اللہ کے سپرد کر اور اسی سے مانگ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور پر بھروسہ نہ کر اور نہ اعتماد کر۔ پاک ہے وہ ذات۔ توحید کو لازم پکڑ۔ توحید کو لازم پکڑ۔ تمام چیزوں کا مجموعہ توحید ہے۔

نیز فرمایا کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جائے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی۔ میں یکسر مغز ہوں چھلکا نہیں ہوں۔

آثار وصال

آخر آپ پر وصال کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اس دوران میں آپ نے فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ کیونکہ میں ظاہراً تمہارے ساتھ مگر باطن تمہارے سوا کے ساتھ یعنی اللہ کریم کے ساتھ ہوں۔ نیز فرمایا بیشک میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں ان کے لیے جگہ فارغ کر دو اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آؤ اس جگہ بہت بڑی رحمت ہے ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو۔ بار بار آپ یہ الفاظ فرماتے تھے۔

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ

یعنی ملائکہ کی جماعت اور ارواح مقربین کے آنے پر ان کے سلام کا جواب بار بار دے رہے تھے اور فرما رہے تھے بسم اللہ! آؤ تم وداع نہیں کیے۔ آپ ایک دن اور ایک رات برابر یہی فرماتے رہے۔ اور فرمایا، افسوس ہے تم پر مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔ نہ فرشتہ کی اور نہ ہی ملک الموت کی۔ اے ملک الموت! ہمیں اس نے عطا فرمایا ہے جس نے ہمیں دوست رکھا ہے اور ہمارے کام بنائے وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

[illegible]

دلی صدمہ ہوا۔ یہ ایک ایسا عالمگیر حادثہ تھا کہ جس سے یکدم عالم اسلام کو علم و دانش کی ایک بے مثل شمع سے محروم کر دیا گیا۔ آپ کے وصال کی خبر جہاں جہاں بھی پہنچی آپ کو چاہنے والے آپ کے فراق میں بیتاب ہو کر آستانۂ غوث کی طرف بھاگ اٹھے دیکھتے ہی دیکھتے ہزارہا مخلوق خدا آفتاب علم و معرفت کی آخری زیارت کے لیے جمع ہو گئی۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے ورثاء اور چاہنے والوں نے حضرت کے جسد مبارک کو آخری غسل دیا اور کفن پہنا کر جنازہ کی تیاری کر دی۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالوہاب نے پڑھائی۔ جنازہ میں آپ کے صاحبزادگان، تلامذہ، خلفاء، مریدین اور عقیدت مندوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ آپ کو آپ کے مدرسہ ہی میں دفن کیا گیا۔ تدفین کا عمل رات کو کیا گیا کیونکہ لوگوں کا اژدہام بہت زیادہ تھا آپ کی جدائی میں چاہنے والوں میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اشکبار نہ ہو۔ جہاں آپ کو دفن کیا گیا جہاں آج کل آپ کا روضۂ اقدس مرجع خلائق ہے۔ بغداد میں یہ مقام باب الشیخ کے نام سے مشہور ہے۔

تاریخ وصال

آپ کا وصال ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں ہوا مگر وصال کے دن اور تاریخ کے بارے میں مورخین میں اختلاف ہے۔ اس ضمن میں چار تاریخیں یعنی ۸، ۱۰، ۱۱، اور ۱۷ بیان کی جاتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بعض تذکرہ نگاروں نے ۱۷ ربیع الثانی کو ترجیحی قول قرار دیا ہے کیونکہ اسی تاریخ کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ آپ کے وصال کے بارے میں قطعۂ تاریخ یہ ہے:

سلطانِ عصر، شاہِ زماں، قطبِ اولیاء — کامد وفات روزِ قیامت علامتے
تاریخ سالِ وقتِ وفاتش چو خواستم — گفتا سروشِ غیب وفاتش قیامتے

ازواج اور اولاد

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز زہد و مجاہدہ کے بعد کیا جبکہ آپ کی عمر ۵۱ سال سے زائد ہو چکی تھی۔ اس عمر میں بھی آپ نے اتباع سنت کے لیے نکاح کیا۔ تزکیۂ نفس کے بعد بندے کی نفسانی خواہشات رضائے الٰہی کے تابع ہو جاتی ہیں اس لیے طلب نفس محدود ہو جاتی ہے۔

نکاح کے بارے میں ارشاد

آپ نے فرمایا ہے کہ مدت سے میں اتباع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں نکاح کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس خیال سے نکاح کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ کہیں شادی میری ریاضت اور عبادت میں رکاوٹ نہ بن جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے ہونے کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے لہٰذا جب وہ وقت آیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری شادی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عطا کیں۔ اور ان میں سے ہر ایک مجھ سے انس و محبت رکھتی تھی۔

آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں تاہم پہلے سے عبادت و ریاضت کے جو اوقات مقرر تھے ان میں کوئی کمی اور تکدر پیدا نہ ہوا۔ یعنی جس طرح حالت تجرد میں آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے ٹھیک ویسے ہی نکاح کرنے کے بعد بھی عبادت اور ریاضت کے بلند مقام پر آپ قائم ہے اور یہی راہ سلوک کا سب سے بڑا کمال ہے کہ دنیوی تعلقات سے پورے طور پر وابستہ رہنے کے باوجود ان سے بے تعلق رہے۔

ازواج کے اوصاف حسنہ

سیدنا غوث اعظم علم و فضل کا ایک مینارِ نور تھے جس کی ضیا پاشیوں سے ایک

دنیا فیض یاب ہو رہی تھی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کی ازواج آپ کے فیوض و کمالات
سے فیض یاب نہ ہوتیں۔ چنانچہ وہ سب اخلاقِ حسنہ کا پیکر تھیں۔ عبادت و ریاضت
سے کمال شغف رکھتی تھیں اور صبر و قناعت سے کامل طور پر بہرہ ور تھیں۔ آپ کے
صاحبزادے شیخ عبدالجبارؒ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ کسی تاریک کوٹھری یا مکان
میں داخل ہوتیں تو وہاں شمع کی سی ہلکی روشنی ہو جاتی۔ ایک دفعہ میرے والد
نے یہ ماجرا دیکھا۔ چنانچہ وہ بھی اسی جگہ تشریف لے گئے جہاں میری والدہ کوٹھری میں تھیں
آپ کے جاتے ہی وہ روشنی غائب ہو گئی۔ میری والدہ محترمہ حیران ہوئیں۔ اس کے
بعد آپ نے والدہ محترمہ سے فرمایا کہ یہ روشنی اچھی نہیں تھی اس لیے میں نے اس
کو معدوم کر دیا۔ اور اب اسے اچھی روشنی میں تبدیل کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد
جب بھی میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے یا تاریک مکان میں تشریف لے جاتی تھیں
تو وہ روشنی چاند کی طرح معلوم ہوتی تھی۔

اولاد

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کثیر الاولاد تھے۔ چونکہ آپ کی چار بیویاں
تھیں اس لیے انھی سے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔
کہا جاتا ہے کہ اولاد نرینہ میں آپ کے بیس بیٹے تھے اور اولاد غیر نرینہ میں
آپ کی انتیس بیٹیاں تھیں۔ اتنی زیادہ اولاد ہونے کے باوجود آپ نے ان کی
تعلیم و تربیت بڑے عمدہ طریقے سے کی اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوئی کمی
نہ رہنے دی۔

حضرت عبداللہ جبائیؒ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ سرکار عبدالقادر جیلانیؒ
نے بیان فرمایا کہ جب میرے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو میں اسے اپنے ہاتھوں میں لیتا
ہوں اور یہ کہہ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا ہوں پھر اگر
وہ مر بھی جاتا ہے تو مجھے اس کی موت سے کوئی رنج نہیں ہوتا۔
چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ عین مجلس وعظ کے وقت آپ کے ایک
بچہ کا انتقال ہو گیا مگر اس وقت بھی آپ کے معمول میں قطعی فرق نہیں آنے پایا

اور آپ بدستور مجلس میں وعظ فرماتے رہے اور جب بچے کو غسل و کفن دے کر آپ کے پاس
لایا گیا تو خود آپ نے بچے کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ ہے ترکِ دنیا کا حقیقی مفہوم۔ آپ
کثیر الاولاد تھے لیکن اولاد کی محبت کسی حال میں خدا کی محبت پر غالب نہ آسکی اور
آپ کے راہِ سلوک کے سفر میں چار بیویوں اور انچاس اولاد نے کوئی خلل نہ ڈالا۔
آپ کی اولاد میں سے کئی آسمانِ علم و فضل پر آفتاب بن کر چمکے اور اپنے آپ کو
جلیل القدر والد کی جانشینی کا اہل ثابت کر دیا۔ اولاد نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں:

۱۔ شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ — ۲۔ شیخ عبدالرزاق تاج الدینؒ
۳۔ شیخ شرف الدین عیسیٰؒ — ۴۔ شیخ ابو اسحٰق ابراہیمؒ
۵۔ شیخ ابوبکر عبدالعزیزؒ — ۶۔ شیخ یحییٰؒ
۷۔ شیخ عبدالجبارؒ — ۸۔ شیخ موسیٰؒ
۹۔ شیخ محمدؒ

صاحبزادوں کے علاوہ آپ کے بعض پوتوں اور نواسوں نے بھی آپ کی تعلیمات
اور برکات سے فیض اٹھایا۔ آپ کی اولاد کا تعارف مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ حضرت شیخ عبدالوہابؒ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے کا اسم گرامی
شیخ سیف الدین عبدالوہاب ہے۔ آپ ماہ شعبان ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ
نے علم فقہ اور حدیث کی تعلیم اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کی اس کے بعد مزید تعلیم
حاصل کرنے کی غرض سے بلخ، بخارا اور عجم کے دور دراز علاقوں میں گئے۔ اس
طرح تقریباً بیس سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کر لی اور
۵۴۳ھ میں سیدنا غوث اعظمؒ کی زیر نگرانی انھیں کے مدرسہ میں درس دینا شروع
کیا۔ زبردست واعظ تھے اور "شیریں کلام" کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت کے
وصال کے بعد فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ نے سنبھال لیا اور ان کے مدرسے کا سارا

کام سنبھالا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے علم و فضل بھی حاصل کیا۔ آپ کے تمام بھائیوں میں علوم ظاہری و باطنی اور فضل و کمال میں آپ جیسا کوئی بھی نہیں ہوا۔ گویا سرکار غوث اعظمؒ کے آپ ہی حقیقی جانشین تھے۔ آپ ایسے با مروت، کریم النفس صاحب جود و سخا اور با اخلاق تھے کہ خلیفہ ناصر الدین نے آپ کو ستم رسیدہ اور مظلوموں کی معاونت اور فریاد رسی پہ مامور کیا تھا۔ آپ نے اس عظیم الشان و عظیم المرتبت خدمت کو اس حد تک مناسب طور پہ انجام دیا کہ آپ کو عام مقبولیت حاصل ہوگئی۔ آپ اعلیٰ درجے کے فقیہہ بڑے زبردست فاضل و متین ادیب اور شیریں کلام واعظ تھے۔ تصوف میں آپ نے دو کتابیں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار تصنیف فرمائی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی آپ کی تصنیفات پائی جاتی ہیں

۲۵ شعبان ۵۹۳ھ میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کو بغداد ہی میں دفن کیا گیا آپ کے ایک صاحبزادے شیخ عبدالسلامؒ نے بڑی شہرت حاصل کی۔ وہ اپنے دادا سیدنا غوث اعظمؒ اور والد ماجد دونوں سے فیض یاب ہوئے اور مدتوں تک بغداد میں درس و تدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیا۔

۲۔ شیخ عبدالرزاقؒ

حضرت شیخ حافظ عبدالرزاق تاج الدینؒ بھی حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے صاحبزادے تھے آپ اپنی دینی خدمات اور علمی قابلیت کی بنا پر سراج العراق، جمال الائمہ، فخر الحفاظ اور شرف الاسلام کے القاب سے مشہور تھے۔ آپ کی ولادت عراق میں ۱۸ ذیقعدہ ۵۲۸ھ میں ہوئی۔ فقہ کی تعلیم اپنے والد بزرگوار ہی سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ حدیث کی تعلیم میں دوسرے نامور علماء سے بھی استفادہ کیا آپ بڑے محدث اور جید فقیہہ تھے۔ آپ صداقت، تواضع و انکساری اور اخلاق حسنہ میں پورے عراق میں بڑے شہرت یافتہ تھے۔ شروع شروع میں بے پناہ لوگوں نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے حلقہ درس سے

بڑے بڑے جید علماء کرام پیدا ہوئے۔ مگر جوں جوں راہ سلوک پر استقامت حاصل کرتے گئے تو آپ عوام سے کنارہ کش ہوتے گئے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ تیس سال تک مراقبہ میں رہے اور ایک بار بھی آسمان پر نگاہ نہ اٹھائی آپ ۷ شوال ۶۰۳ھ کو بغداد میں واصل بحق ہوئے۔ اور باب حرب میں دفن کیے گئے جب آپ کی نماز جنازہ کا اعلان ہوا تو مخلوق کا اتنا زبردست اژدہام ہوگیا کہ شہر کے باہر لے جا کر نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ اس کے بعد آپ کا جنازہ جامع رصافہ میں لے جایا گیا اور یہاں پر بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس طرح متعدد جگہوں پر آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

آپ کے صاحبزادوں میں شیخ ابو صالحؒ، شیخ ابو المحاسن فضل اللہؒ، شیخ عبدالرحیمؒ، شیخ سلیمانؒ اور شیخ اسمٰعیل بہت مشہور ہوئے۔ شیخ ابو صالح نصرؒ مدت تک بغداد کے قاضی القضاۃ رہے۔ اپنے دور کے امام وقت تسلیم کیے جاتے ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ شرف الدین عیسیٰؒ

آپ بھی حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے صاحبزادگان میں سے تھے۔ آپ نے بھی ظاہری علوم کی تکمیل اپنے والد محترم ہی سے کی۔ اسلامی اور شرعی علوم میں کمال دسترس حاصل کی۔ آپ نہایت بلند پایہ واعظ، مفتی اور صوفی تھے۔ مدتوں درس و تدریس میں مشغول رہے پھر مصر چلے گئے۔ اور وہاں بھی تبلیغ و ہدایت کا کام جاری رکھا۔ اور شعر و سخن کا مذاق بھی رکھتے تھے۔ کئی تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں۔ آپ نے ۵۷۳ھ میں وفات پائی۔

۴۔ حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیمؒ

آپ بھی حضرت غوث اعظمؒ کی اولاد امجاد سے تھے۔ تعلیم و تربیت کے ابتدائی مراحل بھی اپنے والد محترم کی زیر نگرانی طے کیے۔ آپ کی طبع متواضع اور صوفی منش

تھی۔ دن رات کا بیشتر حصہ عبادتِ الٰہی میں گزارتے۔ رات کو توبہ استغفار گریہ زاری بہت کرتے۔ آپ کو منازلِ طریقت پر کامل عبور حاصل تھا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے علم طریقت و تصوف حاصل کیا۔ بغداد کی سکونت ترک کر کے واسط میں مقیم ہو گئے تھے۔ وہیں ۵۹۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔

۵۔ حضرت شیخ ابوبکر عبدالعزیزؒ

آپ کی ولادت ۲۸ شوال ۵۳۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے حدیث کا درس اپنے والد ماجد سے لیا اس کے علاوہ ابو منصور عبدالرحمٰن بن قزاز سے فقہ اور حدیث کی تعلیم کو مکمل کیا۔ آپ حضرت غوث اعظمؒ کے ان صاحبزادوں میں سے ہیں جنہوں نے والد محترم کے وصال کے بعد باضابطہ طور پر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور غوث پاک کی مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز رہے۔ بہت سے علماء نے آپ سے استفادہ کیا آپ بڑے متقی، زاہد اور عابد تھے۔ انکسار، صالحیت کی خوبی آپ میں بہت نمایاں تھی۔ ۵۸۰ھ میں آپ بغداد سے جبال چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ۱۰ ربیع الاول ۶۰۲ھ میں جبال ہی میں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کے ایک صاحبزادے شیخ محمد بڑے جید عالم ہوئے اور ہزاروں لوگوں کو دینی و روحانی فوائد سے مستفیض کیا۔

۶۔ حضرت شیخ عبدالجبارؒ

آپ نے فقہ کی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور شیخ قزاز ابو منصورؒ سے حدیث سنی۔ اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے۔ حسنِ اخلاق، اتباعِ رسول، عبادت اور ریاضت و مجاہدہ میں منفرد تھے۔ ابھی جوان ہی تھے کہ ۵۷۵ھ میں پیغام قضا آ پہنچا۔ اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

۷۔ حضرت شیخ یحییٰؒ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے لڑکوں میں سے ایک شیخ یحییٰ بھی تھے۔ ان کی ولادت ۶ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے تعلیم سیدنا غوث اعظمؒ اور شیخ محمد عبدالباقیؒ سے حاصل کی۔ حسنِ اخلاق اور ایثار نفس میں یگانۂ روزگار تھے۔ کافی لوگوں نے آپ سے علمی استفادہ بھی کیا۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ لڑکپن کے زمانہ ہی میں آپ بغداد چھوڑ کر مصر چلے گئے اور وہاں آپ کا ایک لڑکا بھی پیدا ہوا جس کا نام عبدالقادر رکھا۔ آپ اپنی کبر سنی کے زمانہ میں اپنے فرزند کے ہمراہ واپس آئے اور پھر تادمِ آخر بغداد ہی میں ۱۵ شعبان ۶۰۰ھ میں آپ کا وصال ہوا اور بغداد ہی میں دفن ہوئے۔ حضرت عبدالوہابؒ کے پہلو میں آپ کا مزار اقدس ہے۔

۸۔ حضرت شیخ موسیٰؒ

حضرت شیخ موسیٰؒ کی پیدائش ۵۳۵ھ میں ہوئی۔ آپ بھی حضرت غوث اعظمؒ کے جلیل القدر صاحبزادگان میں سے تھے۔ آپ کو سراج الفقہاء اور زین المحدثین کہا جاتا تھا۔ فقہ اور حدیث کی تعلیم سیدنا غوث اعظمؒ اور شیخ سعید بن البناء سے حاصل کی۔ بغداد کا قیام ترک کر کے دمشق جا بسے۔ مسلک حنبلی کے پیرو تھے اکثر خاموش رہتے تھے اور بڑے بڑے طویل مراقبے کرتے تھے۔ مزاج میں فروتنی اور انکسار حد سے زیادہ تھا۔ آخر عمر میں بہت سے امراض نے آ دبوچا لیکن آپ نے کمال صبر و ضبط کے ساتھ ان امراض کے دکھ برداشت کیے۔

جمادی الآخر ۶۱۸ھ میں دمشق میں آپ نے وفات پائی۔ مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اور جبل قاسیون میں دفن کیے گئے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مطالعے سے تزکیۂ القلوب کی راہنمائی ہوتی ہے اگر کوئی اس کتاب پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائے تو اس میں عقائد اور اعمال کی صحت پیدا ہو جائے گی۔ اس کتاب کا فارسی میں ترجمہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کیا اور اردو میں بھی کئی تراجم ہو چکے ہیں۔

۳۔ فتح ربانی

یہ کتاب حضرت غوث اعظمؒ کے خطبات کا مجموعہ ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے اور اس کا مکمل نام "الفتح ربانی والفیض الرحمانی" ہے۔ اس کتاب میں آپ کے ۶۲ وعظ ہیں۔ ان خطبات کا ایک ایک حرف دل سے نکلا ہے اور اسی بنا پر وہ دل کی گہرائیوں میں اپنی جگہ تلاش کرتا ہے یہ آپ کے دو سالہ ارشادات و مواعظ کا ملخص ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے۔ اس کتاب کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نواسے سید عفیف الدین مبارکؒ نے مرتب کیا ہے اور انھوں نے اس کتاب کو اس قدر عمدگی سے تحریر کیا ہے کہ پڑھ کر قلب بے اختیار متاثر ہوتا ہے اور نہایت سرور و کیف حاصل ہوتا ہے تشنگانِ ہدایت کے لیے یہ ایک چشمۂ شیریں ہے۔ جس کا آبِ مصفا سیراب ہونے والوں کے دلوں سے ہر قسم کے میل دھو ڈالتا ہے۔ اس کتاب کا بھی فارسی اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

اہلِ علم کا کہنا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ ان مواعظ و ارشادات کو کتاب میں پڑھنے سے وہ لذت حاصل نہیں ہو سکتی جو سامعین و حاضرینِ مجلس کو دہن شیخ سے سن کر حاصل ہوا کرتی تھی۔ لیکن چونکہ کلمات اور الفاظ وہی ہیں جو آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا کرتے تھے اس لیے جتنا لطف آج بھی ان میں چھپا ہوا ہے وہ متفرق کتابوں یا دوسروں کی تصانیف کے پڑھنے سے نہیں آ سکتا۔

اس کتاب کے الفاظ میں اتنی تاثیر ہے کہ آج بھی اگر کوئی سچے دل سے سلوک قادریہ پر گامزن ہونا چاہے تو وہ اس کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کا باطن کھلنے کی امید ہو سکتی ہے۔

۴۔ مکتوبات محبوب سبحانیؒ

یہ کتاب آپ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے جو آپ زندگی بھر اپنے ملنے والوں کو لکھتے رہے۔ ان خطوط کو آپ کے وصال کے بعد کتابی صورت میں اکٹھا کر لیا گیا ان خطوط میں معرفت اور طریقت کے اسرار و رموز ہیں۔ ایسے ایسے لطیف نکات ہیں کہ انسان بے اختیار سر دھننے لگتا ہے۔ مکتوبات کے پیرائے میں آپ نے علم و عرفان کے وہ موتی بکھیرے ہیں کہ طبیعت انھیں چنتے چنتے سیر نہیں ہوتی۔

۵۔ سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار

اس کتاب میں مقامات تصوف اور منازل سلوک بیان کی گئی ہیں۔ یہ کتاب عربی میں ہے اور عرصہ سے نایاب تھی مگر اولادِ غوث اعظمؒ میں سے صاحب علم حضرت نے اسے چھپوا کر پھیلا دیا ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ یہ کتاب بے حد مفید ہے اور خواص صوفیا اور قادری سالکان کے لیے نادر تحفہ ہے۔

۶۔ رسالہ غوث اعظمؒ

یہ رسالہ بھی غوث اعظم کی تصنیف ہے اس رسالہ میں آپ نے ان الہامات کو قلمبند کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وارد ہوئے۔ یہ الہام اسرار و رموز پر مبنی ہے۔ اہل طریقت کے لیے یہ رسالہ ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ اس رسالے کے مطالعے سے حقیقت کی طرف بہت جلد رہنمائی ہوتی ہے بشرطیکہ وہ راہ حقیقت کا سچا طالب ہو۔

۷۔ جلاء الخواطر

"جلاء الخواطر من کلام شیخ عبدالقادر" بھی حضرت غوث اعظمؒ کی ۴۵ مجالس کے ارشادات کا مجموعہ ہے جو جمعہ ۹ رجب ۵۴۶ھ سے شروع ہوئے اور ۲۴ رمضان ۵۴۶ھ کو ختم ہوئے۔ حضرت شیخ کے ان مواعظ کو آپ کے فرزند شیخ عبدالرزاقؒ نے اپنے دستِ مبارک سے لکھا۔ عرصہ دراز تک جلاء الخواطر قلمی مخطوطہ رہا مگر اب عربی اور اردو میں چھپ گیا ہے۔ یہ مواعظ بھی بالکل فتح ربانی کی طرح ہیں ان تقریروں میں حضرت غوث اعظمؒ نے نیک اور صالح بننے کے لیے بہت زیادہ ترغیب دی ہے اردو میں اس کا ترجمہ مولوی محمد عبدالکریم طفلی نے کیا ہے

جسے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے بسعی شفقت جیلانی خان مکتبہ نبویہ لاہور نے شائع کیا۔

نیز آپ نے چودہ قصائد بھی اپنی یادگار چھوڑے ہیں جن میں قصیدہ غوثیہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی ہے۔ یہ قصائد نہایت فصیح و بلیغ اور پرتاثیر ہیں اور ان کے پڑھنے سے عجیب فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے نو قصائد اصل عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ کتاب مظہر جمال مصطفائی مترجم صوفی سید نصیرالدین گیلانی میں شائع ہو چکے ہیں۔

۸۔ متفرق کتب

مندرجہ بالا تصانیف کے علاوہ السبوع شریف اور درود کبریت احمر اور درود اکسیر اعظم بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ سبوع شریف ہفتہ بھر کے تمام ایام کا وظیفہ ہے۔ ان کے علاوہ آپ کی ایک مناجات ہے جو تین اشعار پر مشتمل ہے اور جبل کاف کے نام سے مشہور ہے۔ دنیائے علم و ادب میں اس کا نہایت بلند درجہ ہے۔

اذکار سلسلۂ قادریہ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے بیشمار لوگوں کو اپنی راہنمائی میں منازل سلوک طے کروائیں اور ان کی تربیت جن اذکار اور طریقہ سے ہوئی وہ طریقت قادریہ کہلائی اور جو شخص اس طریقت پر عمل پیرا ہو جاتا ہے وہ بہت جلد روحانی منازل کے حصول کی طرف گامزن ہو جاتا ہے اور اس طریقت میں فیض بہت زیادہ ہے اس طریقت کی بنیاد اتباع شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے آپ کے فیض سے جس نے بھی اکتساب کیا اس نے اسی طریقہ سے کیا اس لحاظ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں نسبت بڑی تاثیر انگیز ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کا طریقہ تربیت اور ذکر حسب ذیل ہے:

ذکر اسم ذات

سلسلہ قادریہ کا پہلا ذکر اسم ذات بالجہر ہے یعنی لفظ اللہ کا بلند آواز سے ذکر کرنا ہے۔ ذکر جہر اعتدال میں رہنا چاہیئے آواز نہ زیادہ بلند ہو اور نہ زیادہ ہلکی ہو۔ بلکہ درمیانی ہو۔ ذکر جہری انسان کو ذکر کا عادی بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔

ذکر جہری کی کئی قسمیں ہیں خواہ ایک ضربی ہو یا دو ضربی یا سہ ضربی یا چہار ضربی۔

یک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دو زانو بیٹھ کر سانس کو ناف تلے بند کرے اور لفظ اللہ کو شد و مد اور جہر کے ساتھ ناف سے اٹھا کر قلب پر ضرب لگائے پھر سانس ٹھکانے آنے تک ٹھہر جائے اور اس طرح بار بار ذکر کرے۔

دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دو زانو بیٹھ کر سانس بدستور سابق روکے اور اللہ کو با آواز بلند زور اور قوت سے اٹھا کر ایک ضرب زانوئے راست پر اور دوسری قلب پر لگائے اور اسی طرح بار بار فصل کرے۔

سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چار زانو بیٹھے۔ اور ایک بار دائیں زانو پر
دوسری بار بائیں زانو پر اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے۔ تیسری ضرب کو
بلند تر ہونی چاہیے۔

چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چار زانو بیٹھے۔ پھر تین ضرب مذکورہ سہ ضربی کی
مانند لگائے۔ چوتھی ضرب بہ شد و مد اپنے روبرو زمین پر مارے۔

ذکر نفی اثبات

منجملہ ذکر جہری کے نفی اثبات بھی ہے جسے مشائخ کرام
اسم ذات کے ذکر کی مشق کے بعد تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ
یہ ہے کہ ذاکر بطور نماز روبقبلہ بیٹھے اپنی آنکھیں بند کرے اور دم روک کر لفظ لا
کو ناف سے اٹھاتا ہوا دائیں کندھے سے لے جا کر پس پشت ڈال دے گویا کہ تمام
امام اور عقب طے ہو جائے پھر وہاں سے اِلٰہ کو دماغ تک پہنچا کر خود دائیں طرف
مخاطب ہو جائے اور خیال کرے کہ میں نے تمام عالم کو پس پشت ڈال دیا ہے سب
کچھ فانی ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ فوق اور یمین بھی طے ہو گیا ہے۔ پھر اِلَّا اللّٰہ کو
دائیں طرف سے بائیں طرف قلب پر لے جا کر بشد و مد ضرب کرے کہ لب بھی
ہو جائے اور خیال کرے کہ سوائے اللہ کے تمام عالم فنا ہو گیا ہے اب فقط اللہ کی
محبت میرے قلب میں ہے۔

واضح ہے کہ ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے اور ان کے مکانات کی رعایت
میں سر اور راز یہ مضمر ہے کہ انسان مخلوق ہے۔ آوازوں پر کان دھرنا، نغمات کو سننا
جہات مختلفہ کی طرف متوجہ ہونا اور باتوں اور خطرات کا اس کے قلب میں گزرنا
اس کی جبلت اور سرشت میں داخل ہے تو علمائے طریقت نے اپنے غیر کی طرف
متوجہ ہونے کو روک دینے اور خطرات بیرونی کو آنے سے باز رکھنے کا یہ طریقہ نکالا
تاکہ اس کی توجہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی ٹوٹ کر اس کا دھیان صرف اللہ
پاک ہی سے لگ جائے۔

اس طرح پیشوایان طریقت نے اذکار مخصوصہ کے واسطے جلسات معین

ایجاد کیے ہیں جنھیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے صافی الذہن مرد اور علوم حقہ
کا عالم دریافت کرتا ہے۔

بعض صورت میں کسر نفسی ہے بعض جلسہ میں خشوع و خضوع ہے۔ بعض میں
جمعیت خاطر اور دفع وسواس ہے اور بعض میں نشاط ہے اور یہی سر نماز کے قومہ
جلسہ، رکوع، سجود اور قیام و قعود وغیرہ میں ہے۔ اور اسی بھید کی وجہ سے سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کولھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونے سے منع فرمایا ہے کہ یہ اہل نار
کی شکل ہے۔ اس واسطے کہ اکثر ہیئات میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے۔
جو سرگرمی عبادت کا منافی ہے۔

ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے امور کو جو اذکار مخصوصہ میں خاص صفت کے لیے
ایجاد کیے گئے ہیں۔ مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے۔

اہل سلوک کو چاہیے کہ مجتمع ہو کر نماز فجر یا عصر کے بعد حلقہ کر کے ذکر الٰہی کریں۔
اجتماع میں جو فوائد ہیں وہ تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے۔

ذکر خفی

پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ہو اور اس کا نور اس میں دکھائی دے
تو اس کو ذکر خفی کا حکم دیا جائے۔ اس ذکر جلی کے اثر سے یہ
مراد ہے کہ قلب میں تحریک ذوق و شوق پیدا ہو اور خدا کے نام سے دل میں اطمینان
تسلی، تسکین، چین اور راحت حاصل ہو۔ وسواس دور ہو جائیں اور حق تعالیٰ
کو اس کے ماسوائے پر مقدم رکھے۔

جو شخص دو ماہ یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ تک مذکورہ شرائط کے ساتھ فی
یوم چار ہزار بار اسم ذات کے ذکر پر مداومت کرے تو ان شاء اللہ وہ اپنے قلب
میں ضرور یہ اثر مشاہدہ کرے گا اور نور اور سرور اور طمانیت پائے گا خواہ ذاکر
کیسا ہی کم فہم کیوں نہ ہو۔

پہلا ذکر اذکار خفیہ میں سے اسم ذات ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی دونوں
آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے "اَللّٰہُ سَمِیْعٌ" کہہ کر

ناف سے سینہ تک چڑھے۔ پھر اپنے تصور میں "اَللّٰہُ بَصِیْرٌ" کہہ کر سینہ سے دماغ تک پہنچے۔ پھر وہاں سے "اَللّٰہُ عَلِیْمٌ" کہہ کر عرش تک پہنچے۔ پھر یہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اترے۔ "اَللّٰہُ عَلِیْمٌ" کہتا ہوا عرش سے دماغ پر اترے اور "اَللّٰہُ بَصِیْرٌ" کہتا ہوا دماغ سے سینہ پر اترے اور پھر "اَللّٰہُ سَمِیْعٌ" کہتا ہوا سینہ سے ناف پر اترے اور اسی طرح پھر بار بار کرتا ہے۔ اس طریقہ کے بعض لوگ اس میں "اَللّٰہُ قَدِیْرٌ" کو بھی زیادہ کرتے ہیں اگر اللہ قدیر کا اضافہ کرے تو تیسری بار آسمان تک پہنچے اور چوتھی بار عرش تک۔

پاس انفاس

اذکار خفیہ میں سے دوسرا ذکر نفی و اثبات ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر بیدار، ہوشیار اور اپنے حال پر آگاہ ہے جب دم بخود باہر نکلے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی لَا اِلٰہَ کا تصور کرکے خیال کرے کہ میں نے جملہ ماسوی اللہ کو اپنے جسم سے نکال دیا ہے اور بذریعہ "لا" نفی کرتا ہوں۔

پھر جب سانس خود بخود بغیر ارادہ اور قصد کے اندر جائے تو لفظ "اِلَّا اللّٰہ" کہتا ہوا قلب پر پہنچے اور خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام اشیا فنا ہوگئی ہیں اور لفظ اللہ کا نقش دل پر قائم رہ گیا ہے۔

بزرگانِ طریقت نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے اور خطرات و وساوس کے دفع کرنے میں اس کا بڑا اثر ہے۔

مراقبہ

پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو تو اسے مراقبہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ ذکر خفی کے اثر سے مراد شوق، محبت الٰہی کا غلبہ، اس کی طلب میں ہمت کا جم جانا، سکوت میں حلاوت پانا اور اشغال و امور دنیوی سے متنفر ہو جانا وغیرہ ہے۔

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا اللہ تعالیٰ کے نام پاک کو زبان یا تصور سے پڑھے پھر اس کے معنی کی طرف متوجہ ہو کر اس لفظ کے مفہوم میں اس طرح

مستغرق ہو جائے کہ ماسوائے اس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے۔ اسے مراقبہ کہتے ہیں۔

مراقبہ حضور حق تعالیٰ یہ ہے کہ سالک زبان سے کہے یا جناں میں خیال کرے کہ "اللّٰہ حاضری اللّٰہ ناظری اللّٰہ معی" پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور معیت، اور ساتھ ہی اس ذاتِ مقدس کے جہت اور مکان سے پاک ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے یہاں تک کہ تصور جم جائے کہ اس میں مستغرق ہو جائے۔

طریقہ معیت

یا اس آیت کا تصور کرے وھو معکم اینما کنتم یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہونے کو قیام، قعود، خلوت وجلوت اور شغل و بیکاری میں دھیان کرے۔

اقسام مراقبہ قرآنیہ

یا یہ آیت پڑھے: اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ (جدھر تم متوجہ ہو وہاں اللہ کی ذات ہے)

یا یہ آیت پڑھے: الم یعلم بانّ اللّٰہ یری۔ (کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے)

یا اس آیت کا مراقبہ کرے: نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم انسان کی رگ گردن سے بھی قریب ہیں۔)

یا اس آیت کا تصور کرے: واللّٰہ بکل شیءٍ محیط۔ (اللہ ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔)

یا اس آیت کا دھیان کرے: انّ ربی معی سیھدین (یقیناً میرا اللہ میرے ساتھ ہے وہ مجھے ہدایت کرے گا)

یا اس آیت کا مراقبہ کرے: ھو الاول والاخر والظاھر والباطن (اللہ تعالیٰ اول ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ آخر ہے جو بعد فنائے عالم باقی رہے گا، ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے، باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل کا تعلق ہونے کے واسطے از حد مفید ہیں۔

مراقبہ فنا

وہ مراقبہ جو قطع علائق، تجرد تام، سکر، محو، بیہوشی اور فنا کے لیے مفید ہے اور اس آیت کا مراقبہ ہے: **کل من علیہا فان** ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام (جو کچھ زمین پر ہے وہ نیست نابود ہونے والا ہے اور باقی صرف تیرے رب کی ذات رہے گی جو بڑائی اور بزرگی والا ہے)

حضرات قادریہ کے درمیان اس مراقبہ فنا کا اکثر معمول ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو تصور کرے کہ مر کر فنا ہو گیا ہے اور ایسی راکھ ہو گیا ہے جسے ہوائیں اڑاتی ہیں۔ ہر شے کی ترکیب اور شکل مٹ گئی ہے اور ایک ایسی ہوا غیب سے چلی کہ اس نے پرزے پرزے اڑا کر تمام عالم کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ اس تصور پر دیر تک قائم رہے۔ شغل فنا بخوبی حاصل ہوگا۔

مراقبہ نیستی

اس طریقہ مذکورہ ذیل کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے۔ آیت یہ ہے:

"ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم۔ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ" (یقیناً جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں ملنے والی ہے۔ جہاں کہیں بھی تم ہوگے موت تمہیں پالے گی اگرچہ تم اونچے اور مضبوط برجوں میں ہوگے)

توحید افعالی

جس طالب میں مراقبہ کا اثر ظاہر ہو جائے اور اس کا نور مشاہدہ ہو تو اسے توحید افعالی کا امر کیا جائے۔ توحید افعالی یہ ہے کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو خدا تعالیٰ کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمر کی طرف سے رہنا کہ غیر حق سے نہ خوف [illegible]

نے فرمایا: ؎

دریں نوع از شرک پوشیدہ ہست
کہ زیدم بیازرد و عمروم نخست

آئندہ حالات کا معلوم کرنا

آئندہ حالات کے کشف کے لیے چاہیے کہ طالب اچھی طرح غسل کرے پاکیزہ کپڑے پہنے۔ خوشبو لگائے اور خلوت میں مصلی پر بیٹھے۔ پھر حق تعالیٰ سے بسعی تمام دعا کرے کہ فلاں واقعہ کو مجھ پر ظاہر کر دے۔ پھر اسم ذات یا علیم یا مبین یا خبیر اسمائے مذکورہ کا ان شرائط کے ساتھ جیسا کہ یک ضربی طریق یا سہ ضربی طریق میں بیان ہوا ہے با ضرب ذکر کرے یہاں تک کہ اپنے قلب میں کشائش اور نور کو پالے اور سات دن تک اس پر مداومت کرے۔ انشاء اللہ اس پر کشف حال ہوگا۔

کشف ارواح

مشائخ قادریہ نے کہا ہے کہ جو طریق کشف ارواح کے لیے ہمارا مجرب ہے کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ داہنی طرف سبوح کی ضرب لگائے اور بائیں طرف قدوس کی اور آسمان میں رب الملئکۃ اور دل میں والروح کی۔

حاجت روائی کے لیے

حل مشکلات کے لیے یہ طریقہ ہے کہ رات کو شرائط مذکورہ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر ممکن ہو۔ پھر دائیں طرف کی ضرب لگائے . . . اور بائیں طرف یا وہاب کی۔ اسی طرح ہزار بار کرے۔

انشراح خاطر

انشراح خاطر کا یہ طریقہ ہے کہ حبس نفس "اللہ" کی ضرب دل پر لگائے پھر "لا الٰہ" ناف سے پس پشت لے جا کر دماغ پر چھوڑ دے پھر دائیں طرف "الا" کہے پھر بائیں طرف قلب پر "ہو" کی ضرب دے پھر "الحی" کی ضرب دائیں طرف اور "القیوم" کی ضرب بائیں طرف لگائے۔

دفع امراض جب شفائے مریض، بھوک کو دفع کرنے، کشائشِ رزق، یا مغلوبیِ دشمن منظور ہو تو حسبِ مراد اسمائے حسنہ میں سے کوئی اسم لے کر باقاعدہ دو ضرب، سہ ضرب یا چہار ضرب کا ذکر کرے مثلاً شفائے مریض کے لیے "یا شافی" کشائش رزق کے لیے "یا رزاق" بھوک دفع کرنے کے لیے "یا صمد" اور مغلوبیِ دشمن کے لیے "یا قادر" کہے۔

اسی طرح اسمائے حسنیٰ کو اپنے مطلب کے موافق مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ذکر کرے۔

وظائفِ غوثیہ

حضرت شیخ وجیہہ الدین بغدادیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ سے اوراد و وظائف اور ان کی تاثیر کے بارے میں دریافت کیا۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ اعمال و وظائف کی تاثیر برحق ہے مگر وظیفہ پڑھنے والے میں اعلیٰ درجہ کا ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور ایمان بالقدر کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ عامل کو شرک سے مبرا ہونا چاہیئے۔ رزق حلال کمانا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنی چاہیئے۔ عبادت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اکثر با وضو رہنا چاہیئے۔ ظاہری اور باطنی طہارت کی پابندی بھی ضروری ہے۔ پانچوں وقت کی نماز کی پابندی سے بھی وظائف کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تہجد کی نماز کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ اوراد و وظائف پڑھتے وقت خشوع و خضوع بھی قائم رکھنا چاہیئے تاکہ رقتِ قلب پیدا ہو اور عمل بارگاہِ رب العزت میں درجہ قبولیت پا جائے۔ عمل شروع کرنے سے پہلے صدقہ و خیرات کرنا بھی ضروری ہے۔ حرام سے اجتناب کرنا چاہیئے اگر پڑھنے والے میں مسکین نوازی ایثار، صبر اور صداقت کی خوبیاں بھی پیدا ہو جائیں تو اس کے لیے بہت بہتر ہوگا بہر حال حضرت غوث اعظمؒ کی بیان کردہ شرائط پر وظیفہ پڑھنے سے پہلے عمل کر لینا بہت اچھا ہے۔ (مناقب طیب)

حضرت جعفر بن سعید بغدادی کا کہنا ہے کہ ربیع الاول ۱م ۵ ھ میں حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت اقدس میں جب میں حاضر ہوا تو آپ کی زندگی کا یہ دور وہ تھا کہ آپ خدمتِ خلق میں مصروف تھے۔ آپ کی ذات اقدس کو آسمانِ عظمت کے ستاروں میں مہرِ درخشاں کی حیثیت حاصل تھی۔ قطبیت کبریٰ کا مرتبہ

آپ کو حاصل ہو چکا تھا آپ بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ ہدایت پر لا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ مجھے ایسا عمل بتا دیں جو میرے لیے دین و دنیا میں بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو صبر کا عادی بنا لے۔ توحید سے محبت کر ہمیشہ پکڑ ظاہر رہ۔ نماز تہجد سے غافل نہ ہو۔ عبادت میں خشوع و خضوع پیدا کر صدقہ و خیرات میں تاخیر نہ کر۔ قرآن پاک اور سنت پر عمل کر۔ مال حرام سے اجتناب کر۔ ذکر الٰہی سے محبت کر۔ ادب رسولؐ اور محبت رسولؐ کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے، صداقت اور ریاضت سے کام لے اس کے بعد تیرا ہر عمل بڑا موثر ہو جائے گا۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے چند اعمال و وظائف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ صلوٰۃ غوثیہ اور فریاد رسی

ابو معالی کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ شیخ ابوالحسن علی جناز سے بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزاز کی زبانی سنا ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت سیدی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد رسی چاہتا ہے۔ وہ مصیبت اس سے ٹال جاتی ہے اور جو شخص کسی تکلیف میں مجھے میرے نام سے پکارتا ہے وہ تکلیف اس سے اٹھالی جاتی ہے اور جو شخص اپنی کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرا توسل اختیار کرتا ہے اس کی وہ حاجت پوری کر دی جاتی ہے اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور آپ کا ذکر کرے۔ اس کے بعد عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت طلب کرے تو اللہ کے فضل و کرم سے اس کی وہ حاجت پوری کر دی جائے گی۔

۲۔ استخارہ غوثیہ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے استخارہ کے تین طریقے بیان فرمائے ہیں:

پہلا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ اس طرح

پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ بار یہ درود شریف پڑھیں:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاهُ۔"

اس کے بعد یہ کلمات ایک ایک سو بار پڑھیں:

يَا عَلِيْمُ عَلِّمْنِيْ ✧ يَا بَشِيْرُ بَشِّرْنِيْ
يَا خَبِيْرُ اَخْبِرْنِيْ ✧ يَا مُبِيْنُ بَيِّنْ لِيْ

اس کے بعد سو جائیں انشاء اللہ خواب میں جواب مل جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز عشا بستر پر بیٹھ کر ایک ہزار مرتبہ يَا هَادِيْ يَا رَشِيْدُ يَا خَبِيْرُ کا ورد کرے اور پھر کسی سے کوئی بات کیے بغیر سو جائے انشاء اللہ خواب میں جواب مل جائے گا۔ اگر نہ ملے تو دوسری رات پھر یہ عمل کرے دوسری رات بھی جواب نہ ملے تو تیسری شب پھر یہ عمل کرے۔ انشاء اللہ ضرور جواب ملے گا۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اس کے بعد سر شمال کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف کرکے الظاهر الباسط پڑھتا ہوا سو جائے انشاء اللہ خواب میں جواب مل جائے گا۔

۳۔ عمل برائے زیارت رسول اللہؐ

اگر کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہو تو وہ دوشنبہ کی رات کو پاک صاف ہو کر نیا لباس پہنے۔ خوشبو لگائے اور نماز عشاء کے بعد پوری یکسوئی سے

محفوظ رہنے کے لیے نہایت عجیب الاثر ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت نمازِ نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ پھر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ يَا رَبِّیْ اَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَ اَلْتَمِسُ رِضْوَانَكَ اَللّٰهُمَّ نَجِّنِیْ مِنْ عَذَابِكَ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ"

پھر جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اپنی آرزو بارگاہِ رب العزت میں پیش کرے۔ بہت جلد اثر ظاہر ہوگا۔

صلوٰۃ اسباع الایام یا عمل بلندیٔ درجات

بلند درجات اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے لیے

صلوٰۃ اسباع الایام کا پڑھنا انتہائی مفید ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زوال کے بعد وضو کریں اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھیں اور دو رکعت نمازِ نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص ایک ایک بار پڑھ کر سو بار یَا قَہَّارُ اور سو بار یَا رَافِعُ کا ورد کریں۔ سلام پھیرنے کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس کی حمایت اور نصرت کے لیے دعا مانگیں۔

عمل برائے زیارت غوث الاعظمؓ

اگر کسی شخص کو جناب غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت کا اشتیاق ہو تو وہ آدھی رات کے وقت اٹھ کر غسل کرے اور برہنہ سر کھڑے ہو کر دو رکعت نمازِ نفل بہ نیت کشف الروح اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین بار سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد جائے نماز پر کھڑا ہو جائے اور اپنے دل میں

سیدنا غوث الاعظمؓ کا تصور کرکے دو سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

"یا پیراں سید محی الدین احضروا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى نُوْرِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ"

پھر کسی سے بات کیے بغیر سو جائے۔ ان شاء اللہ خواب میں سیدنا غوث اعظمؓ کی زیارت نصیب ہوگی۔ اگر پہلے دن گوہرِ مقصود حاصل نہ ہو تو تین دن تک یہ عمل کرے ان شاء اللہ مراد بر آئے گی۔

چہل کاف

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے تین عربی اشعار ہیں جنھیں چہل کاف کہا جاتا ہے کیونکہ ان اشعار میں آپ نے لفظ کاف کو چالیس مرتبہ استعمال کیا ہے۔ آپ نے یہ عربی اشعار مناجات کے طور پر اپنے دل کو مخاطب کر کے کہے ہیں۔ ان بیش بہا اشعار میں نورِ معرفت جھلکتا ہے اور یہ آپ کے شاعرانہ کمالات کا مظہرِ اتم ہیں۔ یہ اشعار نہایت اعلیٰ و ارفع عربی زبان میں ہیں اور عوام الناس کو ان کے سمجھنے حتیٰ کہ پڑھنے میں بھی سخت دقت محسوس ہوتی ہے۔ انھیں سمجھنے کے لیے یہ اشعار مع ترجمہ پیش خدمت ہیں:

(١) كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةً
كِفْكَافُهَا كَكَمِينٍ كَانَ مِنْ كَلَكِ

(اے عبدالقادر: تیرے رب نے بہت سی اتفاقیہ مصیبتوں میں تیری کفایت کی اور اب بھی وہ ایسی مصیبتوں میں تیری کفایت کرتا ہے اور ان کی مثال یوں ہے جیسے کہ کوئی لشکرِ جرار سے بچ نکلے۔)

یعنی اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ اے میرے دل اللہ تعالیٰ نے تجھے بہت سے خطروں اور وسوسوں سے محفوظ فرمایا ہے اور آئندہ بھی تیری حفاظت کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ ان خطرات اور وسوسوں کے دور ہو جانے یا ان کے رک جانے سے تو غافل اور مطمئن مت ہو۔ یہ تو ایسا ہے جیسے کہ ایک بھاری لشکر چھپ کر گھات لگائے ہوئے ہو کہ کب تجھے غافل پا کر دوبارہ حملہ آور ہو۔

(٢) تَكُرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِي كَبَدٍ
تَحْكِي مُشَكْشَكَةً كَلَكَلُكِ لَكَكِ

(یہ مصائب بار بار آجاتے ہیں۔ وہ ایک مضبوط رسی کی لڑیوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ یکجا ہیں۔ پھر یہ مصائب ایک ایسے نیزہ بردار لشکر کے مشابہ ہیں جو ایک موٹے اور سخت گوشت والے اونٹ کی مانند ہو)

یعنی راہِ معرفت کے خطرات بہت سے ہیں پھر وہ ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ ہیں یعنی ایک ختم ہوتا ہے تو دوسرا سامنے آجاتا ہے اور ان کی مضبوطی ایک موٹے تندرست اونٹ کی مانند ہے۔ مقصد یہ ہے کہ راہِ حق کے خطرے بہت قوی ہیں انھیں اللہ کی مدد اور کرم سے دور کیا جا سکتا ہے۔

(٣) كَفَاكَ مَا بِي كَفَاكَ الْكَافِ كُرْبَتَهُ
يَا كَوْكَبًا كَانَ يَحْكِي كَوْكَبَ الْفَلَكِ

(اے میرے دل: اللہ تعالیٰ نے میرے علم کے مطابق تمام مصیبتوں سے مجھے چھٹکارا دیا جن کا مجھ سے واسطہ پڑا۔ اے ستارے تو ثباتِ بقا اور روشنی میں آسمانی ستارے کی مانند ہے)

یعنی اے میرے دل! جسے میں آسمانی ستارہ کی مانند سمجھتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے جو مجھ پہ نازل ہوئیں، محفوظ رکھا اور آئندہ پریشانیوں سے اور مصیبتوں سے نجات دے اور ان سے تیری حفاظت کرے۔

اور با مؤکل چہل کاف اس صورت سے ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَفَاكَ رَبُّكَ يَا جَنْتَائِيلُ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةً
يَا دُرْدَائِيلُ كِفْكَافُهَا كَكَمِينٍ يَا جِبْرَائِيلُ كَانَ
مِنْ كَلَكَ يَا كَنْكَائِيلُ تَكُرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ يَا
نَعْمَائِيلُ فِي كَبَدٍ تَحْكِي مُشَكْشَكَةً يَا كَلْكَائِيلُ
كَلَكَلُكِ لَكَكِ يَا هَمْزَائِيلُ كَفَاكَ مَا بِي كَفَاكَ
الْكَافُ كُرْبَتَهُ يَا عَزْرَائِيلُ يَا كَوْكَبًا كَانَ تَحْكِي

يَا دَرْدَائِيلُ يَا كَوْكَبَ الْفُلْكِ يَا مِيكَائِيلُ ۞

زکوٰۃ کا پہلا طریقہ

چہل کاف کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ اول تین روزہ رکھے۔ بدھ، جمعرات، جمعہ اور ترک حیوانات جمالی کرے اور شام کو دودھ چاول سے روزہ افطار کرے اور روزانہ ایک فقیر کو دودھ چاول پیٹ بھر کر کھلائے اور روزانہ ایصالِ ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اقدس کو کرے۔ اور تیسرے روز یعنی جمعہ کو صبح کی نماز کے بعد کنارہ دریا جا کر اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور چہل کاف کو گیارہ سو مرتبہ پڑھے بعدہٗ صبح و شام گیارہ گیارہ مرتبہ کا ورد رکھے۔ زکوٰۃ ادا ہوگی اور عمل ہوگا۔ اگر کسی کو آسیب جن، دیو خبیث ایذا دیتا ہوں تو سات مرتبہ سرسوں کے تیل پر پڑھ کر دم کرے اور آسیب زدہ کے دونوں کانوں میں ڈال کر شہادت کی انگلیوں سے کان کے سوراخ بند کرے تاکہ تیل باہر نہ نکلے اور کچھ تیل بدن پر بھی ملے۔ انشاء اللہ آسیب کے جلنے کی بو آئے گی اور بالکل جل جائے گا اور فریاد بھی کرے گا۔ یہ طریقہ آسیب و جنات کے بارے میں سریع النفع ہے۔

چہل کاف کی زکوٰۃ کا دوسرا طریقہ

چہل کاف کی زکوٰۃ کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ میں بروز پنجشنبہ بعد نماز فجر غسل کرے اور روزہ رکھے اور کپڑا بغیر سِلا ہوا پہنے۔ دو رکعت نفل پڑھے۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ایصالِ ثواب ختم خواجگان قادریہ یا چشتیہ پڑھے اور ایک ہزار ایک مرتبہ چہل کاف پڑھے اور سوا سیر گندم کے آٹے کی میٹھی روٹی بنائے اور چار فقیروں کو کھلائے اور شام کو خود روزہ افطار کرے اور پنجشنبہ سے دوشنبہ تک پڑھے۔ ہر روز بعد افطار کے ایک سو سات مرتبہ پڑھے۔ یہ زکوٰۃ پانچ روز کی ہے۔ صبح کو ایک ہزار ایک مرتبہ اور شام کو ایک سو سات مرتبہ روزانہ پڑھے زکوٰۃ ادا ہوگی اور عمل مکمل ہوگا۔ یہ عمل اضافہ رزق کے لیے لاجواب ہے۔

چہل کاف کی زکوٰۃ کا تیسرا طریقہ

اول بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور گیارہ سو گیارہ مرتبہ ایک جلسہ میں پڑھے۔ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اور حرز شریف ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ یعنی پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پھر ایک مرتبہ حرز شریف پڑھے پھر گیارہ سو گیارہ مرتبہ چہل کاف پڑھے پھر ایک مرتبہ حرز شریف پھر گیارہ مرتبہ درود شریف۔ اسی طرح تین روز پڑھے اور ختم خواجگان روز پڑھتا رہے۔ اور روز ہی دودھ کی کھیر بنائے اور ایک فقیر کو کھلائے اور آدھی سے خود روزہ افطار کرے اور طلوع آفتاب کے بعد دریا کے کنارے پر پڑھے زکوٰۃ ادا ہوگی عمل مکمل ہوگا۔ حرز شریف یہ ہے:

عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ يَا خُوْدَرَائِيلُ بِحَقِّ الْكَافِ اَجِبْ
دَعْوَتِي وَ سَخِّرْ لِي فِي قَضَاءِ حَاجَتِي وَحُصُوْلِي وَمُرَادِي
بِلَا مَلَّتٍ وَمُهْلَتٍ اَلِّفْ قُلُوْبَنَا بَيْنَ قُلُوْبِ الْعَافِيَةِ ۞

فوائد چہل کاف

چہل کاف کے فوائد مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) برائے آسیب زدہ سرسوں کے تیل پر چالیس مرتبہ پڑھ کر مالش کرا دیں تو آسیب دفع ہوگا۔

(۲) اگر کسی کے درد سر کہنہ ہو جائے اور کسی علاج سے نہ جاتا ہو تو ماہ صفر المظفر کے آخری چہار شنبہ کو چہل کاف لکھ کر باندھیں۔ درد سر انشاء اللہ فوراً دور ہوگا۔

(۳) اگر کسی کو درد چشم ہو تو گلاب کے پھول پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کر کے آنکھوں پر ملے انشاء اللہ آرام ہوگا۔

(۴) اگر کسی کے پیٹ میں شدید درد ہو تو سات مرتبہ پڑھ کر نمک پر دم کرکے درد شکم والے کو کھلائے انشاء اللہ درد فوراً دور ہو جائے گا۔

(۵) اگر چہل کاف کو لکھ کر دانتوں میں دبائے اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھے

اور شنبہ آدمیوں کو سامنے رکھے۔ جو چور ہوگا انشاء اللہ رعشہ لگے گا اور آزار ہوگا۔

(۶) اگر کسی کے جوڑوں میں درد ہو تو چہل کاف کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر اوزار باندھے انشاء اللہ دفع ہوگا۔

(۷) اگر کسی شخص کو بواسیر خونی یا بادی ہو تو چہل کاف بلی کی کھال پر لکھ کر گلے میں باندھے اور سات عدد سفید کاغذ پہ لکھ کر علی الصبح پلائے انشاء اللہ بواسیر خونی یا بادی دور ہوگی۔

(۸) اگر کسی شخص کو کوئی دشمن ایذا پہنچاتا ہو اور باز نہ آتا ہو تو شب دوشنبہ چالیس بار پڑھ کر دشمن کے گھر کی طرف دم کرے۔ انشاء اللہ دشمن ایذا رسانی سے باز آئے گا۔

(۹) اگر کسی شخص کا کوئی دشمن ہو اور اس کو دشمنی سے روکنا مقصود ہو تو درمیان عصر و مغرب کے بروز شنبہ ستر مرتبہ پڑھے قبرستان میں بیٹھ کر اور پرانی قبر کی مٹی پر دم کر کے دشمن کے مکان میں ڈالے۔ انواع و اقسام کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور دشمنی ترک کر دے گا۔

(۱۰) اگر کوئی شخص کسی کی زبان بدگو بند کرنا چاہے تو چہل کاف کو ستر مرتبہ نمک پر پڑھ کر دشمن کے گھر میں ڈالے۔ انشاء اللہ زبان بدگوئی سے بند ہوگی۔

(۱۱) اگر کوئی شخص قیدی کو آزاد کرانا چاہے تو روٹی پہ چہل کاف لکھ کر ایک ہفتہ کھلائے تو قیدی انشاء اللہ آزاد ہوگا۔

(۱۲) اگر کوئی شخص اپنے مطلوب کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو مشک زعفران سے لکھ کر مطلوب کے راستہ میں دفن کرے۔ انشاء اللہ مطلوب بے چین و بے قرار ہو کر حاضر ہوگا۔

(۱۳) اگر کسی امیدوار اولاد عورت کو چھوہارہ پر دم کر کے ایام سے پاک ہونے کے بعد کھلائے تین ماہ تک اکیس چھوہارے ہر مرتبہ اور ہر چھوہارہ پر سات مرتبہ

پڑھ کر دم کر کے کھلائے انشاء اللہ باولاد ہوگی۔

(۱۴) اگر کسی کو مرگی کے دورے پڑتے ہوں تو پیپل کے پتے پہ لکھ کر مصروع کے بدن پر ملیں تو انشاء اللہ فوراً آرام و سکون ہوگا۔

(۱۵) اگر کوئی عورت بدکارہ ہو تو گلاب کے پھول پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور سنگھائے۔ چند بار کے عمل سے انشاء اللہ بدکاری سے باز آجائے۔

حضرت غوثِ اعظمؒ کا خطبہ وعظ

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب کا بیان ہے کہ ہمارے والد جب وعظ کے لیے کھڑے ہوتے تو پہلے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھتے پھر خاموش ہو جاتے پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فرماتے اور خاموش ہو جاتے پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فرماتے اور خاموش ہو جاتے اس کے بعد آپ اصل موضوع وعظ سے پہلے یہ خطبہ پڑھتے :

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اس کی تمام مخلوقات، اس کے عرش اس کے کلمات، اس کے منتہائے علم سب کے برابر اور جس قدر کہ وہ اپنے لیے پسند کرے۔ وہ ظاہر و باطن ہر چیز کا جاننے والا ہے نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے ہر شے کا مالک اور پاک اور بے عیب ہے سب سے زیادہ حکمت والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اسی کا ملک ہے اور اسی کے لائق سب تعریفیں ہیں۔ وہ سب کو زندگی عطا کرتا ہے اور وہی سب کو موت دیتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں۔ ہر طرح کی بھلائی اسی کے اختیار میں ہے اور ہر بات پر اسے قدرت ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ اس کا کوئی شریک نہ اس کا کوئی وزیر ہے نہ کوئی معاون و مددگار۔ ایک تنہا ذات واحد اور پاک و بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا۔ کوئی اس کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ جائے اور نہ وہ جوہر ہے کہ جس میں آ سکے۔ اور نہ وہ عرض ہے کہ نقصان قبول کر سکے۔ وہ اس بات سے بھی پاک و برتر ہے کہ اس کی تخلیق کی ہوئی چیزوں سے اسے تشبیہ یا نسبت دی جائے بلکہ اس جیسی کوئی بھی شے نہیں ہے وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے، اس کے رسول، اس کے حبیب، اس کے خلیل اور اس کی کل مخلوقات سے افضل ہیں۔ اس نے آپ کو ہدایت کامل اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ تمام ادیان پر اس کو غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو یہ ناپسند ہو۔

اے اللہ! راضی ہو خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے جو دین کے بلند ستون ہیں جن کی تائید حق کے ساتھ کی گئی۔ جن کی کنیت عتیق ہے جو شفیق خلیفہ ہیں۔ جو پاکیزہ نسل سے پیدا ہوئے جن کا نام حضور اکرمؐ نے نام سے پیوستہ ہے اور جو حضور علیہ السلام کے ساتھ ابدی آرام فرما رہے ہیں۔

اے اللہ! راضی ہو خلیفۂ دوم ابو حفص عمر بن الخطابؓ سے جو مختصر گفتار رکھنے والے اور کثیر عمل کرنے والے ہیں۔ جن کو نہ تو کبھی لغزش عارض ہو سکتی ہے اور نہ کبھی تنگدلی لاحق ہوتی ہے جن کو حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے منتخب کیا گیا۔ جنہوں نے سیدھا راستہ اختیار کیا اور جن کی رائے کے مطابق قرآنی احکام نازل ہوئے۔

اے اللہ! راضی ہو خلیفۂ سوم ذی النورین حضرت عثمان بن عفانؓ سے جو عشرہ مبشرہ کے فرد ہیں۔ جنہوں نے غزوہ تبوک میں کثیر فوجی سامان مہیا کیا، جن کا ایمان بہت مستحکم تھا۔ جنہوں نے قرآن کی ترتیب و اشاعت فرمائی۔ جنہوں نے بڑے بڑے سرکش شہسواروں کو ختم کر دیا۔ جنہوں نے اپنی امامت و قراءت سے محراب و منبر کو مزین کیا اور جو افضل الشہداء اور اکرم السعداء ہیں جن سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔

اے اللہ! راضی ہو خلیفۂ چہارم حضرت علی بن ابو طالبؓ سے جو شجاع، صالح سردار، حضرت فاطمہؓ کے شوہر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے، جو کہ اللہ کی تلوار تھے جو درِ خیبر کو اکھاڑنے والے تھے جو دشمن کے لشکروں کو تباہ کرنے والے تھے جو کہ دین کے امام اور عالم، شرع کے قاضی اور حاکم اور نماز کا پورا حق ادا کرنے والے، جو رسول اکرمؐ پر اپنا دل و جان نثار کرتے تھے۔

اے اللہ! راضی ہو حضرت علیؓ کی اولاد یعنی سرورِ کونینؐ کے نواسے سبطین الشہیدین

امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے اور آپ کے عم محترم حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اور کل مہاجرین و انصار سے اور ان سے بھی جو تا حشر ان کا اتباع کرتے رہیں راضی ہو۔ الٰہی امام اور امت، حاکم اور دوسرے محکوم دونوں کی اصلاح کر۔ انھیں نیکی کی توفیق دے۔ اور ایک دوسرے کے شر سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ تو ہمارے گناہوں کو جانتا ہے انھیں معاف کر۔ تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے انھیں چھپا۔ جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا ہے ان کو کرنے کا ہمیں موقع نہ دے۔ ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کریں۔ ہم کو اپنے ذکر کرنے کا طریقہ سکھا۔ اور صبر و شکر کی توفیق دے اور اطاعت و عبادت کرنے میں ہمیں خلوص و یقین نصیب کر۔ اے اللہ! اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھ۔ تو ہی ہمارا مالک اور حقیقی مددگار ہے۔ تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد فرما۔

(قلائد الجواہر)

خطبہ کے بعد آپ وعظ کا اصل مضمون شروع کر دیتے جو کئی گھنٹے تک جاری رہتا۔ بہر صورت ہر وعظ سے پہلے آپ دعا یا خطبہ ضرور پڑھتے اور وعظ کا خاتمہ بھی بالعموم دعائیہ جملوں سے کرتے۔

خطباتِ حضرت غوثِ اعظمؒ

حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ کے مواعظ اور خطبات کا سلسلہ ۵۲۱ھ میں شروع ہوا اور ۵۶۱ھ تک جاری رہا۔ اس عرصے کے دوران آپ نے بیشمار تقاریر کیں۔ آپ کے وعظ بڑے پُر اثر ہوتے تھے اس لیے ان خطبات نے لوگوں کے دلوں کی دنیا بدل ڈالی۔ آپ کی روحانی توجہ اور شیریں زبان کی تاثیر نے بیشمار انسانوں کو راہِ حق کی طرف گامزن کر دیا۔ کئی لوگوں کو ایمانی استحکام ملا۔ آپ کے وعظوں سے کفر و شرک ماند پڑ گیا بدعات اور غلط دینی رسوم کی اصلاح ہوئی اور دینِ حق میں تو بہار آ گئی۔ آپ کی نورانی محافل کے وعظ آج بھی دل میں تلاشِ حق کی سچی تڑپ پیدا کرتے ہیں۔ غافل لوگوں کو غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراطِ مستقیم ملتا ہے۔

حضرت غوثِ اعظمؒ کے خطبات اور مواعظ بلاشبہ مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ظاہری اور باطنی حالات کو سنوارنے کے لیے ایک بیش بہا خزانہ ہیں ان کے ذریعے طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کی راہنمائی ہوتی ہے۔ آپ کے یہ خطبات "الفتح ربانی" کے نام سے علمی دنیا میں آج تک محفوظ ہیں۔ اس کتاب میں آپ کے رفیع الشان خطبات و مواعظ کے محض چند نمونے اور اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ چونکہ آپ کی اصل تقریر عربی میں ہوتی تھی اس لیے ترجمہ اور تلخیص کے پڑھنے سے اصل کا لطف اور نفع تو حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ بعض اوقات نفسِ مضمون سے زیادہ اندازِ بیان مؤثر ہوتا ہے۔ بہرحال ان اقتباسات سے آپ کے مواعظ کی شان اور تاثیر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

۱۔ وعظ مؤرخہ ۳ شوال ۵۴۵ھ

نزولِ تقدیر کے وقت حق تعالیٰ شانہ پر اعتراض کرنا موت ہے دین کی، موت ہے

توحید کی. موت ہے توکل و اخلاص کی. ایمان والا قلب لفظ "کیوں" اور "کس طرح" کو نہیں جانتا. وہ نہیں جانتا کہ "بلکہ" کیا ہے۔ اس کا قول تو "ہاں" ہے وہ حکم تقدیری کی موافقت کرتا ہے اور چون و چرا کے ساتھ رائے زنی نہیں کرتا۔ نفس کی عادت ہی ہے کہ مخالفت و نزاع کرے۔ پس جو شخص اس کی درستی چاہے وہ اس کو اتنا مجاہدہ میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر بن جائے۔ نفس تو شر ہی شر ہے مگر جب مجاہدہ میں پڑتا اور مطمئنہ بن جاتا ہے تو خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور تمام طاعتوں کے بجا لانے اور معصیتوں کے چھوڑ دینے میں موافقت کرنے لگتا ہے پس اس وقت ارشاد ہوتا ہے کہ "اے اطمینان والے نفس: لوٹ اپنے رب کی طرف کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش"۔ اب اس کا جوش بھی قیمع اور اس کا شر بھی اس سے زائل ہو جاتا ہے اور مخلوقات میں سے کسی شے کے ساتھ بھی وہ لگاؤ نہیں رکھتا۔ اور اس کا نسب اپنے باپ ابراہیم کے ساتھ صحیح بن جاتا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نفس سے باہر نکل گئے اور بلا خواہش نفس باقی رہ گئے۔ اور آپ کا قلب صاحب سکون تھا (نار نمرودی میں گرنے کے وقت) آپ کے پاس طرح طرح کی مخلوقات آئی اور انھوں نے آپ کی مدد کرنے کے لیے اپنے اپنے نفسوں کو پیش کیا۔ اور آپ فرماتے تھے کہ مجھے تمھاری مدد درکار نہیں۔ وہ میرے حال سے واقف ہے اور اس لیے مجھے سوال کی بھی حاجت نہیں: جب شان تسلیم و توکل صحیح ہوئی تو آگ سے کہہ دیا گیا کہ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم پر۔ جو شخص حق تعالیٰ کے ساتھ اس کی قدر پر راضی بن کر صبر اختیار کرتا ہے اس کے لیے دنیا میں خدا کی بیشمار مدد ہے اور آخرت میں بیشمار نعمت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بیشمار دیا جائے گا۔ اللہ پاک سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اس کی نظر کے سامنے ہے جو کچھ بھی برداشت کرنے والے اس کی وجہ سے برداشت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک ساعت کے لیے صبر کرو تو برسہا برس اس کے لطف

انعام کو دیکھتے رہو گے۔ ایک ساعت کا صبر ہی تو شجاعت ہے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ مدد کرنے اور کامیاب بنانے میں اس کے ساتھ باستقبال رہو اور اس کے لیے بیدار ہو جاؤ اور اس سے غافل مت ہوؤ۔ اپنے بیدار ہونے کو موت کے بعد کے لیے نہ چھوڑو کہ اس وقت بیدار ہونا تم کو مفید نہ ہوگا۔ اس کے لیے بیدار ہو اس سے ملنے سے قبل بیدار ہو۔ اپنے غیر اختیاری بیدار ہونے سے قبل ورنہ پشیمان ہوؤ گے۔ ایسے وقت کہ پشیمانی تم کو مفید نہ ہوگی اور اپنے قلوب کی اصلاح کر لو۔ کیونکہ قلوب ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جب وہ سنور جاتے ہیں. تو سارے حالات سنور جاتے ہیں۔ اور اسی لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہی بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے۔ قلب کا سنورنا۔ پرہیزگاری۔ حق تعالیٰ پر توکل۔ اس کی توحید اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان خصلتوں کے معدوم ہونے سے ہے۔ قلب گویا پرندہ ہے۔ بدن کے پنجرہ میں گویا موتی ہے۔ ڈبہ میں گویا مال ہے صندوق میں۔ پس اعتبار پرندہ کا ہے پنجرہ کا نہیں ہے۔ اعتبار موتی کا ہے ڈبہ کا نہیں ہے اور مال کا ہے صندوق کا نہیں ہے۔ اے میرے اللہ: میرے اعضاء کو اپنی طاعت میں اور قلب کو اپنی معرفت میں مشغول فرما۔ اور مدت العمر ساری رات اور سارے دن اسی میں مشغول رکھ اور ہم کو شامل فرما نیکوکار اسلاف کے ساتھ اور ہم کو نصیب فرما جو ان کو نصیب فرمایا تھا اور ہمارا ہو جا۔ جیسا کہ ان کا ہو گیا تھا۔

۲. وعظ مورخہ ۲ ذیقعدہ ۵۴۵ھ

صاحبزادہ! حق تعالیٰ کے لیے تیری ارادت صحیح نہیں ہوئی اور نہ تو اس کا طالب ہے کیونکہ جو شخص دعویٰ کرے حق تعالیٰ کو مطلوب سمجھنے کا اور طلب کرے غیر کو تو

توحید کی. موت ہے توکل و اخلاص کی. ایمان والا قلب لفظ "کیوں" اور "کس طرح"
کو نہیں جانتا. وہ نہیں جانتا کہ "بلکہ" کیا ہے۔ اس کا قول تو "ہاں" ہے دکھ
تقدیری کی موافقت کرتا ہے اور چون و چرا کے ساتھ لڑائی نہیں کرتا، نفس
کی عادت ہی ہے کہ مخالفت و نزاع کرے۔ پس جو شخص اس کی درستی چاہے
وہ اس کو اتنا مجاہدہ میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر بن جائے. نفس تو شر ہی
شر ہے مگر جب مجاہدہ میں پڑتا اور مطمئنہ بن جاتا ہے تو خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور
تمام طاعتوں کے بجا لانے اور معصیتوں کے چھوڑ دینے میں موافقت کرنے لگتا ہے
پس اس وقت ارشاد ہوتا ہے کہ "اے اطمینان والے نفس! لوٹ اپنے رب کی
طرف کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش"۔ اب اس کا جوش بھی صحیح اور
اس کا شر بھی اس سے زائل ہو جاتا ہے اور مخلوقات میں سے کسی شے کے
ساتھ بھی وہ لگاؤ نہیں رکھتا۔ اور اس کا نسب اپنے باپ ابراہیمؑ کے ساتھ صحیح
بن جاتا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نفس سے باہر نکل گئے اور بلا
خواہش نفس باقی رہ گئے۔ اور آپ کا قلب صاحب سکون تھا نار نمرودی میں
گرنے کے وقت، آپ کے پاس طرح طرح کی مخلوقات آئی اور انھوں نے آپ کی
مدد کرنے کے لیے اپنے اپنے نفسوں کو پیش کیا۔ اور آپ فرماتے تھے کہ مجھے
تمھاری مدد درکار نہیں۔ وہ میرے حال سے واقف ہے اور اس لیے مجھے سوال
کی بھی حاجت نہیں"۔ جب شان تسلیم و توکل صحیح ہوئی تو آگ سے کہہ دیا گیا کہ
ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم پر۔ جو شخص حق تعالیٰ کے ساتھ اس کی قدر
پر راضی بن کر صبر اختیار کرتا ہے اس کے لیے دنیا میں خدا کی بیشمار مدد ہے
اور آخرت میں بیشمار نعمت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرنے والوں کو ان کا پورا
اجر بیشمار دیا جائے گا۔ اللہ پاک سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اس کی نظر
کے سامنے ہے جو کچھ بھی برداشت کرنے والے اس کی وجہ سے برداشت کرتے
ہیں۔ اس کے ساتھ ایک ساعت کے لیے صبر کرو تو برسہا برس اس کے لطف و

انعام کو دیکھتے رہو گے۔ ایک ساعت کا صبر ہی تو شجاعت ہے بیشک اللہ صبر
کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ مدد کرنے اور کامیاب بنانے میں اس کے ساتھ باستقبال
رہو اور اس کے لیے بیدار ہو جاؤ اور اس سے غافل مت ہو۔ اپنے بیدار ہونے
کو موت کے بعد کے لیے نہ چھوڑو کہ اس وقت بیدار ہونا تم کو مفید نہ ہوگا۔ اس
کے لیے بیدار ہو، اس سے ملنے سے قبل بیدار ہو۔ اپنے غیر اختیاری بیدار ہونے
سے قبل ورنہ پشیمان ہو گے۔ ایسے وقت کی پشیمانی تم کو مفید نہ ہوگی اور اپنے
قلوب کی اصلاح کر لو۔ کیونکہ قلوب ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جب وہ سنور جاتے ہیں، تو
سارے حالات سنور جاتے ہیں۔ اور اسی لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ ابن آدم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو
اس کی وجہ سے سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہی بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن
بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے۔ قلب کا سنورنا، پرہیزگاری، حق تعالیٰ پر توکل،
اس کی توحید اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان خصلتوں
کے معدوم ہونے سے قلب گویا پرندہ ہے۔ بدن کے پنجرہ میں گویا موتی ہے۔ ڈبہ
میں گویا مال ہے صندوق میں۔ پس اعتبار پرندہ کا ہے پنجرہ کا نہیں ہے۔ اعتبار
موتی کا ہے ڈبہ کا نہیں ہے اور مال کا ہے صندوق کا نہیں ہے۔ اے میرے
اللہ! میرے اعضاء کو اپنی طاعت میں اور قلب کو اپنی معرفت میں مشغول فرما۔
اور مدت العمر ساری رات اور سارے دن اسی میں مشغول رکھ اور ہم کو شامل فرما
نیکو کار اسلاف کے ساتھ اور ہم کو نصیب فرما جوان کو نصیب فرمایا تھا اور ہمارا ہو
جا۔ جیسا کہ ان کا ہو گیا تھا۔

۲۔ وعظ مورخہ ۲ ذیقعدہ ۵۴۵ھ

صاحبزادہ! حق تعالیٰ کے لیے تیری ارادت صحیح نہیں ہوئی ورنہ تو اس کا طالب
ہے کیونکہ جو شخص دعویٰ کرے حق تعالیٰ کو مطلوب سمجھنے کا اور طلب کرے غیر کو تو

اس کا دعویٰ باطل ہے۔ طالبانِ دنیا کی کثرت ہے اور طالبانِ آخرت کی قلت ہے اور طالبانِ حق اور اس کی ارادت میں سچے تو بہت ہی کم ہیں کہ کمیابی نایابی میں کبریت احمر جیسے ہیں۔ اس درجہ شاذ و نادر ہیں کہ ایک آدھ ہی پایا جاتا ہے۔ وہ کنبوں قبیلوں میں سے ایک ایک دو دو ہیں۔ وہ معدن ہیں زمین میں بادشاہ ہیں زمین کے۔ کوتوال ہیں شہروں اور باشندوں کے۔ ان کے طفیل مخلوق سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور ان پر بارشیں برستی ہیں۔ ان کی برکت سے حق تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا ہے ان کی وجہ سے زمین روئیدگی لاتی ہے۔ وہ اپنے ابتدائے حال میں بھاگتے پھرتے ہیں ایک پہاڑ کی چوٹی سے دوسری چوٹی پر، ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اور ایک ویرانہ سے دوسرے ویرانہ کی جانب۔ جب کسی جگہ پر پہچان لیے جاتے ہیں تو وہاں سے چل دیتے ہیں۔ سب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینکتے۔ دنیا کی کنجیاں اہلِ دنیا کے حوالے کرتے اور برابر اسی حالت پر قائم رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے گرد قلعے تعمیر کر دیے جاتے ہیں تاکہ کہیں جا نہیں سکتے۔ نہریں ان کے قلوب کی طرف بہنے لگتی ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے لشکر ان کے ارد گرد پھیل جاتا ہے۔ اور ایک کی جدا حفاظت کی جاتی ہے۔ سب کا اعزاز کیا جاتا ہے اور نگہبانی ہوتی ہے اور ان کو مخلوق پر حاکم بنایا جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں عام عقلوں سے باہر ہیں پس اس وقت ان کو مخلوق پر توجہ کرنا فرض بن جاتا ہے وہ طبیبوں جیسے ہوتے ہیں اور ساری مخلوق بیماروں جیسی۔ تجھ پر افسوس! دعوٰے کرتا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے پس بتا کہ ان کی کونسی علامت تجھ میں موجود ہے حق تعالیٰ کے قرب اور اس کے لطف کی کیا نشانی ہے؟ تو خدا کے نزدیک کس مرتبہ اور کس مقام میں ہے۔ ملکوت اعلیٰ میں تیرا نام اور لقب کیا ہے۔ ہر شب کو تیرا دروازہ کس حالت پر بند کیا جاتا ہے؟ تیرا کھانا اور پینا مباح ہے یا حلال خالص؟ تیری خوابگاہ دنیا ہے یا آخرت یا قربِ حق تعالیٰ؟ تنہائی میں تیرا انیس کون ہے؟ خلوت میں تیرا ہم نشین کون ہے؟ اے دروغ گو! تنہائی میں تو تیرا

انیس تیرا نفس اور شیطان اور خواہش اور دنیا کے تفکرات ہیں اور جلوت میں شیاطین الانس ہیں جو بدترین ہم نشین اور فضول بکواس والے ہیں یہ بات بکواس اور محض دعوے سے نہیں آتی۔ اس میں تیری گفتگو محض ہوس ہے جو تجھ کو مفید نہیں لازم پکڑ سکون اور گمنامی کو حق تعالیٰ کے حضور میں اور بے ادبی سے احتراز۔ اور اگر اس میں تیرا بولنا ضروری ہی ہو تو حق تعالیٰ کے ذکر سے اور اہل اللہ کے ذکر سے برکت حاصل کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔ نہ اس طرح کہ تو اس کا مدعی بن جائے اپنے ظاہر سے حالانکہ تیرا قلب اس سے خالی ہے۔ ہر ظاہر کہ باطن اس کے موافق نہ ہو ہذیان ہے۔ کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سنا کہ جو شخص (غیبت کرے) دن بھر لوگوں کے گوشت کھاتا رہا اس کا روزہ نہیں ہوا آپ نے بیان فرما دیا کہ کھانا پینا اور افطار کرنے والی چیزوں ہی کے چھوڑنے کا نام روزہ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ گناہوں کو چھوڑنے کا بھی اضافہ کرنا چاہیے۔ پس بچو غیبت سے کہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کھا لیتی ہے۔ جس شخص کی تقدیر میں فلاح ہے وہ اس کی عادت کبھی نہیں ڈالتا اور جو غیبت میں مشہور ہو جاتا ہے اس کی لوگوں میں حرمت کم ہو جاتی ہے اور بچو شہوت کے ساتھ نگاہ کرنے سے کہ وہ تمہارے قلوب میں معصیت کا بیج بو دے گی اور اس کا انجام دنیا میں اچھا ہے نہ آخرت میں۔ اور بچو جھوٹی قسم کھانے سے کہ وہ آباد شہروں کو چٹیل بیابان بنا چھوڑتی ہے کہ مال اور دین دونوں کی برکت لے جاتی ہے۔ تجھ پر افسوس کہ اپنی تجارت کو جھوٹی قسم سے رواج دیتا اور اپنے دین کا خسارہ اٹھاتا ہے۔ اگر تجھے عقل ہوتی تو جانتا کہ اصل خسارہ یہی ہے۔ تو کہتا ہے کہ خدا کی قسم! اس جیسا مال شہر بھر میں کہیں نہیں اور نہ کسی کے پاس موجود ہے۔ خدا کی قسم! یہ اتنے کا ہے اور خدا کی قسم! مجھ کو اتنے میں پڑا ہے حالانکہ تو اپنی ساری گفتگو میں جھوٹا ہے پھر اپنے جھوٹ پر گواہی دیتا اور اللہ عزوجل کی قسم بھی کھاتا ہے کہ "میں سچا ہوں"۔ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ تو اندھا اور اپاہج ہوگا۔

خدام پر رحم کرے۔ حق تعالیٰ کے حضور میں با ادب رہو۔ جو شخص شریعت کے آداب سے ادب نہ سیکھے گا اس کو قیامت کے دن آگ ادب سکھائے گی۔ اس مقام پر کسی نے سوال کیا کہ پھر جس شخص میں یہ پانچوں خصلتیں (دعویٰ کمال، غیبت نظر با شہوت، کذب اور دروغ حلفی) ہوں اس کے روزہ اور وضو کے باطل ہونے کا حکم دینا چاہیے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں روزہ اور وضو تو باطل نہ ہوگا لیکن یہ ارشاد بطریق وعظ اور تنبیہ و تخویف کے ہے۔

۳۔ وعظ مورخہ ۱۲ ذی الحجہ ۵۴۵ھ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قلوب پر بھی زنگ آجاتا ہے قرآن پڑھنا، موت کو یاد رکھنا اور وعظ کی مجلسوں میں حاضر ہونا ان کی صیقل ہے۔ پس اگر صاحب قلب نے اس زنگ کا تدارک کر لیا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو بہتر ہے ورنہ زنگ سیاہی بن جاتا ہے اور قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ نور سے دور ہو جانے کے سبب کالا پڑ جاتا ہے۔ دنیا کو محبوب سمجھنے اور تقویٰ کے بغیر (اندھا بن کر) اس پر گرنے کی وجہ سے۔ کیونکہ دنیا کی محبت جس کے قلب میں جگہ پکڑ جاتی ہے اس کا تقویٰ جاتا رہتا ہے اور وہ دنیا جمع کرنے لگتا ہے خواہ حلال سے ہو یا حرام سے اس کے جمع کرنے میں اس کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور حق تعالیٰ سے اور اس کے ملاحظہ سے شرمانا زائل ہو جاتا ہے۔

صاحبو! اپنے نبی کے ارشاد کو قبول کرو اور اپنے دلوں کا زنگ اس دوا سے جو آپ نے تم پر ظاہر کر دی ہے صاف کرو۔ اگر تم میں سے کسی شخص کو کوئی مرض لاحق ہو جائے اور کوئی طبیب اس کی دوا بتائے تو جب تک اس کا استعمال نہیں کر لیتے زندگی دو بھر پڑ جاتی ہے (پھر قلب کے مرض میں پیغمبر کی بتائی ہوئی دوا کے استعمال سے بے پروائی کیوں ہے) اپنی خلوتوں اور اپنی جلوتوں میں اپنے

رب عز و جل کا مراقبہ رکھو۔ اس کو اپنا نصب العین بنالو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے (پس اس کا ہر وقت تم کو دیکھتے رہنے کا دل سے دھیان رکھنا ہی مراقبہ ہے)۔ ذاکر وہی ہے جو اپنے قلب سے اللہ کا ذکر کرے اور جو قلب سے ذکر نہ کرے وہ ذاکر نہیں۔ زبان تو قلب کی غلام اور خادم ہے (اور اتباع آقا کا ہے نہ کہ غلام کا) وعظ کے سننے پر مداومت کر۔ کیونکہ قلب وعظ کے سننے سے جب غیر حاضر رہنے لگتا ہے تو اندھا بن جاتا ہے۔ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جملہ احوال میں حق تعالیٰ کے امر کی عظمت ملحوظ رہے اور اسی لیے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ ساری بھلائی دو باتوں کے اندر ہے یعنی حق تعالیٰ کے حکم کی عظمت کو ملحوظ رکھنا اور اس کی مخلوق پر شفقت کرنا۔ ہر وہ شخص جو حق تعالیٰ کے حکم کی عظمت نہ کرے اور اللہ کی مخلوق پر شفقت نہ کرے وہ اللہ سے دور ہے۔

حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی تھی کہ رحم کرتا کہ میں تجھ پر رحم کروں۔ میں بڑا رحیم ہوں۔ جو میری مخلوق پر رحم کرتا ہے میں اس پر رحم کرتا ہوں اور اس کو اپنی جنت میں داخل کر لیتا ہوں۔ پس مبارک ہو رحم کرنے والوں کو تمہاری تو عمر اس قصہ میں برباد ہوئی کہ انھوں نے یہ کھایا اور ہم نے یہ کھایا۔ انھوں نے یہ پیا اور ہم نے یہ پیا۔ انھوں نے یہ پہنا اور ہم نے یہ پہنا۔ انھوں نے اتنا جمع کیا اور ہم نے اتنا جمع کیا۔ جو شخص فلاح چاہے اس کو چاہیے کہ اپنے نفس کو محرمات اور شبہات اور خواہشات سے روکے اور حق تعالیٰ کے حکم کو بجا لائے اور ممنوعات سے باز رہنے اور اس کی تقدیر کی موافقت کرنے پر جا رہے اہل اللہ حق تعالیٰ کی معیت میں صابر رہے۔ اور خدا سے صبر کر سکے۔ انھوں نے صبر کیا اس کے لیے اور اسی کے متعلق۔ انھوں نے صبر کیا تاکہ اس کی معیت نصیب ہو اور طالب رہے تاکہ اس کا قرب ان کو حاصل ہو جائے۔ وہ اپنے نفسوں اور اپنی خواہشوں اور اپنی طبیعتوں کے گھر سے باہر نکل گئے۔ شریعت کو

اپنے ساتھ لیا اور اپنے رب عزوجل کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ پس ان کے سامنے آفتیں آئیں۔ ہول اور مصائب بھی آئے، غموم و ہموم بھی آئے بھوک پیاس بھی آئی برہنگی بھی آئی، ذلت و خواری بھی آئی مگر انھوں نے کسی کی بھی پرواہ نہ کی نہ اپنی رفتار سے باز آئے اور اپنی طلب سے جس پر متوجہ تھے متغیر ہوئے ان کا رخ آگے کی جانب ہی رہا اور ان کی چال سست نہ پڑی۔ برابر ان کی یہی حالت رہتی ہے یہاں تک کہ قلب اور قالب کا بقا متحقق ہو جاتا ہے۔

صاحبو! حق تعالیٰ سے ملنے کے لیے کام کرو اور اس کی ملاقات سے پہلے اس سے شرماؤ (کیونکہ عنقریب اس کے سامنے جائیں گے) مومن کی حیا اول حق تعالیٰ سے ہے اس کے بعد اس کی مخلوق سے۔ البتہ اس صورت میں جس کو تعلق ہو دین سے اور شریعت کی حدود کی شکست سے۔ تو اس وقت اس کو حیا کرنا جائز نہیں۔ (بلکہ اللہ عزوجل کے دین کے بارے میں شرم کو بالائے طاق رکھ دے اور بیباک بن کر بلا رورعایت نصیحت کرے) دین کی حدود کو قائم کرے اور حق تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرے (کیونکہ وہ حکم فرماتا ہے کہ) دین خداوندی کے بارے میں مجرموں کو سزا دیتے وقت تم کو شفقت نہ ہونی چاہیے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہونا جس شخص کے لیے صحیح ہو جاتا ہے تو حضرت اس کو اپنی زرہ اور خود پہنا دیتے اپنی تلوار اس کے گلے میں ڈالتے۔ اپنے ادب اور اپنے خصائل و عادات سے اس کو آراستہ کرتے اور اپنی خلعتوں میں سے اس کو خلعت بخشتے ہیں اور اس سے نہایت خوش ہوتے ہیں کہ آپ کی امت میں یہ کیسا ہونہار نکلا اور اس پر اپنے پروردگار کا شکریہ ادا فرماتے ہیں (کہ ایسی سعادتمند روحانی اولاد عطا فرمائی) پھر اس کو اپنی امت میں اپنا نائب امت کا رہنما اور ان کو دروازۂ خداوندی کی طرف بلانے والا بنا دیتے ہیں۔ بلانے والے اصل میں آپ ہی تھے مگر جب آپ کو حق تعالیٰ نے اٹھا لیا تو آپ کے لیے امت میں سے وہ لوگ قائم کر دیے تو ان میں آپ کے جانشین بنتے ہیں اور وہ لاکھوں بلکہ ان گنت مخلوق میں سے ایک دو ہی ہیں۔ وہ مخلوق کو راستہ بتاتے

ہیں اور ان کی ایذاؤں کو برداشت کرکے ہر وقت ان کی خیر خواہی میں لگے رہتے ہیں۔ منافقوں اور فاسقوں کے منہ پر ہنستے اور طرح طرح کی تدبیریں کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کو اس حالت سے چھڑائیں جس میں وہ مشغول ہیں اور حق تعالیٰ کے دروازہ پر ان کو لا ڈالیں۔ اور اسی لیے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ "فاسق کے منہ پر نہیں ہنستا مگر عارف" یعنی عارف اس کے منہ پر ہنستا اور ایسا ظاہر کرتا ہے گویا اس سے واقف ہی نہیں، حالانکہ وہ آگاہ ہے اس کے دین کے گھر کی ویرانی سے اور اس کے دل کے چہرہ کی سیاہی سے اور اس کے کھوٹ اور تکدر کی کثرت سے۔ فاسق اور منافق لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہمارا حال اس سے مخفی رہا اور اس نے ہم کو پہچانا نہیں۔ نہیں نہیں! اس کی کوئی عزت نہیں (جس کے سبب ان کا حال مخفی رہے)، وہ عارف سے چھپ نہیں سکتے۔ عارف ان کو پہچان لیتا ہے نگاہ اور نظر و بات اور حرکت سے۔ ان کو شناخت کر لیتا ہے ان کے ظاہر اور باطن سے۔ (اور اس میں مطلق شک نہیں) افسوس! تم گمان کرتے ہو کہ تمہاری حالت متقین و عارفین و مؤمنین سے پوشیدہ رہتی ہے۔ تم کس وقت تک اپنی عمروں کو ناچیز کے اندر ضائع کرتے رہو گے۔

۴۔ وعظ مورخہ ۷ رجمادی الثانی ۵۴۵ھ

عاقل بن اور جھوٹ مت بول۔ تو کہتا تو یہ ہے کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں حالانکہ ڈرتا ہے دوسروں سے۔ نہ کسی جن سے ڈر نہ انسان سے نہ فرشتہ سے اور نہ کسی جاندار ناطق یا غیر ناطق سے۔ نہ دنیا کے عذاب سے ڈر اور نہ آخرت کے عذاب سے بس ڈرنا تو اسی سے چاہیے جو عذاب دینے والا ہے (یعنی حق تعالیٰ) عقلمند شخص حق تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے ڈرا نہیں کرتا۔ وہ غیر اللہ کی بات سے بہرا ہے (کہ کسی کی بات پر بھی کان نہیں دھرتا) ساری مخلوق اس کے نزدیک (گویا) بے کس، بیمار اور محتاج ہے۔ یہی شخص اور جن کی بھی اس جیسی حالت ہو اصل علماء

ہیں جن کے علم سے نفع پہنچتا ہے۔ جو شریعت اور حقائقِ اسلام کے عالم ہیں وہ دین کے طبیب ہیں کہ دین کی شکستگی کو جوڑتے ہیں۔ اے وہ شخص جس کا دین شکستہ ہوگیا ہے ان کی طرف قدم بڑھا تاکہ وہ تیری شکستگی کی بندش کریں۔ جس (خدا) نے بیماری اتاری ہے وہی دوا بھی اتارتا ہے۔ (پس علاج سے ناامید مت ہو۔ باقی رہا بیماری میں مبتلا کرنا تو وہ خاص مصلحت کی وجہ سے ہے اور) وہ مصلحت کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔ تو اپنے رب پر اس کے فعل میں تہمت مت رکھ۔ (کہ بلا وجہ بیمار بنا دیا) الزامات اور ملامت کے لیے تیرا نفس دوسروں کی بہ نسبت زیادہ مستحق ہے۔ نفس سے کہہ دے کہ عطا اس کے لیے ہے جو اطاعت کرے اور عصا اس کے لیے ہے جو معصیت کرے (پس نہ تو معصیت کرتا نہ امراض کی لاٹھیاں کھاتا) جب اللہ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو (اس کی صحت و دولت) چھین لیتا ہے۔ پس اگر وہ صبر کرتا ہے تو اس کو رفعت بخشتا ہے۔ (خوش عیشی نصیب فرماتا۔ عطاؤں سے نوازتا اور سرمایہ عطا فرماتا ہے۔ یا اللہ ہم تجھ سے قرب کا بغیر بلا کے سوال کرتے ہیں۔ اپنی قضا و قدر میں ہمارے ساتھ شفقت کا برتاؤ کر اور شریروں کی شرارت اور بدکاروں کی مکاری سے ہم کو بچا اور ہماری حفاظت فرما۔ جس طریقہ سے بھی تو چاہے اور جس طرح چاہے۔ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں دین میں اور دنیا و آخرت میں عفو اور عافیت کا۔ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اعمالِ صالحہ کی توفیق کا اور اعمال میں اخلاص کا۔ ہماری دعا قبول فرمالے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهٖ وَلِكَاتِبِهٖ وَلِوَالِدَيْهِمَا

لاہور کے اولیاء کے مستند حالات و واقعات

تذکرہ اولیائے لاہور

لاہور اولیاء کا شہر ہے حضرت علی ہجویریؒ، حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ، حضرت شاہ حسینؒ، حضرت میاں میرؒ، حضرت پیر مکیؒ، حضرت شاہ جمالؒ، حضرت شاہ محمد غوثؒ اور لاہور کے دیگر اولیاء کا مکمل تذکرہ

علامہ عالم فقری

شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور

حیات و تعلیمات

تذکرہ
حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

عالم فقری

شبیر برادرز ○ اردو بازار ○ لاہور